4.391

الدرایہ فی تحقیق الروایہ

اصولِ حدیث

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

نعیمی کتب خانہ
۵ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار لاہور

Marfat.com

8.39

الدرایہ

فی

تحقیق الروایہ

اصولِ حدیث

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ ۴۰ اُردو بازار لاہور

Marfat.com
Marfat.com

الدرایہ

فی

تحقیق الروایہ

اصولِ حدیث

صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

98416

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	الدرایہ فی تحقیق الروایہ
مصنف	مفتی اعظم پاکستان صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان بدایونی
ناشر	نعیمی کتب خانہ، 5 الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ 40 اردو بازار، لاہور
اشاعت	2006ء
قیمت	

تقسیم کار

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

Marfat.com

فہرست کتاب الدرایہ

دیباچہ	۱۳
ضرورت حدیث کی آٹھ وجوہ	۱۴
اسلام میں پانچ قسم کے علماء ہیں	۱۷
تقریری حدیث کی چھ صورتیں ہیں	۱۸
ماخذ ومستفاد	۲۰
امام اعظم ابوحنیفہ کا ایک فرمان	۲۳
منکرین حدیث فرقے کا تاریخی پس منظر	۲۵
انکار حدیث کی وجوہ	۲۸
منکرین حدیث کے اعتراضات اور جوابات	۲۹
حدیث قدسی کی تعریف وتعارف	۶۱
کلام قرآنی وکلام قدسی بیان کرنے کا طریقہ وتعداد	۶۱
متن حدیث کا لغوی واصطلاحی معنی	۶۲
احادیث جمع کرنا اس امت کی خصوصیت ہے	۶۳
آیت سے ثابت ہے کہ قرآن وحدیث دلیل ایمان ہیں اور حدیث سے تفسیر قرآن ہے	۶۴
قرآن مجید کی حکمت سے مراد احادیث ہی ہیں	۶۴
احادیث نے قرآن مجید کی نو چیزیں سمجھائیں بتائیں	۶۵
قرآن وحدیث تین طریقوں سے ساتھ ساتھ ہیں	۶۵

Marfat.com

صحابہ کرام نے احکام شریعت کے علاوہ احکام شریعت کی ستائیس چیزیں
سیرت النبی کی مثل آیت یاد کیں وحفظ رکھیں ۶۶
بغیر وضو یا تیمّم حدیث پڑھنا پڑھانا یا کتاب حدیث چھونا مکروہ تنزیہی ہے ۶۷
طلب حدیث کے لئے سفر کرنا محدثین کا عمل رہا ہے ۶۷
احادیث لکھنے کی ممانعت میں تین حدیثیں اور ممانعت کی وجہ لکھنے کی
اجازت میں آٹھ حدیثیں ۶۸
کتاب احادیث کے پانچ زمانے ۷۲
اہلیت اور تحمل احادیث کے آٹھ طریقے چار شرطیں ۷۲
اداء احادیث کی سترہ شرطیں ۷۴
جرح وتعدیل کا قرآنی ثبوت، جرح وتعدیل کا لغوی واصطلاحی معنی ۷۵
جرح وتعدیل کی انیس شرطیں اور مہذبانہ الفاظ ناقدین ۷۵
جرح وتعدیل کے کل الفاظ ۷۶
جھوٹی احادیث بنانے والے کافر اور واجب القتل ہیں ۷۷
تعلیل حدیث کا بیان اور تعلیل کا لغوی اصطلاحی معنی ۷۸
احادیث متواتر پر عمل واجب ہے تارک عمل فاسق ہے منکر کافر ہے ۷۹
احادیث مشہورہ پر عمل واجب ہے تارک عمل فاسق ہے منکر گمراہ ہے مگر کافر
نہیں ہوگا ۸۰
خبر واحد کا مرتبہ اور حکم ۸۰
صحیح حدیث کی پانچ شرطیں ۸۱
حدیث مرسل کی چار قسمیں ۸۱
مدلس کا لغوی معنی اور محدثین کے نزدیک اصطلاحی معنی اور حکم ۸۱

Marfat.com

مضطرب کا لغوی اصطلاحی معنی اس کا حکم اور اس کی پانچ قسمیں ۸۲
حدیث مقلوب کی تعریف حکم اور قسمیں ۸۳
ضعیف احادیث کی قسمیں ۸۴
عالی و نازل کی تعریف حکم اور پانچ پانچ قسمیں ۸۵
وہ سات صحابہ کرام جو محدثین مکثرین تھے ان کی تعداد مرویات ۸۶
باعتبار ملاقات صحابہ تابعین کے پندرہ طبقے پانچ مشہور ہیں ۸۷
مخضرم تابعی کون ہیں ۸۸
سب سے زیادہ جھوٹی حدیثیں شیعوں نے بنائیں پھر ان کے مقابل
خارجیوں نے بنائیں ۸۸
سند حدیث نسب کی طرح اہم اور معتبر ہے ۸۹
سند اور موضوع روایت کے پہچاننے کے آٹھ طریقے ہیں ۸۹
متناً موضوع روایت کی پہچان کے سولہ طریقے ہیں ۹۰
احادیث کی پہچان کے لئے نو بڑے علوم پڑھنا ضروری ۹۱
چند غلط راویوں کے نام ۹۲
لفظ مخضرم کا لغوی اور اصطلاحی معنی ۹۳
راوی کے بارے میں ناقد کے لئے سترہ شرطیں ۹۴
طالب علم میں اہلیت حدیث کی تین شرطیں ۹۶
اجازت حدیث کی تین نوعیں ۹۷
علم اسماء الرجال ۹۷
علم جرح و تعدیل ۹۸
مجہول راوی کی تین قسمیں ۹۹

Marfat.com

خبر واحد کی مقبولیت میں آٹھ شرطیں چار سند میں چار متن میں	۹۹
حدیث متواتر کی چار قسمیں	۱۰۰
احادیث بننے کے زمانے	۱۰۱
احادیث مبارکہ کی چھپن قسمیں	۱۰۱
فرمودات نبوی کے اصطلاحی اسماء مبارکہ	۱۰۸
حدیث وخبر میں فرق اور نسبت تعلق	۱۰۸
محدثین کے اصطلاحی الفاظ	۱۰۸
احادیث کی کتابوں کے نام	۱۱۸
القابات کتب احادیث	۱۱۹
رموز محدثین یعنی مخفف الفاظ	۱۲۰
ضعیف روایت کوقوی کرنے والے پندرہ اصول وضابطے	۱۲۱
درایت میں روایت کی گیارہ چیزیں معلوم کی جاتی ہیں	۱۲۲
متن روایت کے موضوع اور بناوٹی ہونے کی اٹھارہ نشانیاں	۱۲۳
حدیث صحیح وحسن کی قسمیں	۱۲۵
زمانہ نبوی کے راویان کی قسمیں اور درجات ومراتب	۱۲۶
حدیث وسنت کا فرق	۱۲۷
طبقے کا لغوی معنی واصطلاحی تعریف	۱۲۷
طبقات طالبین	۱۲۹
طبقات کتب احادیث کے نام اور تعریف	۱۲۹
طبقہ راویان احادیث	۱۳۱
طبقہ علماء حدیث	۱۳۲

Marfat.com

معلومات حدیث	۱۳۳
قرون احادیث	۱۳۴
اختلافات روایات کا بیان اور ترجیح کی قسمیں	۱۳۴
دلالت احادیث اور ان کی قوت و ترجیح	۱۳۵
احادیث کی ترجیح قوتوں کا بیان	۱۳۵
قیاس و استحسان کا فرق	۱۳۶
اختلاف سند کی قسمیں	۱۳۷
کتب احادیث کا طریقہ تالیف تصانیف	۱۳۷
علت میں سات چیزیں بتائی جاتی ہیں	۱۳۸
عالم حدیث کے لئے ضروری چیزیں	۱۳۸
فقہی طریقے پر تقسیم احادیث	۱۳۸
قواعد اصولیہ	۱۳۹

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

حدیث کی جو اہمیت دین اسلام میں ہے وہ اہل علم پر اچھی طرح واضح ہے اسلام کے اکثر عقائد واعمال ضوابط وقوانین کی بنیاد احادیث مبارکہ ہی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حدیث کے بغیر فہم قرآن مجید بالکل ناممکن ہے۔ لہٰذا ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے عقائد واعمال کی حفاظت کے لئے اس علم میں خوب محنت کریں تاکہ ہدایت پر قائم رہیں اور کوئی ہمیں قرآن حدیث کے نام پر گمراہ نہ کر سکے۔

علم ایک حفاظت ہے اور جہالت غیر محفوظ ہونا ہے جس طرح کمزور رہنا ظالم کو دعوت ظلم دینا ہے اسی طرح جاہل رہنا شیطان کو گمراہ کرنے کی دعوت دینا ہے۔

بد قسمتی سے حدیث کے معاملے میں بعض لوگوں نے اپنی جہالت سے مختلف نظریات بنا لئے ہیں جو کہ افراط وتفریط کی وجہ سے صراط مستقیم سے ہٹے ہوئے ہیں خصوصاً جب کسی گروہ نے اپنے مخصوص نظریات کے لئے حدیث کو استعمال کرنا شروع کیا تو اس کی تفہیم وتعبیر میں شدید ٹھوکریں کھائیں خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔

مثلاً وہابیہ نے شروع میں اہل اسلام سے مختلف عقائد ونظریات بنائے مگر اپنے آپ کو حنبلی مقلد ہی کہتے رہے یعنی امام احمد بن حنبل کے مقلد پھر جب ان کے نظریات کو تقلید امام میں پناہ نہ ملی کہ امام کے عقائد اہلسنّت وجماعت کے تھے تو انہوں نے قول امام کو چھوڑ کر براہ راست حدیث سے استدلال شروع کر دیا یعنی حدیث کو تشریح امام سے سمجھنے کے بجائے خود سے اس کی غلط تشریحات وتعبیرات شروع کر دیں اور خود کو اہل حدیث کے طور پر متعارف کروایا حالانکہ اہل حدیث کسی عقیدے یا فرقے کا نام نہیں تھا بلکہ یہ اصطلاح ماہرین حدیث کے لئے استعمال ہوتی تھی یعنی ایسے لوگ جو

Marfat.com

کہ فن حدیث میں مہارت رکھتے ہوں اگرچہ وہ عقیدۂ اہلسنّت ہوں اور کسی امام کے مقلد ہوں۔ وہابیہ نے اہل حدیث کو ایک عقیدے وفرقے کے طور پر متعارف کروایا جو کہ ایک نئی بات تھی جب احادیث میں بھی ان کے نظریات کو پناہ نہ ملی کہ اکثر احادیث ان کے نظریات کے خلاف ہیں تو انہوں نے ایسی حدیثوں کو بغیر کسی مسلمہ قانون وقاعدے کے ضعیف وموضوع قرار دینے کا عمل شروع کر دیا کہ جو بھی حدیث ان کی کم عقلی کی وجہ سے انہیں سمجھ نہ آئی یا مختلف احادیث میں مطابقت پیدا نہ کر سکے تو فوراً اسے رد کر دیا یہاں تک کہ ان کی اس طرز فکر کی وجہ سے انہی میں سے ایک گروہ ایسا پیدا ہوا جس نے بالکل ہی حدیث کا انکار کر دیا کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور دین میں اس کی کوئی اہمیت نہیں ہدایت کے لئے صرف قرآن کافی ہے یہ لوگ اہل قرآن یا منکرین حدیث کہلائے دونوں گروہوں نے اپنے اپنے نظریات کو پھیلانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور بیچارے عوام اپنی جہالت کی وجہ سے کبھی ایک کے دھوکے میں آتے تو کبھی دوسرے کے دام تزویر میں پھنستے۔ ایسی صورتحال میں بہت ضروری محسوس ہوا کہ عوام الناس کو اس جہالت سے نکالا جائے اور حدیث پاک کے صحیح مقام سے روشناس کروایا جائے اور اصول حدیث کے ضروری قوانین کو سہل انداز میں عوام تک پہنچایا جائے تاکہ ان کی حدیث فہمی کی صلاحیت بڑھے اور وہ حدیث کے بارے میں غلط فہمی ڈالنے والوں یا احادیث کی غلط تعبیر کرنے والوں کی گمراہی سے محفوظ رہ سکیں عربی میں تو اصول حدیث یا حدیث فہمی پر کافی کتابیں موجود ہیں لیکن اردو زبان میں اس قسم کی کتابیں بہت نایاب ہیں یا اگر ہیں تو مشکل اسلوب میں کہ عوام اس سے کماحقہٗ فائدہ نہیں اٹھا سکتے میری بڑی پرانی خواہش تھی کہ اس سلسلے میں جامع کام کیا جائے لیکن سوچتا تھا کہ یہ کام کسی ایسے عالم کی طرف سے ہو جس کی علمی شخصیت اہل اسلام میں مسلمہ ہو تاکہ مضمون سہل ہونے کے ساتھ ساتھ مضبوط بھی ہو اور قبولیت عوام

Marfat.com

بھی حاصل ہو۔ لہٰذا میں نے کئی مرتبہ والد گرامی قبلہ مفتی اعظم سے گزارش کی کہ وہ اس کام کے لئے وقت نکالیں لیکن وہ تفسیر نعیمی کی تصنیف میں مشغولیت کی وجہ سے ہر دفعہ ٹال جاتے اور کہتے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں زیادہ سے زیادہ تفسیر کا کام کرلوں پتہ نہیں تفسیر کی تکمیل کب ہوگی۔ آپ کی وفات سے قریباً چھ ماہ قبل جب میں انگلستان گیا تو مجھے اس کتاب الدرایہ کا مسودہ دیتے ہوئے کہنے لگے یہ لو یہ میں نے تمہارے کہنے پر لکھی ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اس کا ثواب تمہیں بھی ملے گا خدمت حدیث بڑی چیز ہے۔ اس کے بعد اسی آئندہ رمضان المبارک میں بیمار ہوگئے اور رمضان المبارک اکیسویں شب جمعۃ المبارک ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۴ء کو واصل بحق ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس لحاظ سے تفسیر نعیمی کے کام سے ہٹ کر یہ آپ کی آخری تصنیف ہے۔ یہ کتاب اصول حدیث پر مختصر مگر انتہائی جامع کتاب ہے۔ موضوع چونکہ فنی ہے لہٰذا انتہائی سہل انداز اختیار کرنے کے باوجود دقیق ہے لیکن پھر بھی پوری امید ہے کہ عوام خصوصاً طلباء حدیث اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں گے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے اور مصنف کے درجات بلندی عطا فرمائے۔ آمین

طالب دعا

محمد عبدالقادر خان نعیمی

Marfat.com

Marfat.com

دیباچہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ۔ اَلحَمدُ لِلّٰہِ الفَتّاحِ المَنّانِ۔ ذِی الطَّوْلِ وَالفَضلِ وَالاِحسَانِ۔ اَلَّذِی مَنَّ عَلَینَا بِالاِیمَانِ وَفَضَّلَ دِینَنَا عَلٰی سَائِرِ الاَدیَانِ، وَنَجَانَا بِحَبِیبِہٖ وَرَسُولِہٖ مُحَمَّدِنِ المَنّانُ وَرَحمَۃٍ لِلعَالَمیَانِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِنْ غِلَاظَتِ رِجسِ عِبَادَۃِ الاَوثَانِ۔ وَخَصَّہٗ بِالمُعجِزَاتِ وَالدَّلَائِلِ وَالبُرھَانِ۔ وَاَعطَانَا سُنَنَہُ المُستَمِرَّۃَ عَلٰی تَعَاقُبِ الاَزمَانِ۔ وَاُسوَۃَ الحَسَّانُ، وَسِیرَتَ الطَّیِّبَۃَ لِکُلِّ الخَلَائِقِ الاٰدمیَانِ، وَرَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیہِ وَعَلٰی جَمِیعِ الاَنبِیَاءِ وَاٰلِہٖ وَاَصحَابِہٖ ذِی الاِیقَانِ۔ فِی کُلِّ الاَزمِنَۃِ وَالمُلوَانُ۔ نَبِیَّ الَّذِی اَعطَانَا وَاَعَزَّ نَا بِاَقوَالِہٖ وَاَفعَالِہٖ وَتَقرِیرَاتِہٖ فِرَاسَۃَ الاِیمَانُ وَ مَعرِفَۃَ الوِجدَانُ وَمَنَّ عَلَینَا اٰلَہٗ وَاَصحَابَہٗ بِتَدوِینِ الاَحَادِیثِ اِلٰی یَومِ القِیٰمَۃِ فِی کُلِّ الاَوطَانِ وَالتَّشھِیرِ فِی البُلدَانُ

اما بعد کروڑوں احسان ہیں اسی رب کائنات کے جس نے مسلمانوں کو ایسے صحابہ اہلبیت علماء محدثین تابعین تبع تابعین ناقدین عطا فرمائے جنہوں نے اپنی عمر گرانمایہ عقل وعلم کا سرمایہ خرچ کر کے اپنے آقا نبی محمد مصطفیٰ حبیب کبریا کی پوری حیات طیبہ کے حالات کیفیات کلمات وعملیات وتقریرات ومواعظ وخطبات کونہایت محنت مشقت سے جمع فرمایا۔ یہ خصوصیت ہے اسی امت مسلمہ کی اس سے پہلے از آدم تا عیسیٰ علیہم السلام کسی نبی کی امت نے اپنے نبی کریم علیہ السلام کے حالات وملفوظات جمع نہیں کیے حالانکہ یہ کام بہت شدید ضروری ہے کیونکہ ہر نبی کا ہر قول وفعل عادت و عبادت، ذکر ودعائیں محض تعلیم امت کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ خود ان کے لئے وہ

Marfat.com

شخصیات تو بلا عبادت بھی اجساماً طہوراً وعبداً شکوراً ہوتے ہیں۔ اور شریعت الٰہی کتاب کبریا۔ اقوال تعلیم نبوی کے بغیر کسی بھی امت کو سمجھ آ سکتے ہی نہیں امت والے لوگ خواہ کتنے ہی فصیح بلیغ زبان جاننے والے ہوں۔

ضرورت حدیث کی آٹھ وجہ ہیں

(۱) اولاً۔ اس لئے کہ احادیث نبوی جو اپنے صحیح ہونے کے اعلیٰ مقام پر ہو یعنی صحت یا تواتر سے ثابت ہو جائے کہ یہ فرمان نبوی ہے وہ مثل قرآن ہے۔

(۲) دوم، اس لئے کہ احادیث ہی تبیان قرآن ہیں۔ چنانچہ سورۃ نجم میں ارشاد ہے۔ وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿۴﴾ (النجم: ۳۔۴) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر بات وحی الٰہی سے ہے۔ اور سورۃ نحل میں ہے۔ وَ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡكَ الذِّكۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ (النحل: ۴۴) ترجمہ: اور ایک دم اتار دیا تھا ہم نے (عالم ازل میں) آپ کی طرف یہ پورا ذکر تا کہ آپ تفسیر تفصیل سے سمجھا کر بیان فرمائیں وہ قرآن و ذکر جواب ان کی طرف تھوڑا تھوڑا ہو کر اتر رہا ہے۔ اہل لغت کے نزدیک اَنۡزَلَ کا معنی ہے ایک دم اتارا گیا اور نُزِّلَ کا معنی ہے تھوڑا تھوڑا اتارا گیا۔

(۳) تیسری وجہ۔ قرآنی مسائل کا استنباط صرف احادیث کی روشنی و اشارات و دلالات و اقتضائات سے ہی ممکن ہے تمام مجتہدین کو ملکۂ اجتہاد احادیث سے ہی حاصل ہوا۔ اجتہاد نبوی کبھی غلط نہیں ہو سکتا جب کہ ہر مجتہد کا اجتہاد کبھی صحیح کبھی غلط۔

(۴) ضرورت حدیث کی چوتھی وجہ۔ احادیث دراصل تفسیر القرآن ہے۔ جس کے بغیر قرآن مجید پر عمل ناممکن ہے

(۵) پانچویں وجہ۔ قرآن مجید کی حکمتیں، مصلحتیں، تزکیہ، تعلیم، عرفان منشاء الٰہی

Marfat.com

احادیث سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ سورۃ آل عمران میں ہے۔ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ (آل عمران: ۱۶۴) ''اے مسلمانو تم کو خود بخود قرآن کی سمجھ نہیں آ سکتی'' میرا نبی تلاوت فرماتا ہے ان صحابہ کے سامنے اس قرآن کی آیتوں کو وہ نبی ہی ان کو پاک فرماتا ہے اور کتاب یعنی قرآن اور حکمت یعنی احادیث سکھاتا سناتا ہے۔

(۶) چھٹی وجہ۔ متعدد آیتوں سے ثابت ہے کہ احادیث صحیحہ متواترہ مثل قرآن مسلمانوں کے لئے حجت تامہ ہے (۱) چنانچہ سورۃ حشر میں ہے۔ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (حشر: ۷) '' ترجمہ: اے مسلمانو! تمہیں میرا نبی جو بھی حکم دے فوراً عمل کرو اور جس چیز سے منع فرمائے فوراً باز آ جاؤ''۔

آیت دوم سورۃ نساء میں ہے۔ فَلَا وَ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَ يُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ (النساء: ۶۵)۔'' ترجمہ۔ قسم ہے رب ذوالجلال کی کوئی شخص بھی اس وقت تک مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اے نبی آپ کو حاکم مطلق نہ مان لے اپنے آپسی جھگڑوں میں اور پھر میرے نبی کے کسی فیصلے سے اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہ کریں''۔

آیت سوم۔ سورۂ نور میں ہے۔ فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾ (نور: ۶۳)۔'' ترجمہ: پس چاہیے کہ ڈریں بچیں نبی کریم کی مخالفت سے وہ لوگ جو مخالفت کرتے پھرتے ان کے حکم کی اس سے کہ دنیا میں ان پر کوئی مصیبت ٹوٹے یا دنیا وقبر حشر جہنم میں ان کو دردناک عذاب پہنچے''۔

Marfat.com

(۷) ساتویں وجہ، اہمیت حدیث یہ کہ مجموعہ احادیث عملی قولی تقریری قرآن مجید کی شرح ہے۔ یعنی شرح تفصیل، تفسیر، تعبیر سب کچھ احادیث ہی ہیں۔ چنانچہ سورۃ نحل میں ہے وَ نَزَّلۡنَا عَلَیۡكَ الۡكِتٰبَ تِبۡیَانًا لِّكُلِّ شَیۡءٍ (النحل: ٨٩)۔ ''ترجمہ: آپ پر اس لئے قرآن اتارا تا کہ یہ کتاب ہر چیز کو بیان کرنے والی ہو جائے''۔ یعنی الفاظ قرآنی تفصیل حدیثی۔

(۸) آٹھویں وجہ۔ اتباع اور طریقہ اطاعت ہے سورۃ احزاب میں ہے۔ لَقَدۡ كَانَ لَكُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَةٌ حَسَنَةٌ (احزاب: ٢١) ''ترجمہ۔ اے تا قیامت پوری دنیا کے مسلمانو تم سب کے لئے فقط ایک رسول اللہ ہی مکمل اسوہ حسنہ ہیں''۔ اور سورۃ نساء میں ہے۔ اَطِیۡعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ (النساء: ٥٩) ''ترجمہ۔ اللہ کی اطاعت کرو اور نبی کریم کی بھی اطاعت کرو''۔ اور النساء میں ہے مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء: ٨٠) ''ترجمہ۔ نبی کریم کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے''۔ سورۂ آل عمران میں ہے۔ قُلۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ٣١)۔ ''ترجمہ: فرما دیجئے اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت چاہتے ہو تو مکمل طریقے سے میری اتباع کرو''۔ غرضکہ قرآن مجید نے ہی ہم کو احادیث کی اہمیت، ضرورت اور حجیت بتائی اسی لئے صحابہ کرام نے قرآن مجید کے حفظ و کتابت کے فوراً بعد تدوین احادیث مقدسات کی طرف توجہ فرمائی۔ کیونکہ نبوی اطاعت، نبوی اتباع، نبوی محبت، نبوی تفسیر تشریح اور تفصیل سب کچھ احادیث پاک ہی ہیں۔ تقریباً دس ہزار صحابہ کرام محدثین ہوئے اور تمام صحابہ کرام اور تابعین عظام حافظ قرآن و حدیث ہوئے۔ دس ہزار صحابہ نے احادیث کو لکھا اور لکھوایا اور شائع کیا اور بیان کرنے کی اجازت عطا فرمائی تقریبا بارہ سو محدثین تابعین میں ہوئے اور دس ہزار

Marfat.com

مشہور محدثین سے انہوں نے احادیث حاصل کیں۔ کتب احادیث کی تصنیف باقاعدہ اہتمام سے حکومت اسلامیہ کی زیرنگرانی حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے شروع فرمائی اور تقریباً سترہ تابعین مشہور مصنفین کتب ہوئے امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ تقریباً سو علم بڑے اور مکمل حاصل ہوں تو فن اصول حدیث ملتا ہے مستدرک حاکم میں کہ باون علوم بڑے ہیں جن میں سے سب سے اہم تین علم ہیں (۱) علم اسماء الرجال (۲) علم جرح و تعدیل (۳) علم تعلیل حدیث۔ احادیث کی کتابت کرنا، کرانا، کروانا اس کی اشاعت اس کی اجازت۔ احادیث کی تصنیف کا نام تدوین ہے صحابہ کرام کے بعد یہ تین ضروری علوم وجود میں آئے (۱) اسماء الرجال (۲) جرح و تعدیل (۳) علم تعلیل وعلت۔

اسلام میں پانچ قسم کے علماء ہیں

اولاً علماء تفسیر۔ دوم علماء حدیث۔ سوم علماء اصول۔ چہارم علماء فقہ۔ پنجم علماء اصول فقہ۔

حدیث کی تعریف علماء حدیث کے نزدیک آقاء کائنات حضور اقدس ﷺ کی سیرت وصورت کردار حدیث ہے یعنی اخلاق نبوی شمائل نبوی، احوال، اعمال، اقوال، افعال، عادات وعبادات کا نام حدیث ہے۔

لیکن علماء اصول حدیث کے نزدیک نبوی دستور حیات کا نام حدیث ہے یعنی وہ افعال وتقریر واقوال جو احکام شریعت ثابت کریں۔

علماء فقہ کے نزدیک حدیث ان قول وفعل وتقریر کو کہتے ہیں۔ جو فرضیت، وجوب، استحباب، جواز، حلت، حرمت، کراہت، اباحت، اولیٰ، خلاف اولی پر دلالت کریں اور بتائیں۔

اسی طرح سنت کی بھی تین تعریفیں

Marfat.com

(۱) علماء حدیث پاک کے نزدیک تقریر یا حدیث کے ہم معنی یعنی مرادف ہے کہ بچپن سے وفات کی سیرت، خِلقت، خُلقت کے کردار۔

(۲) سنت علماء اصول حدیث کے نزدیک یہ ہے کہ بجز آیت قرآنی کے جو کچھ حکم شریعت ہوں وہ سنت ہے۔ اقوال ہوں یا افعال یا تقریرات نبوی

(۳) اور علماء فقہ کے نزدیک فرض وواجب کے علاوہ جو کچھ صادر ہو وہ سنت ہے۔

تقریری حدیث کی چھ صورتیں ہوتی ہیں

ایک یہ کہ صحابی نے اپنا عمل یا کسی صحابی کا عمل بتایا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو قائم و باقی رکھا اپنے سکوت سے

دوم اپنی تائید سے

سوم اپنی مطابقت سے کہ خود بھی اس کو ادا فرمایا۔

چہارم، انکار نہ فرما کر

پنجم اظہار خوشی فرما کر

ششم دعائیں دے کر۔ ایسے ہی کوئی کام کسی صحابی کو کرتے دیکھا اور چھ طرح قائم رکھا گویا کہ تقریری حدیث عمل باطنی ہے۔

ایسے ہی اگر ایک صحابی نے سفر یا حضر میں ایک عمل کیا دوسرے صحابی نے اس کے خلاف عمل کیا اگر نبی کریم ﷺ نے ایک کو درست فرمایا تو دوسرے کا ناجائز ہونا ثابت ہو گیا۔ لیکن اگر ایک کو اچھا دوسرے کو بہت اچھا فرمایا تو استحباب و اولی ہونا ثابت ہوا۔ اگر آئندہ کے لئے منع فرمایا تو کراہت ثابت ہوتی ہے اگر ناراضگی اور غصہ فرمایا تو حرمت ثابت ہوتی ہے۔ قرآن مجید کے رموز و استنباط احادیث مقدسات سے حاصل ہوتے ہیں اور احادیث طیبات کے رموز و استنباط فقہ اسلامی سے حاصل ہوتے ہیں اور فقہ کے ضابطے علم اصول فقہ سے حاصل ہوتے ہیں امام احمد رضا مجدد

Marfat.com

بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ احادیث کے بغیر فہم قرآن ناممکن ہے۔ حضرت حکیم الامت بدایوانی فرماتے تھے کہ ضروریات حدیث کی سات وجوہ

(۱) احکام قرآنی کا استنباط حدیث ہی سے ہے

(۲) احکام قرآنی پر عمل اقتداء نبوی ہے اور اقتداء نبوی کا نمونہ احادیث صحابہ ہیں

(۳) احکام قرآنی کے اصول وفروع وجوب وفرائض لوازم ومستحبات کا فرق احادیث ہی بیان فرما سکتی ہیں

(۴) احادیث دراصل تفصیل قرآن ہیں

(۵) احادیث کو چھوڑ کر نہ فقہ اسلامی بن سکے نہ کوئی مسلمان نماز روزہ حج وزکوٰۃ ادا کر سکے

(۶) احادیث سے بھی ثابت ہے کہ احادیث صحیحہ مثل قرآن ہیں چنانچہ ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۲۷۹ پر ہے عَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلَا اِنِّی اُوْتِیتُ الْکِتَابَ وَمِثْلَہٗ مَعَہٗ۔ ترجمہ: فرمایا آقا ﷺ نے کتاب دیا گیا ہوں میں اور اسی کی مثل بھی اس کے ساتھ ہی۔

(۷) علماء فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں جہاں حکمت کا ذکر ہے اس سے مراد احادیث ہی ہیں۔ جیسا کہ آگے مضمون کتاب میں ثابت کیا جائے گا۔

اصول حدیث کے قوانین وقواعد، تحقیق وتفتیش اور کلی ضابطے اسماء الرجال کے تکمیلی عوامل دیکھ کر علماء اسلام کی حیران کن محنتوں کا پتہ لگتا ہے حقیقت یہ ہے کہ مسلم قوم نے اپنے ان علماء کی قدر نہ کی اور جاں گداز محنتوں کا اندازہ نہ لگایا ورنہ بستروں پر لیٹے لیٹے چکڑالہ سے گلبرگ اور منصورہ تک منکر حدیث فرقہ پیدا نہ ہوتا۔ اور انکار حدیث کا بھی ایسا لچر، رکیک، واہی تباہی خرافات طریقہ کہ مدارس اسلامیہ کے طالب علم کو بھی ایسی جہالتوں پر حیرت ہو۔ یعنی جو حدیث مقدس ان کی خرد ماغی سے ان کو سمجھ نہ آئی

Marfat.com

اور مطابقت پیدا نہ کر سکے تو جھٹ شیطانی تقریر و حیوانی تحریر میں ہر ثقہ صحیح حدیث کا انکار کر دیا اور انانیت کا غرور اتنا کہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نحل: ۴۳) کے حکم قرآنی کا بھی خیال و عمل نہ کیا۔ اولاً منصورہ کے مودودی صاحب نے منکرین حدیث سے تحریری مناظرے کیے مگر پھر ایک منکر حدیث سے شکست کھا کر خود منکر حدیث صحیحہ ہو گئے اور جگہ جگہ اپنی تحریرات میں ہر اس حدیث مقدسہ کا انکار کیا جس کی انہیں سمجھ نہ آئی۔ اس قسم کے بہت سے انکاران کی کتب مختلفہ میں درج ہیں۔ ایسی ہی خرد ماغی کی بنا پر تو آریہ ہندو آیات قرانیہ کا بھی انکار کر دیتے ہیں۔ بہر حال فی زمانہ کتب احادیث میں مرقوم ستر لاکھ روایات میں ایک بھی روایت ایسی نہیں کہ ناقدین محدثین نے جس کی تفتیش نہ کر لی ہو۔ محدثین کا کام ہے تحقیق و تفتیش کر کے جرح و تعدیل کرنا اور فقہا کا کام ہے آیات و روایات میں تطبیق پیدا کرنا۔ صلحا کا کام ہے۔ فقہا کی تطبیق ماننا مگر منکرین جہلا کا کام ہے، اندھا دھند انکار کیے جانا کئے جاؤ میخوار و کام اپنا اپنا۔

ماخذ و مستفاد

جن تبرکات سے اس کتاب میں استفادہ کیا گیا ہے

(۱) ملفوظات والد گرامی حضرت حکیم الامت بدایوانی مخطوطہ مسودہ

(۲) ملفوظات حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ بدایونی۔ محفوظہ ذہنی

(۳) اصول احدیث مصنف علامہ محمد عجاج دکتور الخطیب المصری

(۴) نزہۃ النظر توضیح نخبۃ الفکر مصنف علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ (ترجمہ)

(۵) التقریب النووی مصنف امام محی الدین یحییٰ ابن شرف النووی علیہ الرحمۃ

(۶) مجموعہ صد احادیث مصنف شیخ الحدیث علامہ سید سعید احمد کاظمی رحمۃ اللہ علیہ امروہوی ملتانی

Marfat.com

(۷) درج الدرر فی حدیث خیر البشر مصنف حافظ علی احمد پشاوری

(۸) المقاصد المھمہ مصنف حافظ زین الدین بن حسین عراقی

(۹) تدریب الراوی، مصنف امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ

(۱۰) تہذیب التہذیب۔ مصنف علامہ شہاب ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ

(۱۱) معارف علوم حدیث مصنف ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ۔

Marfat.com

98416

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک فرمان

سیرت امام اعظم میں، امام اعظم کا ایک فرمان منقول ہے۔ قَالَ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ، اَلْمُحَدِّثُ مِثْلُ الْبَزَّازِ وَالْفُقَھَآءُ مِثْلُ الْاَطِبَّآءِ۔ اس مختصر سے جملے میں امام اعظم نے بہت بڑا درس عطا فرمایا بہت سی غلطیوں سے عوام مسلمانوں کو بچایا اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ محدث مثل پنساری ہے اور فقہاء مثل طبیب ہیں۔ یعنی ہر قسم کی دوائیوں کا ذخیرہ جس طرح پنساری کی دکان میں ہوتا ہے یہاں تک کہ زہر بھی تریاق، اچھی دوائی بھی بری بھی۔ ایسے ہی محدثین اپنے منصب کے اعتبار سے ہر قسم کی حدیث اپنی تصنیف کتاب حدیث میں لکھ دیتا ہے۔ متواتر، مشہور خبر واحد بھی۔ صحیح حسن ضعیف موضوع بھی۔ اور جس طرح پنساری اپنی ہر دوائی کی اچھائی برائی جانتا بتاتا ہے اسی طرح محدث بھی اپنی مکتوبہ ہر حدیث کی نشاندہی کر دیتا ہے کہ یہ صحیح ہے یہ ضعیف موضوع جس طرح دوائی کا استعمال وطریقہ استعمال پنساری نہیں بتا سکتا یہ کام صرف طبیب کر سکتا ہے۔ اسی طرح حدیث کی شرح معانی مطالب مقاصد۔ اس کے استنباطی مسائل، مقبول ونامقبول ہونا صرف فقیہ ہی جانتا ہے۔ اور جس طرح مریض و ضرورت مند پر لازم ہے کہ اپنی بیماری وضرورت کے لئے دوائی لینے پنساری سے پہلے طبیب حاذق کے پاس جائے طبیب حاذق مرض کی تشخیص کر کے مزاج مریض کے مطابق نسخہ دواء تجویز کرے۔ پھر مریض وہ پرچہ دوائی لے کر دکان پنساری کے پاس جائے اور طبی نسخے کے مطابق دوائی لے کر استعمال کرے تب مرض سے شفا ہوتی ہے ایسے ہی حدیث مقدس کو پڑھنے سمجھنے عمل کرنے کے لئے کسی مسلمان کو جائز نہیں ہے کہ خود بخود کتاب حدیث پڑھنا شروع کر دے بلکہ کسی فقیہ معتبر سے حدیث پڑھے

Marfat.com

اس کی شرح کا درس لے مقصد مطلب معنی منشا سمجھے ناسخ یا منسوخ کی معلومات حاصل کرے پھر حدیث پر عمل کے قریب جائے۔ یہ اشد واجب ہے۔ لیکن اس طریقہ خیر کو چھوڑ کر اگر کوئی مریض خود ہی پنساری کی دکان میں جا کر دوائیاں چن لے اور استعمال کرے تو شفا کی بجائے فنا اور ہلاک ہوگا۔ ایسے ہی اگر کوئی عام مسلمان بغیر استاذ خود حدیث پڑھنا شروع کر دے تو گمراہ یا بے دین یا منکر حدیث بے دین ہو جائے گا۔ غرض کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر لفظوں کی ایک عبارت بیان فرما کر تا قیامت مسلمانوں کو احادیث پڑھنے پڑھانے سمجھنے عمل کرنے کا طریقہ مبارکہ سمجھا دیا جو اس حکم امام سے ہٹے گا وہ بدترین جاہل گمراہ ہو جائے گا۔ محدثین کرام نے احادیث جمع کرنے میں اتنی محنت عظیم و دقیق فرمائی اور تا قیامت ایسے ضابطے بیان فرما دیئے کہ ہر عالم کو حدیث سمجھنے اور پرکھنے میں بہت آسانیاں ہوگئیں۔ اب کوئی ضدی اندھا جاہل ہی گمراہ ہوسکتا ہے۔ آج ہم گھر بیٹھے ہر حدیث و روایت کی مکمل کیفیت معلوم کر لیتے ہیں۔ بخاری سے مسند ابو یعلی تک ہر محدث نے ہر قسم کی حدیث لکھ دی اور ساتھ ساتھ ہر ایک کی کیفیت بھی بیان فرما دی اور ہر روایت کے متعلق بتا دیا کہ یہ روایت صحیح ہے یہ ضعیف یہ موضوع کوئی بھی روایت ایسی باقی نہیں جس کے متعلق تحقیق و تفتیش نہ کر دی گئی ہو۔ اس ہر قسم کو لکھ دینے سے یہ فائدہ ہوا کہ اب کوئی شخص صحیح کو موضوع اور موضوع کو صحیح کہنے کی جرئت نہیں کر سکتا۔ اگر عوام میں سے کسی مسلمان کو کسی روایت کے بارے میں کوئی الجھن پڑ بھی جائے تو علما سے پوچھے۔ لکھی ہوئی شرحوں کو دیکھے خود ہی بے دینی و جہالت کا فیصلہ نہ کرے۔ جیسا کہ منکرین حدیث اپنی جہالتیں دکھاتے پھرتے ہیں۔ مزید میں کہتا ہوں کہ قرآن مجید کی تعلیم بھی اسی شان و کیفیت میں ہے کہ ہر ہر آیت کو علماء کرام سے پڑھو۔ سمجھو۔ ہم مسلک اہلسنّت حنفی تفسیروں سے دیکھو۔ ورنہ بغیر استاد کے قرآن مجید پڑھنا بھی گمراہ کر دیتا ہے۔ یہ تمام باطل فرقے اسی

Marfat.com

شیطانی عمل کی پیداوار ہیں اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو باطل فرقوں، شیطانی ٹولوں سے بچائے۔ بزرگ فرماتے ہیں بے پیر گمراہ ہے اور بے استاد خود شیطان ہے۔

منکرین حدیث فرقے کا تاریخی پس منظر

اور انکار حدیث کی وجوہ

پوری دنیا میں سے یہ فرقہ صرف علاقہ پنجاب میں پیدا ہوا۔ چکڑالہ ضلع کیمبل پور سے شروع ہوکر لاہور، سیالکوٹ، امرتسر تک پھیلا۔ اس فرقے کے بڑے محرک سرغنہ بھی چند ہی ہوگزرے ہیں۔ جنہوں نے اپنی تقریروں، تحریروں سے انکار حدیث کی گمراہی کو پھیلانے میں تاعمر ایڑی چوٹی کا زور لگایا مگر بحمد اللہ تعالیٰ یہ فرقہ چند شہروں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ اس فرقہ کی ابتدا غالباً ۱۹۰۱ء میں چکڑالہ گاؤں سے ہوئی۔ اس فرقے کا دوسرا نام اہل قرآن ہے مگر وہابیوں کی مثل یہ فرقے والے بھی اپنے آپ کو منکر حدیث یا اہل قرآن کہلانا پسند نہیں کرتے ان کا پہلا لیڈر سرغنہ، عبداللہ چکڑالوی، چکڑالہ ضلع کیمبل پور۔ دوسرا سرغنہ، محب الحق عظیم آبادی پٹنہ۔ تیسرا سرغنہ محمد اسلم جیراج پوری پٹیالہ، چوتھا منکر حدیث لیڈر تمنا عمادی گرداس پوری پانچواں سرغنہ عدو اسلام خواجہ حمید الدین امرتسری۔ چھٹا سرغنہ ڈاکٹر اقبال سیالکوٹی۔ ساتواں لیڈر انجمن حمایت اسلام یتیم خانہ راولپنڈی کا ایک کارکن عرشی۔ آٹھواں منکر حدیث پرویز لاہوری گلبرگ۔ نواں سرغنہ ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ غرضکہ علاقہ پنجاب میں ہی شجرہ خبیثہ کی یہ کانٹے دار جھاڑیاں اگتی رہیں۔ ان بڑے بڑے لیڈروں نے اپنے عقائد باطلہ کو تقریر سے چلایا تحریر سے بڑھایا اور ان مندرجہ بالا سراغنہ نے اپنے اپنے وقتوں میں کتابیں لکھیں مگر نقل درنقل وہی پھٹی پرانی باتیں اور مڑی تڑی دلیلیں اور کسمسائے انگڑائیاں لیتے اعتراضات جو دلیلیں، باتیں لفاظیاں لغویات پہلے سرغنہ عبداللہ

Marfat.com

چکڑالوی کی چند کتابوں میں ملتی ہیں وہی اگلی تمام کتابوں میں لکھی گئی ان پہلے مصنفین کی کتابیں تو تلاش بسیار کے باوجود نہ مل سکیں گی مگر بقول بزرگان ان ہی کتابوں کی لفظی نقل نئی طرز بیانی کے ساتھ ایک کتاب بنام دو اسلام مصنف ڈاکٹر غلام جیلانی برق، مل گئی میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ آج تک اس سے زیادہ کمزور، جاہلانہ، بچگانہ، عامیانہ کتاب میری نظر سے نہیں گزری دلائل، نظریات، اعتراضات، وہی پہلوں کی مثل مگر سخت مزاجی بداخلاقی بدتہذیبی لچر گفتگو میں اپنے پہلوں سے بڑھ کر۔ اس مصنف کے اصل دین و مذہب کا پتہ نہیں لگتا۔ حدیث دشمنی میں کبھی یہودی کبھی عیسائی۔ کبھی بدھ مت کبھی ہندو لگتا ہے۔

سب سے پہلا منکر حدیث عبداللہ چکڑالوی گزار جس کی پیش گوئی حدیث اریکہ میں زبان نبوی نے فرمائی۔ باقی سب مندرجہ بالا شخصیات اس کی ذریت ہوئیں اپنے اپنے زمانوں میں، ان لوگوں نے تقریراً تحریراً۔ مسلمانوں کو ورغلانے پھسلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا احادیث مقدسات سے لوگوں کو ہٹایا۔ لیکن آج ہم معجزہ احادیث دیکھ رہے ہیں کہ یہ سب کبھی کے مرکھپ گئے۔ ان کی تحریریں کتابیں زمین کے اندھیروں میں بکھر گئیں۔ لیکن احادیث کا آفتاب بلند ہی رہا۔ کسی حدیث مقدس کا ایک بال و پر بھی نہ بگاڑ سکے نہ اکھاڑ سکے۔ **فالحمد للّٰہ تعالیٰ علی ذالک**۔ اکثر منکر حدیث نے نثر کی تصنیفات میں اپنی خرافات شائع کیں مگر ڈاکٹر اقبال نے اپنے منکر حدیث ہونے کا اظہار اپنے اشعار و نظمیات میں کیا بعد کے منکرین اپنے انکار حدیث کے دلائل میں ان شعروں کو بھی بطور دلیل پیش کرتے ہیں یہی حال ہر پرستار اقبال کا ہے۔ یہ لوگ ایک بات یہ کرتے ہیں کہ **حسبنا کتاب اللہ** ہم کو صرف قرآن کافی ہے۔ نہ حدیث کی ضرورت نہ فقہ کی۔ میں کہتا ہوں کہ پہلے قرآن کو ثابت تو کر دو کہ یہ قرآن اور سورۃ قرآن و آیت قرآن ہے، گجرات میں ڈاکٹر سرور صاحب

Marfat.com

بھی لاہور گلبرگ کے پرویز پر بہت شیدا تھے۔ایک دفعہ میرا کچھ علاج کیا تو میرے بھی دوست بن گئے جب بھی میرے پاس آئے پرویز کی بہت تعریف کرتے اور انکار حدیث پر تقریر شروع کر دیتے۔ایک بار میں نے ان سے چند سوالات کیے اور کہا کہ پرویز صاحب سے ان کے مدلل جوابات لکھوا کر لائیں۔جوش میں آ کر کہنے لگے پرویز صاحب تو بہت بڑے علامہ ہیں۔آپ کے سوالوں کا جواب تو میں خود ابھی دے دوں گا۔میں نے ان سے چند سوال کیے

(۱) یہ کہ قرآن مجید کی کسی بھی سورۃ آیت کو ثابت کر دیں کہ یہ قرآن ہے ایسی دلیل سے جو میں ماننے پر مجبور ہو جاؤں۔

(۲) مہد سے لحد تک یعنی بچے کی پیدائشی عملیات سے قبر تک کی واجبی رسومات تک قرآن مجید سے دکھائیں گھٹی (گڑتی) ختنہ سے تجہیز تکفین غسل میت طریقہ تدفین ونماز جنازہ وغیرہ قرآن مجید سے ثابت کریں۔

(۳) یہ کہ فرض نمازیں تعداد ورکعات اور اندرون نماز پڑھنے والے کلمات قرآن مجید سے دکھائیں

(۴) یہ کہ زکوٰۃ وصیام کی تفصیل قرآن مجید سے دکھائیں

(۵) حج کی ادائیگی ارکان وشرائط واجبات قرآن سے دکھائیں۔یہ سوالات سن کر ایسے گھبرائے کہ سب ایک منٹیے جوابات دینا بھول گئے بہت دیر بعد کہنے لگے کہ پرویز صاحب سے پوچھ کر بتاؤں گا۔میں نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی جوابات نہ دے سکیں گے۔ایسا ہی ہوا۔ڈاکٹر صاحب نے تو مجھے ملنا ہی چھوڑ دیا مگر پرویز صاحب مرتے مر گئے جوابات نہ دے سکے۔ایک دفعہ ایک منکر حدیث کہنے لگا کہ نبی اللہ، پیغام الٰہی کا قاصد اور کتاب الٰہی کا ڈاکیہ ہوتا ہے۔اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ڈاکیے کا کام صرف ڈاک دینا ہے نہ کہ ڈاک میں دخل

Marfat.com

اندازی کرنا۔ احادیث کو ماننے والے پیغام الٰہی میں دخل اندازی کرتے ہیں۔ میں نے کہا اپنی یہ بات ہی قرآن مجید سے ثابت کر دو۔ اگر نہ ثابت کر سکو تو واضح ہو جائے گا کہ تم لوگ منکر حدیث ہی نہیں بلکہ منکر قرآن بھی ہو۔ کیونکہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے ثابت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قاصد یا ڈاکیہ یا ایلچی نہیں بلکہ با اختیار حاکم مطلق بنا کر امت میں بھیجے جاتے ہیں۔ ایک دوسرا منکر حدیث ایک بار کہنے لگا کہ نبی کی صرف اتنی ضرورت ہے جتنی ریل گاڑی کی کہ ایک ابتدائی اسٹیشن پر پکڑی جب منزل آ گئی تو چھوڑ دی۔ میں نے کہا بد بخت یہ مثال درست نہیں ہے آج سے چند صدی پہلے ریل گاڑی کہاں تھی مگر سفر ہوتے تھے منزل پر پہنچ کر بھی اپنی ذاتی گاڑی نہیں چھوڑی جاتی تھی آج بھی جس کی اپنی کار ہو وہ کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ مگر ایسی مثال شان نبوت کے لئے کبھی بھی جائز نہیں اصل اور صحیح مثال یہ ہے جیسے لالٹین یا کوئی بھی چراغ۔ کہ چراغ کے ذریعے پہلے کتاب ڈھونڈی پھر تاعمر کتاب پڑھنے کے لئے چراغ کا دامن پکڑے رہنا۔ اور یہی مثال اللہ تعالیٰ نے ضرورت نبوت کے لئے آیت نور میں بیان فرمائی۔ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ (نور: ۳۵) یعنی نبی سے ہی کتاب اللہ کو تلاش کرو اور تاعمر احادیث نبی کی روشنی میں ہی کتاب اللہ پڑھتے رہو۔ اگر چراغ چھوڑ دیا تو دنیا کی رات کے اندھیرے میں کتاب بیکار۔ اسی طرح اگر نبی کے دامن احادیث کو چھوڑ دیا تو کفر و گمراہی کی اندھیری رات میں قرآن نظر نہ آئے گا۔ احادیث کے بغیر تو مسلمان ایک قدم بھی اسلام کے میدان میں نہیں جا سکتا۔

انکار حدیث کی وجوہ

پہلی وجہ، شیطان کی ورغلاہٹ۔ دوسری وجہ، نفس امارہ کی اکساہٹ۔ تیسری وجہ،

Marfat.com

ذاتی جہالت۔ چوتھی وجہ، مثل شیطان اپنے آپ کو سب سے بڑا علم والا علامہ سمجھنا اور ہر جاہل کا یہی ذہنی گمان ہوتا ہے۔ پانچویں وجہ، نہ کسی سے پڑھنا نہ کسی سے سمجھنا نہ لکھی ہوئی شرح دیکھنا حالانکہ قرآن مجید کا ہی حکم ہے کہ فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (نحل:۴۳) اس آیت کی مخالفت سے بھی ثابت ہوا کہ یہ لوگ منکر قرآن بھی ہیں۔ چھٹی وجہ، علماء اسلام سے علمی فیض لینا تو درکنار، مُلّاَ، مُلّاَ کہہ کر گستاخیاں کرنا۔ بزرگوں کی گستاخی سے بھی عقل کا چراغ بجھ جاتا ہے۔ ساتویں وجہ، یہ کہ ہر منکر حدیث کا یہی طریقہ ہے کہ جو حدیث مقدس اپنی جاہلانہ عقل کو سمجھ نہ آئی تو جھٹ اس کو غلط کہہ دیا تدبر نہ تفکر۔ آٹھویں وجہ، جس کو سب سے بڑی شیطانیت کہا جا سکتا ہے۔ یہ کہ اگر کسی حدیث مقدس کی مخالفت یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ کی کتابوں یا اسرائیلی تاریخوں میں لکھی ہو تو بھی حدیث دشمنی میں یہ خبیث لوگ ہندوؤں، یہودیوں کو سچا مانیں گے مگر حدیث کا انکار کر دیں گے۔ نویں وجہ، یہ کہ صاف صاف ثابت شدہ فرمودات مقدسہ کو مُلّاَ کی طرف منسوب کر کے گستاخانہ لہجے میں انکار کر دیتے ہیں۔

منکر حدیث کے چند اسی قسم کے بیہودہ اور لغو اعتراضات اور ان کے جوابات

میرے سامنے اس وقت ایک منکر حدیث فرقۂ اہل قرآن کے ایک فرد ڈاکٹر غلام جیلانی برق کی کتاب دو اسلام ہے اس میں جو اعتراضات ہیں۔ میں انشاءاللہ تعالیٰ ہر اعتراض کا جواب دوں گا میں نے وہ کتاب مکمل پڑھ لی ہے اس کے اعتراضات کو سمجھ لیا ہے محض دھوکہ کھایا اور کھلایا گیا ہے۔ یہ اعتراضات ہی سب منکر حدیث کرتے کرتے مر گئے یہ کتاب تو نقل در نقل ہے۔ ان کے جوابات میں نے اس لئے نہیں لکھے ہیں کہ

Marfat.com

اعتراضات سخت ہیں یا بہت اہم ہیں یہ بات ہرگز نہیں بلکہ انتہائی جاہلانہ ہیں ان اعتراضات وجوابات کو کتاب ہذا کا حصہ اس لئے بنایا کہ شاید کوئی عام مسلمان اس گمراہ کن کتاب سے متاثر ہو جائے تو وہ میری یہ کتاب دیکھ کر انشاء اللہ تعالیٰ گمراہ ہونے سے بچ جائے گا اور میرے لئے ثواب وآخرت کا ایک وسیلہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

پہلا اعتراض صفحہ ۱۳۱ پر لکھا ہے۔ حدیث وحی ہے یا نہیں اگر ہے تو قرآن کا حصہ کیوں نہ بنی۔ خدا رسول وصحابہ نے قرآن کی طرح اس کی حفاظت کیوں نہ کی حضرت صدیق نے اپنا مجموعہ کلام کیوں جلایا اور فاروق اعظم نے صحابہ کی احادیث کو کیوں جلایا۔

جواب احادیث نبوی بھی وحی الٰہی ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ہر بات وحی الٰہی ہے سورہ نجم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَ مَا یَنۡطِقُ عَنِ الۡهَوٰی ؕ﴿۳﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا وَحۡیٌ یُّوۡحٰی ﴿۴﴾ (النجم) ''صحیح ترجمہ: اور کوئی بات بھی نہیں کرتے اپنی خواہش سے، نہیں ہے وہ تمام نطق نبوی (گفتگو بات چیت) مگر وحی الٰہی جو سب وحی کی جاتی ہے'' خیال رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر لوگوں کی گفتگو میں یہ فرق اس لئے رکھا گیا ہے کہ آقاء کائنات نبی اکرم معلم انسانیت ہیں آپ کی ہر بات ہر ادا، عادت بھی عبادت بھی چلنا پھرنا سونا جاگنا تعلیم امت کے لئے ہی ہے۔ اس لئے منجانب اللہ ہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کو پیدا فرمانے والا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انسانیت کو سنوارنے والے۔ منکرین حدیث اس آیت کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں اور نہیں بولتے وہ اپنی خواہش سے نہیں ہے وہ قرآن مگر وحی جو وحی کی جاتی ہے۔ اس ترجمے میں تین جہالتیں ہیں پہلی یہ کہ نطق سے قرآن مجید یا اس کی آیت مراد نہیں ہوسکتی یہ ترجمہ قرآن مجید کی طرز بیانی کے خلاف ہے اس لئے کہ محاورۂ آیت قرآن مجید پڑھنے کو کسی آیت میں بھی نطق یا ینطق نہ فرمایا گیا۔ ہر جگہ ''یَتۡلُوۡا یا یقرء''

فرمایا جاتا ہے۔ جس کا معنی تلاوت یا قرئت ہوتا ہے لفظ نطق ہر عربی محاورے میں ہر انسان کی ذاتی گفتگو کو ہی کہا جاتا ہے۔ دوسری جہالت، نحوی قانون یہ ہے کہ کسی ضمیر کا مرجع مراد لینے میں دو طریقے ہیں اولاً یہ کہ مرجع صراحتاً مذکور ہو۔ اگر ایسا نہ ہو تو ضمیر سے پہلے بالکل ساتھ ہی کوئی قرینہ ہو جو مرجع کو ثابت کرے۔ مگر منکرین حدیث کے ترجمے میں یہ دونوں چیزیں نہیں ہیں۔ نہ ظاہر مرجع نہ کوئی قرینہ۔ دیکھو اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (قدر:۱) میں ''اَنْزَلْنَا'' قرینہ ہے ''ہ'' ضمیر کا۔ مگر ''ان ھو'' میں ''ھو'' ضمیر کا مرجع نطق یعنی عام گفتگو ہے اور کوئی بھی قرینہ نہیں جس سے اشارۃً بھی قرآن مراد لیا جا سکے۔ تیسری جہالت، یہ کہ منکر حدیث کہتے ہیں۔ ''اِنْ هُوَ'' ضمیر کا سورۃ بقرہ سے ''وَالنَّاس'' تک جہاں لفظ قرآن آیا ہے وہ اس ضمیر کا مرجع ہے۔ یہ قول اتنی بڑی جہالت ہے کہ عام طالب علم بھی اس پر ہنستے ہیں۔ ہم نے پہلے بتا دیا کہ نحوی قانون میں مرجع و قرینہ بالکل ساتھ ہونا شرط ہے۔ ایک سورۃ کی ہی دو آیت پہلے والا لفظ بھی مرجع یا قرینہ نہیں بن سکتا چہ جائیکہ بہت دور یا دوسری سورت کا لفظ مرجع بنا دیا جائے۔ اور اضمار قبل الذکر تو ویسے ہی منع ہے نیز منکرین کا یہ کہنا کہ حدیث کی حفاظت کیوں نہ ہوئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ان کا اندھاپن اور جہالت کی پٹی اور غشاوت کا حجاب ہے۔ ورنہ اہل ایمان جانتے ہیں کہ احادیث کی حفاظت بالکل قرآن مجید کی طرح فرمائی گئی اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تابعین تبع تابعین اور بعد کے فقہا تا قیامت حفاظ و قراء کے ذریعے کرائی بالکل اسی طرح احادیث کی حفاظت بھی صحابہ تابعین تبع تابعین اور بعد کے محدثین تا قیامت مدرسین علما و شارحین کے ذریعے فرمائی۔ یہی وجہ ہے آج تک ہمارے پاس قرآن مجید بھی موجود ہے اور کتب احادیث مقدسات بھی متواتر بھی مشہور و خبر واحد بھی۔ صحیح، حسن، مرفوع و مرسل بھی۔ محدثین سے تو اللہ تعالیٰ نے اتنی محنت کروالی کہ آج قرب قیامت ہم بھی جانتے ہیں

Marfat.com

کہ کون سی حدیث کس شان کی ہے۔ضعیف ہے کہ موضوع محدثین نے یہ نشاندہی اس لئے کر دی کہ انہی موضوع حدیثوں سے ہمیں کوئی دھوکہ نہ دے سکے یہ تمام حفاظتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہیں ورنہ بلا واسطہ حفاظت تو قرآن مجید کی بھی ثابت نہیں کی جاسکتی۔ اور یہ کہنا کہ حدیث بھی اگر وحی ہے تو قرآن میں کیوں شامل نہ کی گئی۔ تو اس کی وجہ یہ کہ (۱) قرآن مجید وحی جلی ہے اور احادیث وحی خفی ہے (۲) قرآن مجید وحی متلو یعنی نماز میں تلاوت کیا ہوا۔ لیکن احادیث متلو نہیں (۳) قرآن مجید کا مضمون بھی الفاظ بھی منجاب اللہ مگر احادیث کا صرف مضمون اللہ تعالیٰ کی طرف سے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنے (۴) قرآن مجید میں، قرآن کی تمام وحی جلی کو کتاب فرمایا گیا اور احادیث کو حکمت فرمایا (۵) وحی قرآن بواسطہ جبرئیل ملا۔ لیکن وحی حدیث بلا واسطہ القا والہام سے (۶) قرآن مجید کا نزول بعد میں احادیث کا ظہور پہلے (۷) قرآن مجید کا حکم مجمل احادیث کا بیان مفصل (۸) احادیث کے بغیر قرآن مجید کا ایک لفظ بھی سمجھ نہیں آسکتا۔ اور یہ کہنا کہ صدیق نے اپنا اور فاروق نے دیگر صحابہ کا مجموعہ اوراق احادیث جلا دیا تھا تو عثمان غنی نے تو قرآن مجید کے ورقے بھی جلا دیئے تھے تو کیا ان کے اس عمل سے تم لوگ منکر قرآن بھی ہو جاؤ گے۔ اس تمام مجموعہ ورقوں کے جلانے کی وجہ ایک ہی ہے کہ صدیق اکبر کی جمع شدہ حدیثوں میں روایات منافقین شامل ہو گئیں تھیں اور جن مجموعوں کو فاروق اعظم نے جلایا تھا ان میں صحابہ کی ذاتی تشریحات شامل ہو گئیں تھیں اور جن قرآنی ورقوں کو عثمان غنی نے جلایا تھا ان میں تشریحی تفسیری عبارتیں شامل تھیں۔ یہ سب جلانا نہایت ضروری تھا اور ہم پر احسان عظیم تھا ورنہ آج ہم کو نہ خالص قرآن ملتا نہ خالص احادیث۔ بحمد اللہ تعالیٰ خالص آیت و روایات کی سب صحابہ نے حفاظت فرمائی۔ اس لئے انوار حدیث ہم تک پہنچے۔

دوسرا اعتراض ایک ہی حدیث کو جب چند راوی روایت کرتے ہیں تو جزئی

Marfat.com

الفاظ میں اختلاف کیسے ہو جاتا ہے مثلاً مشہور حدیث ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل انسانی شکل میں آئے۔ اور نبی کریم کی خدمت میں چند سوالات کیے یہ مکالمہ بخاری و مسلم نے یوں بیان کیا ہے۔ پہلا سوال ''مَا الْاِیْمَانُ'' ایمان کیا ہے۔ جواب بخاری میں ''قَالَ الْاِیْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِکَتِهٖ وَبِلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ'' ایمان یہ ہے کہ تم اللہ فرشتوں خدا سے ملاقات رسولوں اور قیامت پر ایمان لاؤ۔ مسلم میں دو جواب ہیں ''قَالَ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَ مَلَائِکَتِهٖ. وَکِتَابِهٖ وَلِقَائِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ'' منکر حدیث کہتا ہے۔ ان دونوں جوابات میں چار اختلاف ہیں (۱) مسلم نے ''قَالَ'' کے بعد ''الْاِیْمَانُ'' چھوڑ دیا۔ (۲) ''مَلَائِکَتِهٖ'' کے بعد ''وَکِتَابِهٖ'' کا اضافہ کیا (۳) بخاری میں ''بِلِقَائِهٖ'' ہے۔ مسلم میں ''وَلِقَائِهٖ'' ہے (۴) بخاری میں ''بِالْبَعْثِ'' ہے مسلم میں ''بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ'' ہے۔

دوسرا سوال تھا ''مَاالْاِسْلَامُ'' اسلام کیا ہے۔ بخاری کا جواب ہے ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ'' اور مسلم میں دو جواب ہیں ایک روایت میں ہے ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِکَ بِهٖ شَیْئًا وَتُقِیْمَ الصَّلٰوةَ الْمَکْتُوْبَةَ'' اور دوسری روایت میں ''وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا'' کا بھی اضافہ ہے۔ ایک اور سوال تھا۔ ''مَتَی السَّاعَةُ'' قیامت کب آئے گی۔ بخاری کا جواب۔ ''اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمُ فِی الْبُنْیَانِ'' جب لونڈی کے بطن سے اس کا آقا پیدا ہوگا اور اونٹوں کے کم عقل چرواہے عالیشان محلات کے مالک بن جائیں گے۔ لیکن مسلم کے دو جواب (۱) ''قَالَ اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَی الْحُفَاةَ الْعَالَةَ رُعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ'' فرمایا جب لونڈی کے بطن سے مالکہ پیدا ہوگی اور بھیڑوں کے برہنہ پا برہنہ بدن اور مفلس چرواہے عالیشان محلات کے مالک بن جائیں گے۔ بخاری اور مسلم کے جوابات میں

Marfat.com

بہت فرق ہے اور کسی کو صحیح کسی کو غلط نہیں کہا جا سکتا۔ اور لطف یہ ہے کہ راوی دونوں کا ابو ہریرہ۔ چونکہ حدیث ایک ہے اس لئے ایک ہی بات صحیح ہو سکتی ہے راویوں کی بھول کا بھی بہانہ نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ شک تو پھر بھی باقی رہا۔ کسی کو ترجیح بھی نہیں دے سکتے نہ کوئی دلیل و تاویل مطمئن کر سکے لہٰذا دونوں کو ہی غلط کہنا پڑے گا اور دونوں ہی خلاف واقعہ ہوں گی۔ (بناوٹی)

اس کے دو جواب ہیں ایک الزامی، دوسرا تحقیقی۔

الزامی جواب تو یہ ہے کہ اگر اس طرح کی معمولی تغیر لفظی کے بہانے سے حقیقتوں کا انکار شروع کر دیا جائے تو پھر تم جیسا کوئی دوسرا بد عقل وخرد ماغ قرآن مجید پر بھی بہت سے احمقانہ اعتراض کر کے منکر قرآن ہو سکتا ہے جسکی مثال ایک آریہ پنڈت دیانند سرسوتی کی کتاب ستیارتھ پرکاش میں دیکھی جا سکتی ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں متعدد جگہ واقعہ نوح، ابراہیم و نمرود و آذر کا واقعہ۔ ایسے ہی فرعون و موسیٰ کا واقعہ۔ متعدد سورتوں میں مذکور ہے مگر بہت تغیر لفظی کے ساتھ۔ کوہ طور پر کلام کلیم کا واقعہ سورۃ طٰہٰ اور سورۃ نمل وغیرہ میں تغیر لفظی سے مختلف ہے حالانکہ واقعہ ایک ہی ہے۔ تو کیا تم لوگ اس تغیر لفظی کی بنا پر منکر قرآن بھی بن جاؤ گے۔

جواب تحقیقی یہ ہے کہ اس حدیث مقدس کو جس طرح بھی بخاری و مسلم نے بیان کیا ہے وہ دونوں صحیح ہیں اگرچہ راویوں کے بیان کی وجہ سے معمولی تغیر لفظی ہو گیا ہے۔ دونوں روایتیں اس لئے صحیح ہیں کہ لفظی تغیر کے باوجود مفہوم و مقصود۔ معنی و منشا ایک ہی ہے۔ رہا تغیر لفظی ہونا تو وہ فطرۃ ذہنی ہے۔ آدمی تو اپنا لکھا ہوا خط دوبارہ بعینہٖ اسی طرح نہیں لکھ سکتا چہ جائیکہ دوسرے کے ملفوظات ہر سامع من و عن بیان کر دے۔ یہ بات بھی ثابت و ظاہر ہے کہ تمام احادیث ملفوظات نبوی ہیں جو کبھی جلوت میں کبھی خلوت میں کبھی افراد میں کبھی اجتماع میں، کبھی فرد واحد

Marfat.com

سننے والا کبھی سننے والے کثیر افراد۔ اجتماع میں سننے والے شہری بھی دیہاتی بھی۔ کوئی قریب بیٹھ کر سننے والا کوئی دور بیٹھ کر سننے والا۔ کسی نے پورا کلام یاد رکھا کسی نے پورے مفہوم و مقصود پر حافظے کا ذہنی زور دیا۔ یہ حدیث مقدس جس پر منکرین نے یہ بیہودہ اعتراض کر دیا۔ شان نزول سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے اجتماع میں یہ سوال و جواب ہوئے۔ اور نبی کریم آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام الفاظ فرمائے ہوں گے ''بِالْبَعْثِ الْاٰخِرِ'' بھی ''تَقِیْمَ الصَّلٰوۃَ'' بھی ''اَلْمَکْتُوْبَۃَ'' بھی ''رَبَّهَا'' بھی ''رَبَّتَهَا'' بھی ''رُعَاۃَ الْاِبِلِ'' بھی ''رُعَاءِ الشَّاءِ'' بھی، ''رَبَّهَا'' سے مراد نافرمان گستاخ بیٹا۔ اور ''رَبَّتَهَا'' سے مراد نافرمان گستاخ بیٹی نیز آج اس چودھویں صدی میں اس عظیم غیبی خبر کا انکار کرنا تو بالکل ہی شیطانی خباثت ہے جب کہ ہزاروں انسانوں کو اس تمام پیشگویوں کا چشم دید مشاہدہ بھی بعینہٖ فرمودات نبوی کے مطابق ہو گیا ہے خود ہم نے اپنی آنکھوں سے یہ علامت قیامت دیکھی ہیں کہ آقا کے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کر رہی۔ چرواہوں کو کوٹھیوں، کاروں والا دیکھ لیا۔ ایک بکریاں چرانے والی پہاڑی عورت کے گھر برانڈ نیو اتنی کثیر فرجیں تھیں جو اس نے الماریاں سمجھ کر بیکار جوتیاں اور پرانے کپڑے ان میں ٹھونسے تھے۔ ایسے ہی نافرمان گستاخ بیٹا بیٹی تو عام پیدا ہو رہے ہیں۔ ایک بیٹے کو ہم نے خود اپنی سگی والدہ کو اتنا سخت مارتے دیکھا کہ والدہ بچوں کی طرح بلک بلک کر روتی پیروں میں گرتی معافیاں مانگتی تھی پھر ہم نے پولیس سے بیٹے کو بری طرح پٹوایا جیل میں ڈلوایا تب ماں کی جان بچی۔ نیز ہم منکرین حدیث سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا وعدہ اور دعویٰ ہے کہ ہم صرف اس حدیث کے منکر ہیں جو قرآن مجید کے خلاف ہو دیگر کو مانتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بتاؤ کہ یہ حدیث باوجود تغیر لفظی کے قرآن مجید کے کس طرح خلاف ہے یہاں تم لوگ اپنے وعدے سے منحرف کیوں ہو رہے ہو۔

Marfat.com

تیسرا اعتراض صفحہ ۳۶ پر لکھتا ہے کہ میرے نقاد مسلمان مجھ پر اعتراض کرتے ہیں کہ عہد صحابہ میں احادیث اختلاف سے پاک تھیں لیکن میں پوچھتا ہوں کہ اگر اختلاف نہیں تھا تو حضرت ابوبکر صدیق نے صحابہ سے کیوں فرمایا تھا کہ تم لوگ آج احادیث میں اختلاف رکھتے ہو آئندہ یہ اختلاف بڑھتا جائے گا اس لئے تم کوئی احادیث روایت نہ کرو اور اگر کوئی پوچھے تو کہو کہ ہمارے پاس قرآن موجود ہے جو اس نے جائز قرار دیا ہے اسے جائز اور جسے ناجائز قرار دیا ہے اسے ناجائز سمجھو۔ (از تذکرۃ الحفاظ۔ ذہبی صفحہ ۳)

جواب اس اعتراض میں بددیانتی کی ملاوٹ دھوکہ دہی ہے اس مصنف نے نہ معلوم کس تذکرۃ الحفاظ سے یہ شیطانی بات نقل کردی ہے یا اپنے پاس سے ہی یہ بددیانتی کا مظاہرہ کیا ہے۔ ہمارے پاس دو تذکرۃ الحفاظ ہیں اس میں دور دور تک یہ عبارت نہیں۔ نیز اگر کسی ذہبی نے یہ بات لکھی بھی ہے تو ذہبی جھوٹا کذاب ہے۔ بھلا صدیق اکبر جیسے عاشق فرمودات آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی غلط بات کیسے فرما سکتے تھے اور اگر خدانخواستہ ایسی بات ان کے منہ سے نکل جاتی تو صحابہ ان کو خلافت سے ہٹا دیتے۔ اس لئے کہ صحابہ بلکہ تابعین کے زمانے تک تمام احادیث صحیح، سچی، مضبوط مشہور و متواتر تھیں نہ کوئی ضعیف نہ موضوع نہ صحابہ میں اختلاف۔ احادیث کی یہ پچپن قسمیں تو ڈھائی سو سال بعد۔ رافضیوں، خارجیوں، فاسقوں اور گمراہوں، گستاخوں کی ملاوٹ اور بناوٹ کی وجہ سے بنیں۔ اور مزید کسر ان منکرین حدیث نے پوری کردی۔ جیسا کہ یہ پوری عبارت اس بددیانت مصنف نے بنا ڈالی۔ اور پھر یہ کہنا کہ صرف قرآن کے جائز کو جائز کہو اور قرآن کے ناجائز کو ناجائز سمجھو۔ یہ تو بالکل ہی گمراہی ہے، بھلا صدیق اکبر ایسی جاہلانہ بات کیسے کہہ سکتے ہیں یہ بات تو عام مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا۔ اگر آج کا پنجابی منکر حدیث یہ ہی غلط عقیدہ رکھتا ہے تو میں

Marfat.com

اس سے پوچھتا ہوں۔ قرآن مجید میں گدھے، کتے، بلے وغیرہ کو حرام و نا جائز نہ کہا گیا۔ یہ جانور احادیث نے حرام فرمائے۔ تو کیا منکرین حدیث کتے، بلے، گدھے کا گوشت کھائیں گے اور ان کو جائز کہیں گے اندھے جاہل بن کر اعتراض کرنا تو آسان ہے مگر ثابت کرنا اور اپنا اعتراض نبھانا مشکل ہے۔

چوتھا اعتراض

کتاب کے صفحہ ۴۹ پر لکھتا ہے کہ رحلت سے پہلے حضور نے فرمایا کہ "اِیْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ وَّقِرْطَاسٍ اَکْتُبُ لَکُمْ شَیْئًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ" ترجمہ جاہلانہ لاؤ قلم دوات اور کاغذ میں تمہیں ایک ایسی چیز لکھ کر دے جاؤں کہ میرے بعد تمہاری گمراہی کا کوئی امکان باقی نہ رہے۔ حضرت عمر جھٹ بولے اٹھے۔ ہمیں کسی مزید تحریر کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ" ہمارے پاس کتاب اللہ موجود ہے۔

جواب

یہ روایت ایران کے شیعہ روافض نے بنائی ہے۔ وفات فاروق سے سو سال بعد اور بنانے کا مقصد وہ ہی تھا جو آج شیعہ کہتے پھرتے ہیں کہ نبی کریم مولیٰ علی کے لئے خلافت بلافصل وصی رسول اللہ ہونے کی تحریر لکھنا چاہتے تھے مگر عمر بھانپ گئے اور شور مچا دیا کاغذ نہ لانے دیا۔ نہ آخری وصیت لکھنے دی جو یقیناً مولیٰ علی کے بارے میں خلافت کی وصیت تھی۔ مزید شیعہ کہتے ہیں کہ نبی کریم جانتے تھے کہ یہ صحابہ غاصب ہیں علی کو اس کا حق خلافت نہ دیں گے، اس وجہ سے تحریر لکھنا چاہتے تھے۔ علماء اسلام شیعوں کی اس بناوٹی روایت کا جواب اس طرح دیتے ہیں یہ روایت سات طریقے سے ظاہر ظہور بناوٹی ہے۔ اولاً اس طرح کہ تین دن شدت نزع رہا ان دنوں میں کسی شخص کو ملنے کی اجازت نہ تھی یہاں تک آخری دن جب ملک الموت نے آنے کی اجازت طلب کی تو حضرت صدیقہ نے منع کر دیا وہ انہیں کوئی ملاقاتی صحابی سمجھیں دو دفعہ منع کیا تیسری دفعہ حضرت عزرائیل علیہ السلام اتنی زور سے

Marfat.com

بولے کہ نبی کریم ﷺ تک ان کی آواز پہنچ گئی تب آقا ﷺ نے فرمایا۔ اے عائشہ یہ تمہارے گھر کا ادب ہے جو یہ آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں یہ عزرائیل ہیں ان کو آنے دو۔ تب حضرت صدیقہ نے بلالیا۔ اس حدیث مشہورہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی صحابی بوقت رحلت نہ پاس تھا نہ آنے کی اجازت تھی تو یہ جمگھٹا کیسے ہوسکتا ہے۔ دوم یہ کہ اگر ایسا فرمایا ہوتا کہ کاغذ لاؤ میں لکھ دوں تو فاروق اعظم کی ایسی گستاخی کرنے کی جرأت نہ تھی سوم اگر معاذ اللہ فاروق اعظم سے یہ گستاخی ہو بھی گئی تو صحابہ کرام فاروق اعظم سے نہ ڈرتے تھے نہ کمزور تھے۔ وہ فوراً عمر فاروق کو گھر سے نکال دیتے۔ جو صحابہ منبر پر لمبا کرتا دیکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ۔ اے عمر ہم تیری بات نہ سنیں گے جب تک یہ نہ بتائے کہ مال غنیمت میں سے یہ لمبا کرتہ تم کو کیسے مل گیا جب کہ سب کو تھوڑا کپڑا ملا۔ تو آپ نے عاجزانہ طریق سے جواب دیا کہ مجھے میرے بیٹے نے اپنے حصے کا کرتہ دے دیا تھا اس لئے یہ لمبا کرتہ بنا۔ سوم یہ کہ اگر یہ وصیت تھی تو لازما اشد ضروری بلکہ دین کا ایک حصہ تو صرف فاروق اعظم کے کہنے سے کیوں رک گئے۔

چہارم یہ کہ جب نبی کریم ﷺ نے کاغذ مانگا اس وقت وہ مسجد میں نہ تھے گھر میں تھے لہٰذا گھر والوں کا فرض تھا وہ فوراً حکم نبوی پر عمل کرتے ہوئے کاغذ لے آتے مگر کوئی نہ لایا شیر خدا مولیٰ علی بھی نہ لائے۔ پنجم یہ کہ نبی کریم نے عین وفات کے وقت کاغذ کیوں مانگا زندگی میں پہلے کسی دن کیوں نہ لکھوایا۔ ششم، یہ کہ اس روایت اور فاروق اعظم کے لہجے سے اس گمراہ مصنف نے فاروق اعظم کی طرف شان نبوت میں تین گستاخیاں منسوب کیں پہلی گستاخی فرمان نبوی کی حکم عدولی، دوسری گستاخی ''حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ'' کہہ کر یہ بات کوئی بدترین گمراہ ہی کہہ سکتا ہے۔ کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن پڑھنے والا انسان بدترین گمراہ ہے، خود قرآن مجید فرماتا ہے يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا (بقرہ: ۲۶) کبھی کسی صحابی نے ''حَسْبُنَا كِتَابُ اللّٰهِ'' نہ کہا۔ یہ کہنا جہالت

Marfat.com

ہے۔ اس قسم کی تمام روایتیں چودھویں صدی کی پیداوار ہیں اور منکرین حدیث فرقہ بھی چودھویں صدی کی جھاڑی ہے۔ تیسری گستاخی، مصنف اگلی سطور میں لکھتا ہے کہ عمر فاروق نے کاغذ لانے اور لکھنے کی اس لئے مخالفت کی اور ''حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ'' اس لئے کہا کہ چند دن پہلے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (مائدہ: ۳) کی آیت اتر چکی تھی۔ گویا کہ نبی کریم کو اس اترنے کا پتہ نہ تھا۔ نہ آپ ''حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ'' کو جانتے تھے۔ سارے صحابہ میں صرف عمر فاروق کو پتہ لگ گیا۔ مصنف نے جوش قلم دکھا کر یہ بناوٹیں لکھ تو دیں مگر یہ نہ سوچا کہ ابدی جہنم کمالی۔ بہر حال ''حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰہِ'' کہنا ہی بے دینی ہے۔ ہفتم یہ کہ اس روایت کے جاہلانہ الفاظ پھر جاہلانہ ترجمہ ہی بتا رہا ہے کہ یہ بناوٹی ہے۔ کیونکہ ابتدائی الفاظ ہیں۔ ''اِیْتُوْنِیْ بِکِتَابٍ وَّ قِرْطَاسٍ'' اس کا ترجمہ مصنف کرتا ہے۔ قلم دوات اور کاغذ لاؤ۔ حالانکہ لفظ کتاب کا معنی ہے لکھی ہوئی عبارتیں اور قرطاس کا معنی ہے بغیر لکھا سادہ کاغذ۔ نہ روایت میں قلم کا لفظ ہے نہ دوات کا روایت میں کتاب کا لفظ فضول ہے اور ترجمے میں مصنف کی جہالت ظاہر ہے۔ ایسی غلط بیہودہ بناوٹی روایت کو مصنف کا تسلیم کرنا بتا رہا ہے کہ مصنف مطلب پرست و گمراہ ہے۔

پانچواں اعتراض صفحہ ۵۲ پر مصنف لکھتا ہے کہ تاریخ کا اہم واقعہ ہے کہ حضرت فاروق کے زمانے میں عراق کا قرآن حجاز سے مختلف ہو گیا تھا۔ فاروق اعظم نے اس کا یہ علاج کیا کہ قرآن کے کافی نسخے لکھوا کر قلمرو (سلطنت اسلامی) کے مختلف حصوں میں بھیج دیئے اور قرآن تحریف سے محفوظ ہو گیا۔

جواب مگر آپ لوگوں کو چاہیے کہ اس اختلاف عراقی حجازی کو لے کر منکر قرآن بھی بن جاؤ۔ کیونکہ اسی بنا پر تم لوگ منکر حدیث بنے ہو۔ نیز ہم نے پہلے بتا دیا کہ عثمان غنی نے صحابہ کے سامنے قرآن مجید کے بہت سے مجموعے جلا

Marfat.com

دیئے جو مدینہ منورہ کے صحابہ نے ہی جمع کیے تھے آخر اس کی وجہ کیا۔ شیعہ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس میں مولیٰ علی تعریف وثنا والی آیتیں تھیں۔ اس حسد میں جلا دیں۔ دیکھو شیعوں کا مقبول ترجمہ قرآن۔ لیکن حقیقت وہی ہے جو مصنف نے اس کتاب کے صفحہ ۵۲ پر لکھی ہے کہ قرآن کریم میں اختلاف عراقی حجازی اس لئے نہ تھا کہ کوئی بد نیت لوگ تحریف قرآن پر تل گئے تھے بلکہ اس لئے ہوا کہ ان کے سامنے قرآن کا کوئی نسخہ موجود نہیں تھا اس لئے بعض آیت حافظے سے اتر گئیں اور بعض میں کچھ ردو بدل ہو گیا تھا (الخ) یہاں تک اس کتاب میں ہے۔ مگر تاریخ میں آگے لکھا ہے کہ فاروق اعظم نے جب یہ کافی نسخے لکھوا کر بھجوائے تو ساتھ ہی گورنر عراق کو حکم بھیجا کہ وہ تمام مجموعے قرآن جلا دو جن میں ردو بدل اور آیت کی کمی زیادتی ہوگئی ہے۔ اس طرح جب احادیث کے مجموعوں میں تشریحی ملاوٹیں ہوئیں تب بھی صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے وہ مخلوط مجموعے جلا ڈالے۔ قرآنی مجموعے جلانے میں بھی حفاظت قرآن کا مقصد وارادہ تھا۔ ایسے ہی مخلوط احادیث کے نسخے و مجموعے جلانے میں بھی حفاظت احادیث مقصود تھی اور دونوں کاموں سے صحابہ کرام اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ یعنی حفاظت قرآن اور حفاظت احادیث یہی وجہ ہے کہ آج ہمارے پاس صحیح قرآن مجید بھی موجود ہے۔ صحیح احادیث بھی۔ تو اے منکرین حدیث لوگو۔ احادیث کے مجموعے جلانے کا بہانہ لے کر تم منکر حدیث بن گئے۔ لیکن قرآنی مجموعے جلانے سے تم لوگ منکر قرآن کیوں نہ بنے۔ حالانکہ مجموعے جلانے کی وجہ دونوں جگہ ایک ہی ہے۔ اب اس کو تعصب نفسانی شرارت شیطانی نہ سمجھا جائے اور کیا سمجھا جائے۔

چھٹا اعتراض

اس صفحہ ۵۲ پر لکھتا ہے کہ انسانی حافظہ کمزور و فراموش کار۔ وہ سنتا ہے بھول جاتا ہے۔ نبی کریم نے کتابت احادیث

Marfat.com

سے منع فرما دیا تھا۔ انسان کا ذہن وحافظہ کمزور بھولنے کا فطری مادہ موجود انسان تو اپنی بات یاد نہیں رکھتا۔ تو بھلا احادیث کس طرح یاد رہ سکتی ہیں۔ لہٰذا یہ سب اتنی اتنی بڑی کتب احادیث جو ڈھائی سو سال بعد وجود میں آئیں۔ ظاہر ہے بناوٹی ہیں۔

جواب اپنے کند ذہن خرد ماغی پر ہر ایک کو قیاس مت کرو۔ ذہنی یادداشت اور حافظے کی مضبوطی اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جسے چاہے بخش دے۔ تم تو خود اپنا خط اپنی تقریر یاد نہیں رکھتے۔ مگر دنیا میں ایسے لوگ بھی گزرے ہیں جن کے حافظے اور یادداشت حیران کن مضبوط ہوئے۔ بعض صحابہ کو تین تین لاکھ احادیث لفظاً لفظاً یاد ہو جاتی تھیں۔ ایک مشہور شاعر جاہر معتزلی وہ جو کتاب دو بار سنتا تو تیسری بار حفظ سے سنا دیتا۔ اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چند دن میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا اور پہلی دفعہ تراویح میں سنایا تو پیچھے پندرہ حافظ تھے مگر بائیسویں سپارے تک کوئی غلطی نہ نکال سکا نہ غلطی لگی۔ حضرت صدر الافاضل نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ کو پوری حمد اللہ منطق کی کتاب حفظ تھی مفتی امین الدین بدایونی (کامونکی) علیہ الرحمۃ کو پوری کافیہ کتاب حفظ تھی۔ مولانا سید جلال الدین علیہ الرحمۃ بھکی شریف کو پوری شرح جامی حفظ تھی۔ غرضکہ ہر شخص کا حافظہ ایک جیسا نہیں ہوتا۔ اور انکار حدیث کا یہ بہانہ بھی درست نہیں۔

ساتواں اعتراض کتاب صفحہ ۶۷ پر لکھتا ہے کہ ایک بار ابو ہریرہ نبی کریم کے ہاں تشریف لے گئے حضور نے فرمایا اے ابو ہریرہ جا اور جو شخص ملے اس کو جنت کی بشارت دے دے۔ جس نے زبان سے **لا الٰہ** کہہ دیا ہو ابو ہریرہ باہر نکلے تو سب سے پہلے حضرت عمر سے ملاقات ہوئی اور یہ بشارت سنائی۔ حضرت عمر نے ابو ہریرہ کی چھاتی پر ایک گھونسہ مارا جس سے وہ زمین پر گر گئے۔ اور

Marfat.com

رونی صورت بنائے واپس آئے۔ پیچھے پیچھے عمر بھی پہنچ گئے۔ حضور نے پوچھا کہ اسے کیوں مارا ہے۔ کہا۔ کیا آپ نے صرف لا الله کہنے پر جنت کی بشارت دی ہے۔ فرمایا ہاں۔ عمر نے کہا از راہ نوازش ایسا نہ کیجئے۔ ورنہ لوگ اعمال ترک کر دیں گے۔ ''فَخلِهُمْ يَعْمَلُوْنَ'' (آپ لوگوں کو عمل کرنے دیں) حضور نے فرمایا۔ بہت اچھا لوگوں کو کہہ دو کہ کام کریں۔ (از مسلم کتاب الایمان)

جواب مصنف نے جس بد تہذیبی کے لہجے میں یہ حدیث لکھی اس سے صاف بارگاہ رسالت میں عمر فاروق کی گستاخی ظاہر ہو رہی ہے لیکن حدیث مقدس میں یہ لہجہ نہیں ہے یہ حدیث پاک مشکوٰۃ شریف کتاب الایمان صفحہ ۱۵ پر اس طرح لکھی ہوئی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہم تین صحابہ بیٹھے ہوئے تھے ابو ہریرہ، صدیق اکبر فاروق اعظم، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے اٹھ کر کہیں تشریف لے گئے، ابو ہریرہ فرماتے ہیں ہم فراق نبوی سے گھبرا گئے تو سب سے پہلے میں ہی تلاش میں نکلا یہاں تک کہ بنی نجار انصاری کے باغ سائط میں گیا تو وہاں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے مجھ سے آنے کی وجہ پوچھی میں نے سب کی گھبراہٹ کا ذکر عرض کیا۔ پھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا۔ یہ میری دونوں جوتیاں لے جاؤ جو ملے اس سے کہہ دو کہ ''مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ'' جس نے ایمان لا کر پڑھ لیا لا الٰہ الا اللہ وہ جنتی ہو گیا۔ میں باہر نکلا تو پہلے عمر ملے میں نے ان کو یہ بات سنائی تو انہوں نے مجھے لوٹنے کا حکم دیتے ہوئے ایک مکہ میرے سینے میں اس سے زور سے مارا کہ میں زمین پر گر گیا۔ اور پھر میں بارگاہ رسالت میں آیا ساتھ ہی عمر بھی آ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے شکایت کی تو آپ نے عمر سے پوچھا کہ تم نے انہیں کیوں مارا ہے فاروق اعظم نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں کیا آپ نے ابو ہریرہ سے یہ فرمایا ہے کہ جو ایمان لا کر لا الٰہ الا اللہ پڑھے وہ جنتی ہے۔ فرمایا ہاں

Marfat.com

تب آپ نے عرض کیا بس آپ کا پیغام پہنچ گیا (جہاں تک پہنچنا چاہیے تھا یعنی خواص تک) اب رہنے دیجئے عوام تک یہ پیغام نہ جانا چاہیے ورنہ وہ یہ سن کر بے عمل ہو جائیں گے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھیک ہے رہنے دو۔

معترض منکر حدیث کہتا ہے یہ حدیث ہی من گھڑت ہے ایسا نہیں ہو سکتا کہ صرف کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھ لینے سے کوئی جنتی بن جائے لیکن علماء فرماتے ہیں یہ حدیث بالکل درست ہے اسی طرح کی دو دوسری بھی حدیثیں ہیں ایک بروایت حضرت معاذ ابن جبل وہاں خود حضرت معاذ بن جبل نے اجازت مانگی کہ میں لوگوں کو یہ بات سنا دوں تو نبی کریم نے منع فرما دیا۔ دوسری حدیث بروایت ابوذر غفاری۔ وہاں تو ''وَاِنْ زَنٰی وَاِنْ سَرَقَ'' بھی ہے یعنی اگرچہ مسلمان زانی اور چور بھی ہو۔ شارحین اس حدیث ابی ہریرہ کی شرح میں چھ باتیں فرماتے ہیں (۱) ''مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ'' کہنے کا معنی ہے سچا پکا مومن مسلمان بننا (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جوتیاں پکڑائیں۔ اس میں اشارہ ہے اتباع نبوی کا (۳) فاروق اعظم کا مار کر روکنا اور آگے نہ جانے دینا۔ یہ بتانا کہ محدث کا کام حدیث کو صرف فقہا تک پہنچنا ہے یہی فقہا خواص ہیں وہی سمجھ سکتے ہیں کہ فلاں حدیث کس کے لئے ہے کس کے لئے نہیں تو اے ابو ہریرہ تم نے جہاں تک یہ حدیث پہنچانی تھی پہنچا دی اب آگے جانے دوسروں کو سنانے کی ضد نہ کرو۔ واپس لوٹو وہ نہ مانے تب آپ نے ایک مکہ مارا (۴) ''فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ'' کا معنی ہے کہ آخر کار جنت میں ضرور جائے گا۔ خواہ اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر یا شفاعت سے معافی پاکر۔ یا مرتے دم توبہ سے بخشش پاکر۔ فاسق مسلمان کو کافر کی مثل ابدی جہنم نہ ملے گی (۵) یہ حدیث قرآن مجید کے بھی مطابق ہے سورۃ نساء کی دو آیتوں میں ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ (النساء:۴۸) وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء:۱۱۶) '' ترجمہ: اللہ تعالیٰ شرک پر مرنے والے کو کبھی نہیں بخشے گا۔

Marfat.com

اور اس کے علاوہ جس گناہگار کو چاہے گا بخش دے گا (اگر چہ ساری عمر گناہ کرتے کرتے مرے) (٦) بعض بندوں کو اعمال کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملتا"۔ مسلمان ہوتے ہی فوت ہو گئے تو وہ یقیناً صرف کلمہ پڑھنے کی وجہ سے جنتی ہوئے نہ کہ عمل کی وجہ سے۔ لیکن اگر کوئی شخص تمام عمر اچھائیاں کرتا رہا مگر لا الہ الا اللہ نہ پڑھا نہ اس پر ایمان لایا۔ تو سب نیکیاں برباد۔ اور ابدی جہنم۔

منکر حدیث معترض صفحہ ٦٩ پر لکھتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ خود ابو ہریرہ بھی روایت کرنے میں قدرے غیر محتاط ہوں۔ علامہ ذہبی نے ان کا یہ فقرہ نقل کیا ہے کہ خود ابو ہریرہ فرماتے ہیں۔ میں نے ایسی ایسی احادیث بیان کی ہیں کہ اگر عمر فاروق کے زمانے میں بیان کرتا تو وہ مجھے درے سے مارتے (از تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۸)

جواب نہ معلوم یہ کون سا ذہبی ہے جو ایسے جھوٹے بناوٹی اقوال بکتا پھر رہا ہے اس قول کا کہیں ثبوت نہیں۔ نہ فاروق اعظم نے کبھی "حَسْبُنَا کِتَابُ اللّٰهِ" کہا۔ نہ آپ نے کسی صحابی کو احادیث لکھنے جمع کرنے پر قید کیا نہ ان کی یہ جرئت ہو سکتی تھی۔ زمانہ صدیقی میں فاروقی درہ گمنام تھا۔ اور اپنے زمانے میں اگر احادیث کے خلاف ان کا درہ اٹھا تو پہلے کیوں خاموش رہا اور احادیث جمع ہوتے کیوں دیکھتا رہا۔ ثابت ہوا کہ یہ سب باتیں منکرین کی کذبیات اور جھوٹی بناوٹیں ہیں۔ میں کہتا ہوں اے منکرو! اپنا فرقہ ضالہ ذلیلہ چمکانے کے لئے فاروق اعظم کو گستاخ نبوت اور گستاخ صحابہ مت بناؤ۔ تمام صحابہ کرام کی شان قرآن مجید سے ثابت ہے۔ چنانچہ سورۃ حدید آیت ۱۰ میں صحابہ کرام کی شان بتاتے ہوئے ارشاد ربانی ہے وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۰﴾ (حدید) "ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت اور اپنی محبوبیت مقبولیت کا وعدہ فرمایا ہے"۔ اگر کوئی منکر حدیث حضرت ابو ہریرہ پر یا کسی صحابی پر غلط اور جھوٹی حدیثیں بنانے کا الزام و

Marfat.com

بہتان لگائے تو صرف احادیث ہی مشکوک نہ ہوں گی قرآن مجید بھی مشکوک ہو جائے گا کیونکہ وصال نبوی کے وقت یہ قرآن مجید صحابہ کرام کے سینوں میں متفرق تھا۔ ان سے پوچھ پوچھ کر ہی یہ صحیح اور محفوظ قرآن مجید ہم تک پہنچا۔ اسی کو ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (بقرہ:۲) فرمایا گیا۔ اگر اس کی ''لا ریبیۃ'' پر ایمان ہے تو تمام صحابہ کو لا ریب اور امانت و دیانت والا ماننا پڑے گا۔ خود ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تقریباً چار سو خالص آیتیں تھیں جو آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھوائیں اگر معاذ اللہ بقول مصنف ابو ہریرہ روایت حدیث میں غیر محتاط ہوں یعنی جھوٹی حدیثیں بناتے ہوں تو آیتیں بھی بنا سکتے ہیں وہاں صحت کی کیا گارنٹی ہے۔ لہٰذا قرآن بھی مشکوک ہو گیا گمراہ مصنف نے تو تھوڑا سا جاہلانہ قلم چلا دیا مگر یہ نہ سوچا کہ بات کہاں تک پہنچی۔ نیز ''مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا'' والی حدیث متواتر ہے کیا ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ نے نہ سنی تھی۔ اس وعید شدید کے باوجود جھوٹی حدیثیں بنالیں اور اللہ تعالیٰ نے پھر بھی ان سے وعدہ حسنی فرمالیا۔ اے بدبخت منکرو آگے پیچھے تو دیکھو اور سوچو سمجھو۔ ورنہ صحابہ پر الزام تراشی سے نہ قرآن بچے گا نہ حدیث پاک۔

آٹھواں اعتراض صفحہ ۲۷ پر لکھتا ہے کہ ابو خالد احمر کوفی کہتے ہیں کہ ''يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ تَعَطَّلَ فِيْهَا الْمُصَاحِفُ لَا يُقْرَءُ فِيْهَا وَيَطْلُبُوْنَ الْحَدِيْثَ'' یعنی ایک ایسا زمانہ بھی آرہا ہے کہ لوگ قرآن شریف ایک طرف رکھ دیں گے اور احادیث کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے ابو خالد احمر کوفی کی وفات ۱۹۶ھ میں ہوئی بقول بشران حارث اور وہ زمانہ دوسری صدی سے شروع ہوتا ہے۔

جواب کیا ابو خالد احمر کوفی غیب جانتا تھا۔ اور یہ کون شخص ہے جس نے ایسی جھوٹی خبر سنائی کیا تم لوگوں کا دین ایسے ہی گمنام لوگوں کی کذبیات پر

Marfat.com

قائم ہے۔ یہ تو کہہ رہا ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا مگر بحمد اللہ تعالیٰ کبھی نہ آئے گا۔ نہ کبھی آیا۔ آج بھی قرآن مجید آفتاب روشن کی طرح ہر مومن کے سینے میں جگمگا رہا ہے۔

نواں اعتراض

مصنف صفحہ ۴۳ و ۴۷ پر وردو ظائف اور ذکر اللہ کی شدت سے مخالفت کرتا ہے۔ حدیث دشمنی میں یہ لوگ قرآن مجید کے بھی دشمن اللہ تعالیٰ کے بھی دشمن ذکر اللہ کے بھی۔ لکھتا ہے کہ ساری دنیا جنت کے لئے مرتی ہے اور یہ نعمت اس کو زبانی یاد خدا سے مل سکتی ہے پھر وہ خوامخواہ دکھ کیوں اٹھائے اور اپنی لاش کو خاک وخون میں کیوں تڑپائے۔ ہر فرد حدیث کی ارزاں جنت کی تلاش میں ہے۔ سارا زور اوراد وظائف پر صرف ہو رہا ہے۔ صرف وضو کرنے پر گناہوں کی مغفرت۔ چند الفاظ کے ورد پر زمرد اور موتیوں کے محل تیار ہو رہے ہیں۔ نماز میں ''رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد'' کہنے پر سیاہ کاریاں دھوئی جا رہی ہیں۔ مؤطا مالک کی حدیث میں ہے۔ ''مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِیْ یَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ عَنْهُ خَطَایَاهُ وَاِنْ کَانَتْ مِثْلَ زُبْدَةِ الْبَحْرِ'' ترجمہ: جس نے ہر دن میں سو بار ''سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ'' پڑھ لیا اس کی خطائیں مٹا دی جاتی ہیں اگرچہ دریا کے جھاگ برابر ہوں۔ موطا مالک کی دوسری حدیث، ابو درداء سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جس سے تمہارے درجے بلند ہوں جو سونے چاندی دینے اور جنگ دشمنان سے بھی بہتر ہو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں ضرور بتایئے فرمایا وہ عمل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ مصنف ان دونوں حدیثوں کی تردید کرتے مذاق اڑاتے ہوئے تمسخرانہ انداز میں آگے لکھتا ہے۔ ان حدیثوں کو پڑھنے کے بعد۔ کس کو مصیبت پڑی ہے کہ ملک وملت کی حفاظت کے لئے مستورات کی عزت بچانے کے لئے اپنا سر دیتا پھرے اس قدر سستی جنت چھوڑ کر قرآن کے شمشیر وسنان صبر ءابتلا خوف اور بھوک ایثار وشہادت کون دے ٹھنڈی راتوں میں برفانی پہاڑوں پر

Marfat.com

کون پہرہ دے۔ طیاروں کی بمباری ٹینکوں کے آگے کون بھاگے گولیوں سے سینہ چھلنی کرا کے بہشت کون لے۔ کیوں نہ حدیثوں کی مان کر مسجد میں گھس رہے وقت اللہ، اللہ کر لے اور سیدھا جنت میں جائے (اس حدیث میں دشمنوں سے لڑنے کا ذکر ہے نہ کہ کفار سے جہاد کا دشمن ذاتی بھی ہو سکتا ہے)

جواب یہ بات مصنف نے اس کتاب میں کئی جگہ حدیث پاک کے بیان کردہ ذکر اللہ اور یاد الٰہی کی مخالفت میں طعن و تمسخر کے انداز سے لکھی ہے۔

یہاں تو ان حدیثوں کو برا کہا گیا ہے لیکن کتاب کے صفحہ ۷۸ پر لکھتا ہے کہ یحییٰ بن سعید قطان بصری روایت کرتے ہیں (ان کی وفات ۱۹۸ھ میں ہوئی) کہ ایک مرتبہ چند طلباء امام شعبہ کے پاس درس حدیث کے لئے آئے آپ نے چمک کر (جھڑکتے ہوئے) فرمایا ''اِنَّ ھٰذَا الْحَدِیْثَ لَیَصُدُّکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ فَھَلْ اَنْتُمْ مُنْتَھُوْنَ'' ترجمہ: یہ حدیثیں تمہیں اللہ کے ذکر سے روکتی ہیں کیا تم باز نہ آؤ گے۔

عجیب حماقت ہے کہ صفحہ ۴۷ پر احادیث کی اس لئے مخالفت و تردید کہ اس میں ذکر اللہ کا حکم اور ترغیب تھی اور یہاں صفحہ ۷۸ پر احادیث کی اس لئے مخالفت کہ ذکر اللہ سے روکتی ہے۔ سچ فرمایا کہ جھوٹے کا حافظہ نہیں ہوتا۔ صفحہ ۲۷۵ پر اقبال کے اشعار سے دلیل لیتے ہوئے لکھتا ہے۔ ذکر اللہ اور تسبیح میں مشغولیت رکھنا۔ ابلیس کی ورغلاہٹ اور شیطانی چال ہے۔

مست رکھو ذکر و فکر و صبح گاہی میں اسے

پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں اسے

مصنف کا یہ اعتراض قرآن مجید کے خلاف ہونے کے ساتھ ساتھ ایسا متعصبانہ ہے کہ چونکہ احادیث مقدسات میں ذکر اللہ اور ذکر اللہ سے گناہوں کی بخشش ہونے کا ذکر ہے لہٰذا حسد انکار کی آگ میں جل مرا دیکھئے دنیا میں تو کروڑوں مسلمان اپنے اپنے

Marfat.com

کام۔ کاروبار میں مشغول ہیں۔ یہ مشغولیتیں ہر شہر بلکہ ہر محلے کے مسلمانوں میں جداگانہ ہیں۔ کوئی ڈاکٹری کے کام میں مشغول کوئی تجارت میں کوئی مستری کوئی بڑھئی، ترخان، کوئی کسان، لوہار، جولاہا، نہ ہر ایک نے قرآن کی تلوار پکڑی۔ نہ سرحدوں کی حفاظت کی۔ نہ دسمبر کی راتوں میں برفانی پہاڑوں پر پہرے۔ خود مصنف نے ان میں سے کون سا کام کیا۔ ان مشغولیتوں سے نہ مصنف کو دکھ نہ اس کے اقبال کو اگر دکھ ہے تو صرف قرآن وحدیث کے فرمودہ ذکر اللہ سے اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ ذکر الٰہی یاد کبریائی میں مشغول ہو جاتا ہے اور فکر صبح گاہی میں مست ہوتا ہے تو یہ منکرین حدیث اور ان کا اقبال غضب ناک ہو جاتے ہیں کہ یہ ملائیت سے خانقاہی مزاج ہے۔ وہاں ان کو قرآن کی تلوار۔ جہاد کا میدان یاد آ جاتا ہے اور صرف ذکر اللہ چھڑانے کے لئے حالانکہ خود گرم بستروں میں تا عمر لیٹے رہے یا حرام وحلال مال کماتے رہے یا انگریزوں کی چوکھٹیں چاٹتے رہے۔ میں مصنف اور اس کے اقبال سے پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں نے قرآن کی شمشیر وسنان کیوں نہ پکڑی اور میدان جہاد کیوں نہ دیکھا۔ یہ ہمت وحوصلہ بھی ہمیشہ مسجد کے نمازیوں، روزے دار غازیوں، ذکر اللہ کے فدائیوں۔ احادیث کے شیدائیوں نے ہی دکھایا۔ شمشیر قرآنی کو اٹھایا میدان جہاد کو سجایا۔ ذکر کی محفلوں کو بسایا۔ ملک وملت کو بچایا۔ تم نے کیا کیا؟ صرف یہ کہ بستروں میں لیٹ کر گستاخی احادیث کے کفریہ طنزیہ زہریلے قلمی تیروں کو چلایا۔ اور مسلمانوں کو احادیث سے ورغلایا۔ خیال رہے کہ ذکر اللہ اور ذکر اللہ سے بے حساب ثواب کی تمام مذکورہ احادیث بالکل صحیح ہیں اور قرآن مجید کے مطابق ہیں۔ قرآن مجید کی تقریباً اٹھارہ آیتوں میں ''فَاذْكُرُ اللّٰهَ كَثِيْرًا'' کا حکم ہے مگر یہ منکر حدیث ذکر اللہ کا دشمن اور ثواب ذکر اللہ کا مذاق اڑاتا ہے۔ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا۔ بحمد اللہ تعالیٰ احادیث نے بتایا کہ فلاں ذکر کا یہ ثواب فلاں تسبیح ورد وظیفے کا یہ ثواب وضو سے

Marfat.com

اتنے گناہ معاف فلاں عبادت سے اتنے فلاں سے اتنے۔ اگر یہ بخششیں نہ ہوتیں تو انسان اپنے صغیرہ کبیرہ گناہوں کے پہاڑ میں دب جائے۔ اولیاء اللہ فرماتے ہیں ہر انسان اپنی غفلتوں کی وجہ ایک سانس میں ایک لاکھ گناہ کرتا ہے وہ اس طرح کہ ہر سانس کا شکر واجب اور ایک شکر چھوڑنے پر ہزار گناہ پڑتے ہیں۔ یہ تو صرف ایک نعمت سانس ہے۔ سر سے پیر تک جسم انسانی میں ظاہری باطنی اتنی نعمتیں ہیں کہ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابراہیم: ۳۴) اگر تم اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو نہیں گن سکتے یہ تو جسمانی نعمتوں کی کیفیت ہے۔ ارد گرد کی نعمتیں اس کے علاوہ کیا کوئی انسان کسی بھی نعمت کا پورا شکر کرتا ہے ہرگز نہیں۔ تو کفران نعمت کے گناہ چڑھتے جارہے ہیں یہ تو غفلت کے گناہ ہیں۔ فعل گناہ اس کے علاوہ تو اگر ورد۔ وظیفے وضو وغیرہ کی عبادات سے گناہ معاف نہ ہوں تب تو انسان تباہ ہو جائے۔ احادیث کا احسان ہے کہ بخشش و مغفرت گناہ کی خوشخبریاں سنا کر۔ عبادتیں کروالیں۔ گناہ مٹوادیئے۔ اور پھر تمام مسلمان جوانمرد ہی نہیں ہیں ان میں عورتیں بوڑھے معذور بھی تو ہیں جو قرآنی تلوار اٹھا ہی نہیں سکتے ان کی معافی گناہ مغفرت سیئات حصول جنتی دراجت کا ذریعہ یہی ورد وظیفہ تسبیح تکبیر کا ذکر اللہ یاد الٰہی ہے اور پھر یہ جاہلانہ رٹ لگائے جانا کہ قرآنی شمشیر، قرآنی شمشیر یہ بھی منکرین کی اپنی بناوٹ ہے۔ قرآن مجید میں کسی بھی تلوار کا کہیں نام ونشان بھی نہیں یہ تلوار بھی مسلمانوں کو تفسیری احادیث نے پکڑائی کیا منکرین احادیث نے احادیث کا باب الجہاد نہیں پڑھا یا آنکھوں پر شیطانی پٹی باندھی ہوئی ہے۔

دسواں اعتراض صفحہ ۸۴ پر لکھتا ہے کہ عتبان بن مالک کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ میں نے حضور سے التماس کی کہ وہ میرے گھر میں آکر نماز پڑھیں۔ آپ نے یہ التجا قبول فرمائی آپ کے ہمراہ چند صحابہ بھی تشریف لائے۔

Marfat.com

صحابہ نے منافقین کا ذکر چھیڑ دیا۔ وہ کہنے لگے کتنا اچھا ہو اگر حضور مالک بن دخشم منافق کی ہلاکت کی دعا کریں۔ حضور نے فرمایا کیا وہ کلمہ نہیں پڑھتا۔ صحابہ نے کہا۔ زبان سے تو پڑھتا ہے لیکن اس کا دل بے ایمان ہے۔ فرمایا جو شخص کلمہ پڑھتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث عجیب معلوم ہوئی۔ چنانچہ میں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ لکھ لے اور اس نے لکھ لی۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان)

جواب اس اعتراض میں مصنف نے ایک بددیانتی کی ہے کہ مالک بن دخشم کو منافق لکھا ہے۔ حالانکہ اصلی روایت میں لفظ منافق نہیں ہے۔ ایسی ہی بددیانتیاں کر کے اپنا فرقہ بچانا دین باطل بنانا کوئی انسانیت نہیں یہ حدیث مقدس بھی قرآن مجید کے مطابق ہے اور سند اً متناً ہر طرح درست اور صحیح ہے یہ حدیث مقدس پانچ راویوں نے روایت فرمائی اور پانچوں ثقہ راوی۔ امام مسلم نے اس کو اپنی کتاب مسلم شریف جلد اول کتاب الایمان "بَابُ الْاَمْرِ بِقِتَالِ النَّاسِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ" صفحہ ۳۸ پر لکھی۔ اس کی سند میں (۱) شیبان ابن فرخ (۲) سلیمان ابن مغیرہ (۳) ثابت (۴) انس ابن مالک (۵) محمود ابن ربیع۔ متن کے راوی حضرت عتبان ابن مالک ہیں۔ علم اسماء الرجال میں یہ سب ثقہ ہیں۔ متن حدیث کی عبارت اس طرح ہے۔ حضرت انس نے فرمایا۔ "حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ رَبِیْعٍ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِکٍ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِیْنَةَ فَلَقِیْتُ عِتْبَانَ فَقُلْتُ حَدِیْثٌ بَلَغَنِیْ عَنْکَ۔ قَالَ اَصَابَنِیْ فِیْ بَصَرِیْ بَعْضُ الشَّیْئِ فَبَعَثْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ تَاْتِیَنِیْ فَتُصَلِّیْ فِیْ مَنْزِلِیْ فَاَتَّخِذَهٗ مُصَلًّی قَالَ فَاَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَدَخَلَ وَهُوَ یُصَلِّیْ وَاَصْحَابُهٗ یَتَحَدَّثُوْنَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ اَسْنَدُوْا عُظْمَ ذَالِکَ وَ

Marfat.com

كُبْرَهُ اِلٰی مَالِکِ ابْنِ دَخْشَمٍ قَالَ وَدُّوْ اَنَّهُ دَعَا عَلَيْهِ فَهَلَکَ وَوَدُّوْا اَنَّهُ اَمَابَهٗ شَترٌ فَقَضٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اَلَيْسَ يَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالُوْا اِنَّهٗ يَقُوْلُ ذَالِکَ وَمَا هُوَ فِیْ قَلْبِهٖ۔ قَالَ لَا يَشْهَدُ اَحَدٌ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَيَدْخَلَ النَّارَ اَوْ تَطْعَمَهٗ۔ قَالَ اَنَسٌ فَاَعْجَبَنِیْ هٰذَا الْحَدِيْثُ فَقُلْتُ لِاِ بْنِیْ اُكْتُبْهُ فَكَتَبَهٗ'' ترجمہ: حضرت محمود ابن ربیع فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا اور عتبان بن مالک سے ملا تو میں نے عرض کیا کہ آپ کی نسبت سے میں نے ایک حدیث پاک سنی ہے (آپ اپنے منہ سے مجھے سنائیں) انہوں نے فرمایا کہ جب میری نگاہوں میں کمزوری پڑ گئی تو میں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغام بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور کسی جگہ نفل نماز پڑھیں تو میں اس جگہ کو اپنا مصلیٰ یعنی گھر کی مسجد جاء نماز بنالوں گا۔ پھر فرمایا کہ میری اس عرض کو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول فرمایا اور ایک دن تشریف لے آئے۔ آپ کے ساتھ چند صحابہ بھی تھے۔ نبی کریم میری گھریلو مسجد میں داخل ہوئے اور نماز پڑھنے لگے۔ اور آپ کے صحابہ آپس میں باتیں کرنے لگے پھر بڑی باتوں میں مشغول ہو گئے اور اس گفتگو کی بڑی واہم بات مالک ابن دخشم کی طرف تھی۔ عتبان نے فرمایا کہ ان صحابہ نے یہ چاہا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن دخشم کے لئے بددعا فرمائیں کہ وہ ہلاک ہو۔ اور صحابہ کی خواہش ہوئی کہ بے شک ابن دخشم کو کوئی شر و مصیبت پہنچے۔ اتنی دیر میں آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہو گئے۔ اور صحابہ سے پوچھا کہ مالک ابن دخشم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نہیں دیتا۔ صحابہ نے عرض کیا بے شک وہ کلمہ پڑھتا ہے۔ حالانکہ یہ کلمہ شہادت اس کے دل میں نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص اللہ تعالیٰ الہ وحدہ لاشریک مانتا ہو اور مجھے اللہ تعالیٰ کا رسول بھی مانتا ہو پھر وہ آگ میں داخل ہو جائے یا جہنم کی آگ کا مزہ چکھے۔ محمود بن ربیع کی زبان

Marfat.com

سے یہ حدیث سن کر حضرت انس نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث اچھی لگی۔ تو میں نے اپنے بیٹے سے کہا اس حدیث پاک کو لکھ لو اس نے لکھ لی۔ یہاں لفظ ''اَعْجَبَ'' عُجْبٌ سے مشتق ہے عُجْبٌ عین پر ضمہ کا معنی ہوتا ہے اچھا لگنا اس سے **عجب نفسہ**۔ یعنی خود کو اچھا سمجھنا فخر وغرور کرنا۔ اور اگر یہ لفظ عجب بفتح العین سے مشتق ہو تو معنی ہوں گے تعجب میں ڈالا مجھ کو یہاں یہ لفظ عجب اور تعجب کے معنی میں نہیں ہو سکتا اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ اچھا لگنے کے معنی میں ہے اس کی دلیل یہ ہے ''اُکْتُبُوْهُ'' کا حکم فرمانا۔ اچھی لگی تبھی لکھنے کا حکم فرمایا۔ شارحین فرماتے ہیں کہ اس حدیث مقدس سے پانچ مسئلے مستنبط ہوتے ہیں۔ پہلا مسئلہ یہ کہ معذور مسلمان مرد گھر میں اپنی مسجد بنا سکتا ہے۔ دوم یہ کہ ہر اچھے و جائز کام کی ابتداو افتتاح کسی دینی بزرگ سے کروانی چاہیے۔ سوم یہ حدیث مقدس آیت قرآنی کی عملی تفسیر ہے۔ چنانچہ سورۃ حجرات میں ہے **یَآاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا یَغْتَبْ بَّعْضُکُمْ بَعْضًا** (حجرات: ۱۲) ''اے ایمان والو بچتے رہو بہت بدگمانیوں سے بے شک بعض بدگمانیاں گناہ کبیرہ ہیں اور جاسوسیاں مت کرتے پھرو اور نہ غیبت کرے تم میں سے بعض کسی بعض کی''۔ ان مذکورہ صحابہ نے پانچ جرم کیے تھے (۱) ابن دخشم کی غیبت (۲) ''وَمَا هُوَ فِیْ قَلْبِهٖ'' کہہ کر بدگمانی (۳) مسلمان بھائی کی ذلت (۴) اس آیت قرآنی کی مخالفت (۵) بددعاء نبوی کی طلب۔ حالانکہ غیبت کرنا بھی حرام بدگمانی بھی حرام الزام تراشی بھی حرام۔ حدیث نے فرمایا کہ اے لوگو تم کیسے جانتے ہو کہ اس کے دل میں ایمان نہیں۔ اس کی منافقت کا ثبوت کوئی نہیں اور دلوں کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ چوتھا مسئلہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بددعا نہ فرمائی نہ ذاتی دشمن جانی کے لئے نہ منافقین ایمانی کے لئے۔ مسئلہ پنجم یہ کہ شریعت ظاہر پر ہے دل کا حال صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے لہٰذا کسی مسلمان کو حق نہیں کہ کسی مسلمان پر بدگمانی کرتے ہوئے کہے کہ

Marfat.com

فلاں کے دل میں ایمان نہیں ہے۔ایسا کہنے والا خود شرعی مجرم ہے۔منافق صرف وہ ہے جس کے کسی قول وفعل سے نفاق ظاہر ہو۔

یہ جاہل منکر حدیث جہالت کا قلم لے کر قرآن وحدیث کی مخالفت کرتا پھر رہا ہے۔

گیارھواں اعتراض صفحہ ۸۶ بروایت انس بن مالک۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شق صدر کا انکار کرتا ہے اور اپنی شیطانی عقل کے پانچ وسوسے بیان کرتا ہے (۱) انس بن مالک شق صدر کے واقعے کے وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے لہذا یہ واقعہ غلط ہے (۲) اپنی ڈاکٹری چلاتے ہوئے گوشت کے لوتھڑے کو قلب اور فواد سمجھتا ہے۔لکھتا ہے کہ دل صرف گوشت کا لوتھڑا ہے نہ اس میں درد و لذت کا احساس نہ خیر وشر کا متحرک۔لکھتا ہے تمام افکار وجذبات،خیالات تصورات کا مرکز دماغ ہے۔صوفیاء شعراء دل کو جذبات کا مرکز سمجھتے ہیں (۳) لکھتا ہے نبی معصوم نہیں ہوتا گناہ کر سکتا ہے مگر کرتا نہیں یہ ہی اس کا کمال ہے (۴) یہ کہ اگر اللہ کی منشا یہی تھی کہ ہر نبی معصوم ہو تو پہلے ہی دل کی ایسی ساخت کرتا کہ ماں کے پیٹ سے معصوم پیدا ہوتے گناہ کا ارادہ ہوتا ہی نہ۔یہ کیا کہ پہلے غلط دل بنا دیا پھر جبرئیل سے آپریشن کروایا اور وہ بھی غلط جگہ پر (یعنی بجائے دماغ دل کا آپریشن) (۵) یہ کہ آب زمزم سے دھونے کا معاملہ بھی عجیب ہے حدیث بنانے والے کو اتنی بھی عقل نہ تھی کہ آب زم زم سے دھو کر ارادے اور کرنٹ کیسے بدلی جا سکتی ہے۔غرضکہ حدیثیں بنانے والے بناوٹی ہی نہیں احمق بھی تھے۔

جواب اس قسم کے بیہودہ اعتراضات سے چار باتیں سمجھ آتی ہیں (۱) یہ کہ یہ مصنف صرف بے علم ہی نہیں تاریخی حقائق کا بھی منکر ہے (۲) یہ کہ قرآن مجید سے بھی جاہل ہے (۳) منکر قرآن بھی ہے (۴) روحانیات کو جسمانیات پر جاہلانہ قیاس کر کے منکر روحانیات ہے شق صدر جس کو قرآن میں شرح صدر فرمایا

Marfat.com

گیا۔ یہ تاریخی واقعہ بھی ہے اور حدیثی واقعہ بھی ہے۔
مختصر اس طرح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعمر چھ سال حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا دائی کی بکریوں اور چند بچوں کے ساتھ قریبی جنگل چراگاہ میں تھے کہ بچوں نے دیکھا کہ دو سفید پوش آدمی آئے اور انہوں نے محمد کو لٹا دیا۔ یہ دیکھ کر بچے گھبرا گئے اور دوڑتے ہوئے گھر گئے حضرت حلیمہ دائی کو بتایا۔ تو آپ اور آپ کا خاوند دوڑتے ہوئے آئے دیکھا کہ نبی کریم حیران ہوئے کھڑے ہیں رنگ اڑا ہوا ہے حضرت حلیمہ دائی نے دوڑ کر گود میں اٹھایا پیار کیا پھر پوچھا یا محمد کیا ہوا تھا آپ نے فرمایا میرے پاس دو فرشتے آئے تھے جبرئیل و مکائیل انہوں نے مجھے لٹایا۔ دو کندھوں کے درمیان جانب پشت سے میرا سینہ کھولا میرا دل نکالا دل میں سے ایک لوتھڑا نکالا اس کو پھونک سے صاف کیا پھر آب زمزم یا آب کوثر سے دھویا۔ اور کہا کہ یہ نفس امارہ ہے۔ اس کی اماریت ختم کر دی ہے پھر اسی طرح جوڑا اور سینہ بند کر دیا یہ کوئی لمبا چوڑا آپریشن نہ تھا بس ایک انگلی سے سب کچھ کیا۔ اس جگہ نشان بھی باقی تھا مگر کوئی زخم یا تکلیف نہ تھی اسی نشان کو بعد میں مہر نبوت کہا گیا۔ دونوں فرشتے بشکل بشری آئے تھے کیونکہ اس واقعے کو لوگوں پر ظاہر کرنا تھا۔ یہ سب کچھ سن کر آئندہ کے لئے حلیمہ دائی گھبرا گئیں اور آپ کو واپس مکہ مکرمہ چھوڑ گئیں۔ یہ سب کچھ کرشمۂ روحانیت تھا۔ حضرت جبرئیل کی پھونک میں کیا اثرات ہیں یہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے اسی نے جبرئیل کو پھونک میں یہ قوتیں عطا فرمائیں کہ کہیں اسی پھونک سے جسم مسیح بن رہا ہے اور کہیں پھونک سے چیخ کا عذاب عاد آ رہا ہے اور کہیں اسی پھونک سے نفس امارہ کی اماریت ختم کی جا رہی ہے۔ مگر اس منکر حدیث مصنف پر شیطانیت سوار ہے بالکل اسی طرح ہر روحانیت کا انکار کرتا چلا جا رہا ہے جس طرح ابوجہل ہر معجزے کا انکار کرتا تھا۔ گویا اس زمانے کا ابوجہل ہے یہ مصنف اس حدیث متواتر کو چار طرح مشکوک کہتا ہے۔ اولاً یہ کہ یہ حدیث انس بن

Marfat.com

مالک روایت کرتے ہیں جو اس وقت پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔ اگر کسی سے سنی تھی تو اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت انس کی روایت ہی نہیں بلکہ سینکڑوں صحابہ نے روایت کی اور خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت حلیمہ نے سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بہت لوگوں کو اس شق صدر کی خبر سنائی۔ نیز آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجمع عام میں خبر سنائی اس لئے یہ حدیث حد تواتر کو پہنچ گئی۔ دوم یہ کہ مصنف کہتا ہے کہ دل کا کام صرف خون پمپ کرنا ہے دل فقط ایک گوشت کا لوتھڑا ہے نہ اس میں خیر وشر کی عقل ہے نہ درد لذت کا احساس فہم ہے۔ حالانکہ قرآن مجید فرماتا ہے۔ دل میں ہی عقل، علم، تفقہ اور تدبر وفہم ہے دماغ صرف ان کا راستہ ہے اور آنکھ کان زبان دروازہ ہے عقل وعلم کا۔ چنانچہ سورۃ منافقون میں ہے۔ فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۳﴾ (منافقون: ۳) ”ترجمہ: ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر لگادی اس لئے وہ سمجھ نہیں رکھتے“ اور سورۃ توبہ میں ہے۔ وَطَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۳﴾ (توبہ: ۹۳) ”ترجمہ: اور مہر لگادی اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر اس لئے وہ علم نہیں رکھتے“۔ اور سورۃ اعراف میں ہے لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا (اعراف: ۱۷۹)۔ ”ترجمہ: ان کے دل تو ہیں مگر ان میں سمجھ نہیں رکھتے“۔ اور سورۃ حج میں ہے۔ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَتَكُوْنَ لَهُمْ قُلُوْبٌ يَّعْقِلُوْنَ بِهَآ (حج: ۴۶) ”ترجمہ: تو کیا انہوں نے زمین میں سیر وسیاحت نہیں کئے اور ہیں ان کے پاس دل جن میں وہ عقل رکھتے ہیں“۔

دیکھئے ان آیٰت میں مصنف کی ہر بات کی تردید ہے۔ ثابت ہوا کہ مصنف کاذب وکذاب ہے۔ پھر آگے حدیث مقدس کا مذاق کرتے ہوئے لکھتا۔ جبرئیل نے غلط جگہ آپریشن کردیا یعنی دماغ کی بجائے شق صدر اور دل کا آپریشن کردیا۔ میں کہتا ہوں

Marfat.com

کہ اس کے کفریہ عقیدے میں کیا اللہ تعالیٰ نے غلط جگہ مہر لگا دی۔ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ کے بجائے طَبَعَ اللّٰه عَلَى الدِّمَاغ کرنا چاہیے تھا۔ رہا یہ کہنا کہ اگر آپریشن کر کے دل سے وہ غلط چیز نکالنی تھی تو پہلے ہی پیدا نہ کرتا۔ مصنف خبیث کا یہ اعتراض اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے پیدا فرمانا تکمیل بشریت کے لئے ہے۔ آگے مصنف آب زمزم سے دھونے کا مذاق اڑاتا ہے اور کہتا ہے کہ آب زمزم سے دھونا ایسا ہی احمقانہ جیسا کوئی شخص بجلی کے تاروں کو اس لئے دھوئے کہ میں اس طرح اس کی بجلی ختم کر دوں گا۔ یا کوئی دماغ کو دھوئے کہ اس کے ارادے دھو ڈالوں گا۔ اس بیہودہ اعتراض کا جواب یہ ہے کہ اس مصنف کا تمام تر تخیل و قیاس ظاہری مادیات پر ہے اس کو معلوم ہی نہیں کہ روحانی نورانی قوتیں کیا ہیں اور یہ کیا جانتا ہے کہ آب زمزم صرف پانی ہی نہیں بلکہ کثیر ظاہری باطنی غیبی اسراری قوتوں کا مجموعہ بھی ہے۔ جب وضو کے عام پانی سے گناہ دھل سکتے ہیں تو آب زمزم سے نفس امارہ کی اماریت بھی ختم ہو سکتی اور پھر یہاں تو حضرت جبرئیل کی پھونک دست ملکی بھی ہے یہ مصنف تو موجودہ سائنس سے بھی جاہل ہے۔ دیکھو موجودہ دور میں مشینوں کے ذریعے پانی میں ہزار قسم کی قوتیں پیدا کی جارہی ہیں ایسے پانی کو ایٹمی جوہری تجربوں میں استعمال کیا جارہا ہے۔ جب انسانی مصنوعات سے اتنی قوتیں عام پانی میں پیدا ہو گئیں تو کیا اللہ تعالیٰ کی قدرتوں اور فرشتوں کی طاقتوں پر اس مصنف کا اتنا بھی ایمان نہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے یہ غیبی قوتیں شیطانوں سے چھپائی ہیں۔ تاکہ کفر و انکار میں مزید پختہ ہو جائیں۔

بارہواں اعتراض صفحہ ۹۵ پر بڑے فخر سے ڈاکٹر اقبال کو حکیم الامت کا لقب دے کر اقبال کے تین شعر لکھتا ہے۔

تمدن تصوف شریعت کلام   بتان عجم کے پجاری تمام

یہ امت روایات میں کھو گئی حقیقت خرافات میں کھو گئی
بجھی عشق کی آگ اندھیر ہے مسلمان نہیں خاک کا ڈھیر ہے

جواب ان اشعار کا معنی تمدن یعنی اخلاقیات دینی، تصوف یعنی روحانی ترقی ذکر اللہ مراقبے وغیرہ شریعت کلام یعنی شریعت کے احکام یہ سب عجم کے بت ہیں اور اس شریعت وغیرہ کو ماننے والے تمام مسلمان ایسے بتوں کے پجاری (۲) یہ امت مصطفیٰ یعنی مسلمان حدیثوں میں کھوگئی۔ اور حدیثیں خرافات ہیں۔ خرافات کا اردو ترجمہ ہے بکواسیات بیہودہ باتیں (لغات کشوری صفحہ ۲۵۵) (۳) مسلمان کی عشق والی آگ بجھ گئی اب اندھیر ہے۔ اب مسلمان نہیں رہا خاک کا ڈھیر ہے۔

غور کیجئے ان کفریات پر کہ شریعت اور کلام کو بھی عجم کا بت بنا دیا۔ یہ بالکل موجودہ عیسائیت کی تقلید و ترجمانی ہے عیسائی بھی کہتے ہیں کہ شریعت لعنت ہے یہی عقیدہ ان منکرین حدیث کا ہے یہ گستاخیاں ہی انکار حدیث کا عذاب غیبی ہے۔

تیرہواں اعتراض صفحہ ۱۰۶ پر لکھتا ہے، ایک حدیث چھ صحابہ سے مروی ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ اِنَّ الْمیتَ یُعَذَّبُ بِبَکَاءِ اَھْلِہٖ عَلَیْہِ۔ ترجمہ: بے شک میت عذاب دی جاتی ہے اس پر رونے ماتم کرنے سے میت کے اہل کی جانب سے لیکن حضرت عائشہ نے سب کی تردید فرمادی۔ اور دلیل میں وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی (انعام: ۱۶۴) کی آیت پیش کی۔ یعنی کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ تو کسی کے ماتم والے گناہ کا میت کو عذاب کیوں۔ ثابت ہوا کہ یہ حدیثیں جھوٹی تھیں۔

جواب اگر یہ ہوں تو صحابہ پر الزام آتا ہے اور صحابہ پر الزام کذب درست مانا جائے تو قرآن مشکوک ہو جائے گا کیونکہ وہ بھی صحابہ نے جمع کیا لکھا اور لکھوایا۔ تو جو جھوٹی حدیث بنا سکتا ہو اس کو جھوٹی آیت بنانے سے کون روک سکتا

Marfat.com

تھا۔ تحقیقی جواب یہ ہے کہ یہ سب روایتیں بالکل درست ہیں۔ حضرت عائشہ نے آیت سے دلیل لے کر جب ان کی تردید کی تو سمجھا گیا کہ یہ فرمان نبوی ان لوگوں کے لئے ہے جو مرنے سے پہلے اپنے ماتم اور سینہ کوبی کی وصیت کر کے مرے تو یہ اس کا ہی وزر اور گناہ ہو گیا نہ کہ وزر اخری۔ یہ سن کر عائشہ صدیقہ نے اپنی اجتہادی غلطی سے توبہ کر لی۔

چودھواں اعتراض صفحہ ۱۰۷ پر لکھتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت ہے کہ بدر کے کنوئیں میں مقتولین کفار کی لاشیں پھینکی گئیں تو نبی کریم ﷺ نے کنوئیں کے پاس کھڑے ہوئے فرمایا: فَقَالَ هَلْ وَجَدْتُمْ مَاوَعَدَ رَبُّكُمْ فَقِيلَ لَهُ اَفَتَدْعُوْنَ اَمْوَاتًا. فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَا يُجِيْبُوْنَ۔ ترجمہ: تو فرمایا کہ مقتول کافرو اب تم نے پالیا وہ جو وعدہ کیا تمہارے رب نے (یعنی عذاب) عرض کیا گیا کیا آپ مردوں کو پکار رہے ہیں۔ تو نبی کریم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے صرف فرق یہ کہ یہ جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہ نے اس کی تردید فرمائی اور کہا کہ نبی کریم نے وہاں کھڑے ہو کر صرف یہ کہا تھا۔ اِنَّهُمْ لَيَعْلَمُوْنَ الْاٰنَ مَا كُنْتُ اَقُوْلُ اَحَقٌّ۔ ترجمہ: بے شک یہ لوگ اب جان لیں گے کہ جو میں کہتا تھا وہ حق ہے۔ اور دلیل میں عائشہ صدیقہ نے یہ آیت پڑھی۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى (نمل: ۸۰) اس بات سے ثابت ہوا کہ صحابہ کی روایتیں بھی بناوٹی ہیں ورنہ حضرت عائشہ تردید نہ کرتیں۔

جواب حضرت عائشہ تو وہاں میدان بدر میں موجود ہی نہ تھیں تو وہ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ یہ نہ فرمایا بلکہ یہ فرمایا اور موجودہ لوگوں کی بات کا بغیر موجود کیسے انکار کر سکتا (۲) اس آیت سے دلیل لینا بھی غلط ہے کیونکہ آیت میں ضدی اور زندہ کافروں کو مردہ کہا گیا ہے نہ کہ فوت شدہ کو ہمیں حکم ہے کہ مسلم قبرستان میں جا کر کہا

Marfat.com

کرو۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ۔ اے قبر والوں تم کو سلام ہو (۳) حضرت صدیقہ کی تردید پرانی اصلی کتب حدیث میں کہیں ثابت نہیں یہ روایت نجدیوں کی بناوٹی ہے کیونکہ وہی سماع موتی کے منکر ہیں یا یہ اجتہادی غلطی ہے۔ وفات شدہ کا سننا تو قرآن مجید سے بھی ثابت ہے۔

مصنف صفحہ نمبر ۱۱۵ سے ۱۲۹ تک ایک خود ساختہ جھوٹا مکالمہ درج کرتا ہے خود ہی عامیانہ سوال کرتا ہے اور خود ہی کسی مولوی کی نسبت سے جاہلانہ جواب دے کر فتحیاب بنتا ہے حالانکہ وہ جوابات نہیں جو اس نے لکھے ہیں اگر واقعتاً کوئی عالم جواب دیتا تو انشاء اللہ تعالیٰ مصنف کا منہ بند ہو جاتا۔ مکالمے کے آخر میں صفحہ ۱۲۹ پر خود ہی اپنی جہالت کا اقرار بھی کرتا ہے کہ میں نے احادیث کسی سے پڑھی نہیں ہیں عربی زبان سیکھ کر خود ہی پڑھنا شروع کر دیں، نہ کوئی استاد نہ شرح کا علم نہ احادیث کا شان معلوم نہ منشاء نبوی کا علم نہ استاد نہ اسماء الرجال کی واقفیت پھر بھی دعوی کہ ہم علامہ زماں ہیں اسی طرح کے بے علم قرآن مجید پر اعتراضات کرتے پھرتے ہیں۔ منکر حدیث ہونے کی اصل وجہ یہی بے علمی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کے شر سے مسلمانوں کو بچائے۔

پندرہواں اعتراض مصنف نے صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۹ تک بتیس عدد عربی عبارتیں لکھیں ایسی لکھ کر ان کو حدیث کا نام دیا جن کا وجود نہ کتب احادیث میں ہے نہ خود ان کا کوئی حوالہ لکھا۔ اور ہر عبارت کے اول میں قال رسول اللہ کہہ کر تمسخر اڑایا ہے۔

جواب ایسی بد دیانتیوں سے ثابت ہوتا ہے کہ منکرین حدیث بھی شیعوں اور خارجیوں کی مثل جھوٹی حدیثیں بناتے رہتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے رافضی خارجی اپنی بات منوانے کے لئے جھوٹی حدیثیں بناتے رہے اور یہ منکرین حدیث صرف تمسخر اڑانے مسلمانوں کو احادیث صحیحہ سے ورغلانے کے لئے جھوٹی

Marfat.com

حدیثیں بناتے رہے۔ اور اسی طرح کی بددیانتیوں سے اپنا فرقہ پھیلاتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ سب باطل مٹ گئے مگر احادیث مقدسات تا ابد روشن چمکتا آفتاب ہے۔

سولہواں اعتراض صفحہ ۱۷ پر لکھتا ہے کہ مؤطا مالک میں لکھا ہے نیند سے اٹھ کر نماز کے لئے وضو ضروری ہے لیکن بخاری میں ہے کہ ایک بار نبی کریم نے نیند فرمائی خراٹے بھی لئے پھر اٹھ کر نماز پڑھ لی وضو نہ کیا۔ اب یا مؤطا مالک کو غلط کہنا پڑے گا یا بخاری کو۔

جواب دونوں حدیثیں صحیح ہیں۔ مؤطا مالک کی حدیث پاک عام مسلمانوں کے لئے ہے بخاری کی حدیث میں خصوصیت نبوی کا ذکر ہے کہ جیسے شہید کی موت سے غسل نہیں ٹوٹتا۔ نبی کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

Marfat.com

حدیث قدسی کی تعریف وتعارف

نبی کریم ﷺ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ فرمایا ہے۔ حدیث قدسی کی نسبت صرف زبان نبوی کی طرف ہی ہوسکتی ہے۔ کسی صحابی یا ولی اللہ کے الہامت والقائات کو حدیث قدسی نہیں کہا جا سکتا، ناجائز ہے۔ اس حدیث قدسی کا دوسرا نام حدیث الٰہی یا حدیث ربانی بھی ہے مگر محدثین کی زبان میں حدیث قدسی ہی ہے ان کی تعداد تقریبا دو سو بہتر ہے یہ حدیث اس لئے کہ الفاظ نبوی ہیں۔ قدسی یا ربانی اس کے لئے مضمون اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔ اس کو آیت قرآن نہیں کہا جا سکتا کیونکہ آیت کے الفاظ و مضمون سب کچھ رب تعالیٰ کا ہے۔

کلام قرآنی وکلام قدسی بیان کرنے کا طریقہ وتعداد

حدیث قدسی ملنے کے تین طریقے

(۱) وحی خفی جاگتے ہوئے

(۲) القاء مراقبے میں

(۳) الہام خواب میں۔

بیان فرمانے کے چار طریقے

(۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَوْحَى اللّٰهُ تَعٰلٰى اِلَىَّ

(۲) قَالَ النَّبِیُّ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعٰلٰى

(۳) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللّٰهِ تَعٰلٰى

(۴) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعٰلٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، عَنْ رَّبِّهٖ تَعٰلٰى يَقُوْلُ۔

آیت قرآنی اور حدیث قدسی کے آداب میں نوطرح فرق ہے۔

Marfat.com

(پہلا) حدیث قدسی کے الفاظ نبوی میں تغیر تبدل مکروہ ہے آیت میں حرام ہے۔

(دوم) احادیث قدسی کو بے وضو پڑھنا چھونا جائز بے غسل پڑھنا چھونا ممنوع ہے قرآن مجید کو بے وضو پڑھنا جائز چھونا حرام ہے بے غسل پڑھنا بھی حرام چھونا بھی۔

(سوم) حدیث قدسی کو نماز میں پڑھنا جائز ہے قرآن مجید کو نماز میں پڑھنا بوقت قیام واجب ہے۔

(چہارم) الفاظ حدیث قدسی نہ متواتر ہیں نہ محفوظ من اللہ مگر الفاظ قرآن مجید متواتر بھی ہیں اور محفوظ من اللہ بھی۔

(پنجم) احادیث قدسی کو قرآن یا کتاب اللہ یا تنزیل من اللہ کہنا منع ہے مگر آیت قرآنی کو قرآن مجید کتاب اللہ یا تنزیل کہنا واجب ہے۔

(ششم) احادیث قدسی پڑھنے سے ایک حدیث کا ایک ثواب لیکن ایک آیت پڑھنے کا ثواب دس نیکیاں۔

(ہفتم) حدیث کو آیت اور آیت کو حدیث قدسی کہنا ممنوع ہے۔

(ہشتم) نزول قرآن فقط وحی جلی سے بالواسطہ جبرئیل علیہ السلام مگر احادیث قدسی کا نزول چار طریقے سے (۱) القا (۲) الہام (۳) خواب (۴) بذریعہ کسی فرشتہ پیغام ربانی۔

(نہم) آیتوں کی مقدار لفظی اٹل مقرر کمی بیشی حرام۔ لیکن حدیث قدسی کے الفاظ میں کمی بیشی جائز ہے بشرطیکہ معنی نہ بگڑیں۔ کیونکہ قرآن مجید لفظاً و معناً عند اللہ ہے مگر حدیث قدسی صرف معنیً عند اللہ ہے۔

متن حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی

عربی لغت میں ہر ظاہری سطح اور مقصد و مفاد کو متن کہا جاتا ہے متن کی جمع ہے متون بھی

Marfat.com

متان بھی۔ اس معنی لغوی میں زمین کی سطح کو متن الاض اور زمین کی پیداوار نباتات کو متان ارضی کہتے ہیں۔ جو بندہ اپنے مقاصد پورے کرے اس کو متین کہتے ہیں۔ ظاہری کھال کو متن الجسم کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ایک صفاتی اسم مقدس ہے متین۔ محدثین کی اصطلاح میں فرمان نبوی یا فرمان صحابی کے الفاظ و مقصد کو حدیث کا متن کہا جاتا ہے۔

سند حدیث کا لغوی اور اصطلاحی معنی

عربی لغت میں لفظ سند کا معنی ہے تکیہ، ٹیک، بلند سطح، بھروسہ مند، قابل بھروسہ، اعتماد۔ محدثین کی اصطلاح میں متن کو بیان کرنے والے راویوں کے سلسلہ وار ترتیب اولین وآخرین سے مکمل نام اور ولدیت وطنیت سند ہے۔ سند سے ہی متن کی پہچان ہوتی ہے۔ سند صحیح تو متن صحیح۔ اگر سند غلط یا مشکوک تو متن کو حدیث نہ کہا جائے گا۔ سند کی ہی تقسیم سے حدیث کی قسمیں بنی ہیں۔ جس متن کی سند نہ ہو محدثین کے نزدیک وہ روایت موضوع و بناوٹی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔ اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّیْنِ لَوْلَا الْاِسْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَاءَ مَاشَاءَ۔ ترجمہ: سند بیان کرنا اور سند لینا دینا دینی واجبات میں ہے اور اگر سند نہ ہو تو جو شخص بے لگام چاہے جو چاہے کہتا پھرے۔

احادیث جمع کرنا اس امت کی خصوصیت ہے

سنت قبل تدوین۔ کتاب کے صفحہ ۴ کتاب الوجیز عن شرف اصحاب الحدیث صفحہ ۳۳ پر لکھا ہوا ہے کہ امام ابوحاتم رازی نے فرمایا۔ لَمْ یَکُنْ فِیْ اُمَّةٍ مِنَ الْاُمَمِ مُنْذُ خُلِقَ آدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اُمَنَآءٌ یَحْفَظُوْنَ اٰثَارَ رَسُوْلِهٖ اِلَّا فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔ ترجمہ: کسی بھی سابقہ امت میں ایسے امین نہ ہوئے جو اپنے نبی کے حالات وآثار جمع ومحفوظ کرتے از آدم تا عیسیٰ سوائے اس امت مسلمہ کے۔ وجیز میں

Marfat.com

ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَ هٰذِهِ الْاُمَّةَ وَشَرَّفَهَا وَفَضَّلَهَا بِالْاِسْنَادِ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ مِنَ الْاُمَمِ قَدِيْمِهِمْ وَحَدِيْثِهِمْ۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے صرف اسی امت کو کرم شرف فضل بخشا سندیں ومتن احادیث اس سے پہلے کسی بھی قدیم وجدید امت کو یہ شرف حاصل نہ ہوا۔

احادیث تفسیر قرآن ہیں

آیت سے ثابت ہے کہ قرآن وحدیث دلیل ایمان ہیں اور احادیث تفسیر قرآن ہیں سورۃ نحل میں ہے۔ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (نحل: ۴۴)۔ ''ترجمہ: محبوب یہ قرآن مجید اس لئے ان پر نازل کیا گیا ہے تاکہ آپ اس کی تفسیر وتفصیل بیان فرمائیں'' اس آیت سے ثابت ہوا کہ زبان نبوی سے تلاوت ہونے والی آیات وحی متلو ہے اور اسی زبان نبوی سے ادا ہونے والی وحی مروی احادیث ہیں اور یہی جب صحابہ نے بیان فرمائیں تو وحی منقول ہیں قرآن مجید معجزہ محفوظ ہے اور احادیث معجزہ مدون ہے اور دونوں ہی سے اسلام ایمان کی فہم وتکمیل ہے۔

قرآن مجید کی حکمت سے مراد احادیث ہی ہیں

رسالہ شافعی صفحہ ۷۸ فقرہ ۲۵۲۔ قَالَ اِمَامُ شَافِعِیُّ ذَكَرَ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَهُوَ الْقُرْاٰنُ وَذَكَرَ الْحِكْمَةَ يَقُوْلُ اَهْلُ الْعِلْمِ۔ اَلْحِكْمَةُ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ۔

تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ ۴۸۶ پر ہے۔ اِنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْحِكْمَةِ فِیْ هٰذِهِ الْاٰيٰتِ هُوَ السُّنَّةُ۔

ایسے ہی تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ ۴۷ پر امام رازی نے لکھا ہے اور موطا امام مالک جلد دوم صفحہ ۸۹۹ پر حدیث نمبر ۳ ہے۔ ایسے ہی فتح الکبیر جلد دوم صفحہ ۲۷ پر ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ

Marfat.com

اَمْرَیْنِ اَوْ قَالَ شَیْئَیْنِ لِمَنْ بَعْدِیْ۔(۱) کِتَابُ اللّٰہِ(۲) وسُنَّتِیْ وَلَنْ یَفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَ عَلَی حَوْضِیْ۔ ترجمہ: بے شک آیتوں میں حکمت سے مراد سنت نبوی ہے۔ اور مروی ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میں نے تم میں بعد والوں کے لئے دو چیزیں یا فرمایا دو امر چھوڑے ہیں ایک قرآن پاک دوم احادیث۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گی یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے۔

احادیث نے قرآن مجید کی نو چیزیں سمجھائیں سکھائیں

(۱) فقہ قرآنی کے اصول سکھائے

(۲) اجمالی عبادتوں اور حکموں کی تفصیل بتائی

(۳) حج کے احمال کی تفصیل وارکان حج کی ترتیب بتائی

(۴) عموم قرآنی کی تخصیص ظاہر فرمائی و معین کی

(۵) قرآنی مطلق کو مقید فرمایا

(۶) قرآنی مقید کو مطلق کرنے کا طریقہ وجواز بتایا

(۷) قرآنی تاکیدوں وتکراروں کی وضاحت فرمائی

(۸) قرآنی اصولوں کی فروعات ظاہر فرمائیں

(۹) قرآنی قیاسات واضح فرمائے۔ مثلاً میتہ پر قیاس کر کے گدھا حرام فرمانا۔

قرآن وحدیث تین طریقوں میں سے ہر طرح ساتھ ساتھ ہیں

(اولا) موافقات میں آیت و روایت ساتھ ساتھ مثلاً فرضی عبادات اور لازمی محرمات میں قرآن وحدیث متفق ہیں۔

(دوم) اجمالات قرآنی کی تفصیلاً حدیثی تمام ساتھ ساتھ ہیں۔

Marfat.com

(سوم) محرمات قرآنی کی وجوہ حرمت پر قیاس کردہ محرمات حدیثی کی وجوہ ساتھ ساتھ ہیں۔ مثلاً لحم خنزیر کی وجہ حرمت پر اس کی چربی کھال بال دانت ہڈی کی وہ حرمت جو احادیث سے ثابت ہے یا کتے کی حرمت حدیثی۔ وغیرہ وغیرہ درجہ حرمت قطعی میں ساتھ ساتھ ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے علاوہ احکام شریعت کے ستائیس چیزیں سیرت النبی کی مثل آیات حفظ فرمائیں

(۱) اقوال نبوی (۲) افعال نبوی (۳) نبوی جاگنا (۴) نبوی سونا (۵) نبی پاک کا چلنا پھرنا (۶) کہیں قیام فرمانا (۷) سکوت وخاموشی فرمانا (۸) اقامت وطنی وعارضی کا طریقہ (۹) بیٹھنا وجلوس وقعود فرمانا (۱۰) اجتہاد نبوی کا طریقہ (۱۱) نبوی عبادات کا طریقہ ادا (۱۲) عادات کریمہ وسیرت طیبہ (۱۳) لشکر بھیجنے کا طریقہ نبوی (۱۴) غزوات میں شرکت کی طرز نبوی (۱۵) آپ کی طبعی خوش مزاجی (۱۶) زجر، جھڑک اور غصہ فرمانے کا طرز وطریقہ (۱۷) نبوی خطبات (۱۸) نبوی آداب طعام وماکولات ومشروبات نبوی (۱۹) گھریلو وخاندانی معاملات میں طرز نبوی (۲۰) سواری کرنے کے نبوی آداب (۲۱) دعوت اسلامی کے وہ خطوط ومکتوبات مقدس جو آپ نے ممالک غیر اسلامی کے امرا وسلاطین کو بھیجے (۲۲) نبوی وعدے اور ایفاء وعدہ (۲۳) نبوی پابندی میثاق وشرائط (۲۴) نبوی پابندی وحفاظت اوقات (۲۵) تعلیم امت کے لئے نبوی ورد وظائف اذکار واستغفار (۲۶) صفات وشمائل نبوی (۲۷) نبوی خلق عظیم واخلاق حسنہ

Marfat.com

بغیر وضو یا یا بلا تیمّم، احادیث پڑھنا پڑھانا کتاب حدیث کو چھونا مکروہ تنزیہی ہے (منع اور تقویٰ کے خلاف)

حضرت ضرار بن برہ صحابی سے مروی ہے اور حضرت اعمش تابعی کا ذاتی کردار اور حضرت قتادہ طبع تابعی کا حکم اور اشرف التابعین امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا وجوبی مسئلہ ہے۔ قَالَ کَانُوْا یُکْرِھُوْنَ اَنْ یُحَدِّثُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ عَلٰی غَیْرِ وَضُوْءٍ۔ ترجمہ: حضرت ضرار بن برہ صحابی فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام برا سمجھتے تھے فرمودات نبوی بغیر وضو بیان کرنا۔ وَکَانَ الْاَعْمَشُ اِذَا اَرَادَاَنْ یُّحَدِّثَ وَھُوَ عَلٰی غَیْرِ وَضُوْءٍ وَتَیَمَّمَ۔ ترجمہ: حضرت اعمش تابعی جب بھی حدیث مقدس بیان فرمانے لگتے اور وضو نہ کر سکتے تو تیمّم فرما لیتے (ورنہ وضو فرما لیتے) وَقَالَ قَتَادَۃُ لَقَدْ کَانَ نَسْتَحِبُّ اَنْ لَّا نَقْرَءَ الْاَحَادِیْثَ النَّبَوِیَّ اِلَّا عَلٰی طَھُوْرٍ اَیْ عَلٰی وَضُوْءٍ۔ کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ بعض محدثین باغسل نئے لباس کے ساتھ کھڑے ہو کر احادیث پڑھاتے اور سنتے سناتے تھے۔ اور بعض محدثین شدید تکلیف دہ بیماری کے باوجود بیٹھ کر ہی احادیث پڑھاتے اور سنتے سناتے بہت مؤدب طریقے سے سر پر ٹوپی یا عمامہ رکھ کر۔ امام اعظم وائمہ ثلاثہ کا بھی یہ تمام ادب وطہارت مشہور ہے امام مالک فرمایا کرتے تھے احادیث کا ادب ادب قرآن کی مثل ہے۔ آپ نے کبھی بھی اپنی کتاب الاحادیث مؤطا کو بغیر وضو یا تیمّم ہاتھ نہ لگایا۔

طلب احادیث کے لئے سفر کرنا محدثین کا عمل رہا ہے

معرفۃ علوم الحدیث کے صفحہ ۸ اور جامع بیان العلم وفضلہ صفحہ ۹۳ پر لکھا ہے۔ اَلرَّحلَۃُ فِی طَلَبِ الْحَدِیْثِ قَائِمَۃٌ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Marfat.com

وَسَلَّمَ وَاَمَّا فِی عَھْدِ الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَاَتْبَاعِھِمْ فَقَدْتَمَّتْ رَحَلَاتٌ کَثِیْرَۃٌ لِسَمَاعِ الْحَدِیْثِ اَوِ التَّاکُّدِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰی اٰخَرَ وَکَثِیْرًا مَّا کَانُوْا یَقْطَعُوْنَ الْمُسَافَاتَ الطَّوِیْلَۃَ۔ ترجمہ: طلب حدیث کے لئے سفر کرنا عہد نبوی میں بھی تھا (کہ کوئی کسی شہر سے آکر خود آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ مسئلہ پوچھتا یا صحابی صحابی سے) لیکن زمانۂ صحابہ وتابعین وتبع تابعین میں بہت زیادہ سفر کیے گئے احادیث مقدسہ کی سماع کے لئے یا سنی ہوئی کی توثیق وتاکید تائید ثبوت کے لئے اور بہت سے وہ بزرگ تھے جنہوں نے دراز سفر فرمائے۔

احادیث لکھنے کی ممانعت میں تین حدیثیں اور عمانعت کی وجہ اور لکھنے کی اجازت میں آٹھ حدیثیں

ممانعت کی پہلی حدیث

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکْتُبُوْا عَنِّیْ غَیْرَ الْقُرْاٰنِ۔ ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے قرآن مجید کے میری کوئی بات نہ لکھو (اس روایت کو محدثین نے ضعیف فرمایا ہے بحوالہ کتاب، اصول حدیث صفحہ ۱۵۷) یہ حدیث مسلم دوم صفحہ ۱۲۹ پر ہے۔

دوسری حدیث شریف

دوسری حدیث شریف۔ کتاب المحدث فاصل جلد چہارم صفحہ ۵ پر ہے۔ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ، اَجْھَدْنَا لِنَبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْذَنَ لَنَا کِتَابَۃَ الْحَدِیْثِ فَاَبٰی۔ ترجمہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتابت احادیث کی اجازت مانگی تو آپ نے انکار فرمادیا۔

Marfat.com

تیسری حدیث پاک

کتاب تقلید العلم جلد اول صفحہ ۳۴ پر ہے۔
فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ ہم چند شاگرد صفہ مسجد میں بیٹھے تھے اور حدیثیں لکھ رہے تھے کہ آقاء کائنات حضور اقدس ﷺ تشریف لائے اور فرمایا یہ کیا ہے جو تم لکھ رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا آپ سے سنی ہوئی احادیث لکھ رہے ہیں۔ فرمایا کتاب اللہ کے علاوہ کتاب بنارہے ہو پچھلی امتیں اسی لئے گمراہ ہوئیں تھیں کہ اللہ کی کتاب کے ساتھ دوسری باتیں بھی لکھتی تھیں۔ ممانعت کتابت کی یہ صرف تین حدیثیں ہیں اور یہ بھی صحابہ نے لکھی لکھوائیں۔ تبھی تو ہم تک پہنچیں اس کی وجہ یہ کہ صحابہ کرام منشاء ممانعت کو سمجھتے تھے وہ جانتے تھے کہ کس وجہ سے عارضی طور پر منع فرمایا جارہا ہے اس لئے شارحین نے ممانعت کی تین وجہ لکھی ہیں۔
چنانچہ فتح الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۲۱۸ پر اس کی تفصیل لکھی ہے۔
پہلی وجہ یہ کہ اس وقت قرآن مجید کی کتابت ہورہی تھی ایسا نہ ہو کہ دونوں کتابیں مخلوط ہوجائیں اور قرآن کو حدیث اور حدیث کو قرآن سمجھ لیا جائے۔
دوسری وجہ۔ احادیث کو صرف حفظ کیا جائے اور قوت حافظہ بڑھائی جائے تاکہ کتابت محض سے مکتوبہ احادیث میں منافقین گڑبڑ نہ کردیں الفاظ کی کمی زیادتی کر کے۔
تیسری وجہ، کہ کاتب ناسمجھ نافہم ہو اور کتابت غلط ہوجائے تو حافظ حدیث کے سوا کون درست کراسکتا ہے لیکن جب یہ تینوں خدشے اندیشے ختم ہو گئے تو کئی بار آقا ﷺ نے اجازت بھی عطا فرمائی۔

اجازت کتابت کی احادیث

پہلی حدیث مقدس

سنن دارمی جلد اول صفحہ ۱۲۵ پر ہے۔ عَلٰی عَبْدِاللّٰہِ ابْنِ عُمَرِوؓ ابْنِ الْعَاصِ۔ فرمایا میں احادیث نبوی لکھا کرتا تھا تو قریش مکہ کے جاہل منافقوں نے مجھے منع کیا اور کہا کہ نبی ایک بشر ہی تو ہیں

Marfat.com

لہٰذا ان کی ہر بات نہ لکھا کرو کوئی بات نسیان بھی ہو سکتی ہے۔ میں نے یہ بات آقا ﷺ سے عرض کی آپ نے جواباً فرمایا قَالَ اُکْتُبْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاخَرَجَ مِنْہُ اِلَّا الْحَقَّ، وَاَوْمَأَ بِاَصْبِعِہٖ اِلٰی فِیْہِ۔ فرمایا لکھا کرو اور اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اس زبان سے صرف حق ہی نکلتا ہے۔ خیال رہے کہ زمانہ صحابہ میں منافقین کی تین نشانیاں ظاہراً مشہور تھیں (۱) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے جیسا بشر کہنا (۲) نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودات کو اہمیت نہ دینا منکرین حدیث ہونا (۳) نبی کریم ﷺ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جانا کسی کسی وقت۔ صحابہ کرام اور تابعین تبع تابعین تو دیوار حجرہ وروضہ کی طرف بھی پیٹھ نہ کرتے تھے (از سیرت امام مالک مطبع مصر)۔

دوسری حدیث پاک فتح الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۲۱۷ پر ہے کہ فرماتے ہیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ میں نے سب سے زیادہ احادیث حفظ کی تھیں اور عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ لکھی تھیں۔

تیسری حدیث پاک ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۲۷ پر ہے۔ فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک انصاری شخص احادیث سنتا مگر بھول جاتا۔ اس نے آقا ﷺ سے اپنی یہ حالت عرض کی۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتَعِنْ عَلٰی حِفْظِکَ بِیَمِیْنِکَ یعنی اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی یادداشت پر مدد لیا کرو۔ مراد ہے کہ لکھ لیا کرو۔

چوتھی حدیث پاک کتاب تقیید العلم صفحہ ۲۷ پر ہے۔ عَنْ رَّافِعِ ابْنِ خَدِیْجٍ اَنَّہٗ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا نَسْمَعُ مِنْکَ اَشْیَاءَ اَفَنَکْتُبُھَا قَالَ اُکْتُبُوْا وَلَا حَرَجَ۔ ترجمہ: روایت ہے رافع ابن

Marfat.com

خدیج سے انہوں نے فرمایا کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم آپ سے بہت سی باتیں سنتے ہیں تو کیا ہم وہ باتیں لکھ لیا کریں۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضرور لکھا کرو کوئی حرج نہیں ہے۔

پانچویں حدیث پاک

کتاب جامع اخلاق راوی و آداب سامع صفحہ ۴۴ پر ہے۔ عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَیِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْکِتَابِ۔ ترجمہ، حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علم کو لکھ کر محفوظ کرلو۔

چھٹی حدیث پاک

جامع بیان العلم و فضلہ جلد اول صفحہ ۷۱ پر رُوِیَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَتَبَ کِتَابَ الصَّدَقَاتِ وَالدِّیَاتِ وَالْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ وَغَیْرِہٖ۔ ترجمہ: آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمرو بن حزم کے لئے چار مسائل کی حدیثوں کو لکھا۔ صدقات، دیات، علم میراث اور سنتوں کا علم۔

ساتویں حدیث پاک

مسند امام احمد بن حنبل بارہویں جلد صفحہ ۲۳۲ پر۔ فتح الباری شرح بخاری جلد اول صفحہ ۲۱۷ پر ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے دن آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا بعد خطبہ ایک یمنی صحابی نے عرض کیا کھڑے ہوکر۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُکْتُبُوْالِیْ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُکْتُبُوْالَہٗ۔ ترجمہ: یا رسول اللہ یہ باتیں مجھے لکھ دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے لئے لکھ دو اس حدیث کے بارے میں ابو عبدالرحمن عبداللہ ابن احمد نے فرمایا کہ کتابت احادیث کے جواز وثبوت میں اس سے زیادہ کوئی دوسری حدیث صحیح ومشہور نہیں کیونکہ یہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یمنی شخص ابوشاہ

Marfat.com

کے لئے خود ارشاد فرمایا۔ اُکْتُبُوْا لِاَبِیْ شَاہ، نیز مجمع عام میں یہ بات ہزاروں نے سنی جس کی وجہ سے یہ حدیث متواتر بالسماع ہوگئی۔

آٹھویں حدیث پاک مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۲۵۷ پر ہے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتابت احادیث یا وصیت کے لئے وفات کے وقت کاغذ منگوایا کہ کاغذ لاؤ کچھ لکھوادوں۔ یہ بھی احادیث لکھنے کا واضح جواز وثبوت ہے۔

کتابت احادیث کے پانچ زمانے

تذکرۃ الحفاظ جلد اول صفحہ ۱۱۲ پر لکھا ہے کہ احادیث لکھنے کا پہلا زمانہ، دور نبوی ہے، دوسرا دور زمانہ صحابہ ہے، سنن دارمی جلد اول صفحہ ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ رواج کتابت احادیث تابعین کا دور ہے اور مقدمہ ابن صلاح جلد اول صفحہ ۱۷۱ پر ہے کہ کتابت حدیث کا چوتھا زمانہ بارہ خلفاء مطلق کا دور سلطنت ہے۔ تیسرے خلیفہ مطلق الشاہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ اہتمام کتابت فرمایا۔ کتاب محدث فاصل صفحہ ۸۹۲ پر ہے کہ کتابت حدیث اور تصنیفات کتب احادیث کا پانچواں زمانہ محدثین عظام کا ہے۔ ان میں سب سے پہلے امام عبدالملک ابن جریج بصری پھر امام مالک مدنی پھر امام شافعی، لیکن مسندات میں سب سے پہلے اور سب کتب حدیث میں مکمل صحیح مسند امام اعظم پھر موطا امام محمد ہے۔

اہلیت اور تحمل احادیث کی چار شرطیں اور آٹھ طریقے

امام زہیر بن حرب کی کتاب العلم میں صفحہ ۱۹۰ پر ہے کہ طالب علم میں چار شرطیں ہوں تو اس کا حدیث پڑھنا پڑھانا اجازت پانا شائع کرنا جائز ہے اسی پڑھنے پڑھانے میں استاذ شیخ سے اجازت پانے کو تحمل حدیث کہتے ہیں۔

پہلی شرط: فہم سمجھ ہونا اگرچہ پانچ برس کا نابالغ بچہ ہو۔

Marfat.com

شرط دوم: طالب حدیث کی عقل پختہ حافظہ تیز ہو۔

شرط سوم: نظم وضبط والا ہو۔

شرط چہارم: متقی صحیح العقیدہ اور دیانت دار امین ہو۔

تحمل کا پہلا طریقہ: سماع یعنی شیخ استاد پڑھے طالب علم شاگرد سنے۔

طریقہ دوم: قرئت یعنی شاگرد پڑھے استاد سنے۔

طریقہ سوم: اجازت

طریقہ چہارم: مناولت یہ ہے کہ شیخ اپنے شاگرد سے کہے یہ میری کتاب احادیث تم لے لو اور یا پڑھ کر سنائے مگر نہ اَرْوِہ عَنِّی کہے نہ اَجَزْتُکَ کہے یعنی روایت کرنے کی اجازت نہ دے۔

طریقہ پنجم: مکاتبت یہ کہ شیخ لکھ کر دے یا پہلے سے ہی لکھی ہو۔ اجازت روایت بھی دے۔

طریقہ ششم: اعلام یہ ہے کہ شیخ اپنے شاگرد کو صرف بتائے کہ یہ کتاب میری مرویات ہیں میں نے فلاں شیخ سے سنیں اور اجازت لی مگر اپنے اس شاگرد کو اجازت دینے کا ذکر نہ کرے۔

طریقہ ہفتم: وصیت یہ ہے کہ شیخ کسی سے کہے کہ میرے سفر پر جانے یا مرنے کے بعد میرا یہ اجازت نامہ فلاں شاگرد کو پہنچانا ملنے پر شاگرد استاد کی تحریر پہچان لے۔

طریقہ ہشتم: وجادہ یہ ہے کہ کسی محدث کو کسی محدث کی کتاب ملی اور اس نے اس کی تحریر پہچان لی نہ ملاقات نہ ہم زمانہ نہ سماعت نہ اجازت ملی نہ مناولت نہ اعلام۔ لفظ وجادہ وجدان سے بنا ہے۔

Marfat.com

اداءاحادیث کی سترہ شرطیں

(۱) راوی مسلمان ہو کافر کی روایت محدثین کے نزدیک معتبر نہیں ہے

(۲) عالم باشریعت ہو صوفی کی روایت معتبر نہیں

(۳) راوی صحیح العقیدہ اہلسنت ہو۔ بدعقیدہ رافضی خارجی کی روایت معتبر نہیں۔

(۴) راوی بالغ ہو اگرچہ حدیث اپنی سمجھدار نابالغی مین سنی ہو۔

(۵) عاقل ہو، مجنون ومجذوب کی روایت معتبر نہیں۔

(۶) عادل یعنی ثقہ ہو۔

(۷) ہوشیار و ہوشمند حدیث سننے سنانے کے آداب کا شعور ہو اگرچہ لکھا پڑھا نہ ہو۔

(۸) معرفت اشیاء یعنی ہر اچھائی برائی کی پہچان ہو۔

(۹) زکاوت والا ہو یعنی ذہنی خیالات طیب وطاہر صاف وپاکیزہ ہوں۔

(۱۰) صغیرہ کبیرہ گناہوں سے مکمل نفرت کرنے والا ہو۔

(۱۱) قلبی ذہنی جسمانی صحت مند قوت والا ہو۔

(۱۲) راوی حاضر دماغ ہو۔

(۱۳) حافظہ قوی اور تیز ہو۔

(۱۴) اچھا لکھنا جانتا ہو۔

(۱۵) اس کے تمام شیوخ اور استاد بھی ثقہ ہوں انہی شرائط سے۔

(۱۶) کانوں کی سماعت درست ہو۔ بہرا نہ ہو۔

(۱۷) نیک دوست اور صحبت صالحین والا ہو۔ بری صحبتوں میں رہنے والا راوی معتبر نہیں۔

Marfat.com

جرح وتعدیل کا قرآنی ثبوت اور
جرح وتعدیل کا لغوی اور اصطلاحی معنی

سورۃ الحجرات میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ۝۶ (الحجرات:۶) ''ترجمہ: اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق شخص کوئی خبر لائے تو چھان بین تحقیق تفتیش کر لیا کرو تا کہ کسی قوم کی طرف سے جہالت کی مصیبت کو نہ پہنچو تم پھر تم اپنے بے تحقیق کیے پر نادم وشرمندہ ہو کر پچھتاؤ''۔ اس آیت سے ہر قسم کی جرح وتعدیل کا ثبوت ہے محدثانہ ہو یا قاضیانہ یا مفتیانہ، لغت کی مشہور کتاب لسان العرب جلد سوم مادہ جرح صفحہ ۲۴۶ پر ہے۔ جرح کا معنی زخمی کرنا ہتھیار سے یا زبان کے طعن وتکذیب سے اصطلاحی معنی ہے راوی کے عیب بیان کرنا مثلاً

(۱) گھٹیا پیشہ ہے قوم کا کمی ہے غلام ہے دباؤ میں آ کر کچھ بھی کسی کی مرضی کا کہہ سکتا ہے یا لالچی ہے۔

(۲) کاذب ہے کذاب ہے۔

(۳) بے عقل ہے بے فہم ہے۔

(۴) کند ذہن ہے۔

ان عیوب سے مجروح ہو کر راوی عادل وثقہ نہیں رہتا۔ تعدیل کا لغوی معنی لسان العرب جلد تیرہویں مادہ عدل ۴۵۶ کسی کی اچھائی اور عدل، نیکی تقویٰ، مقبول الشہادت ہونا بیان کرنا۔ اصطلاحی معنی ہے راوی کو ثقہ عادل ثابت کرنا۔

جرح وتعدیل کی انیس شرطیں اور مہذبانہ الفاظ ناقدین

کتاب جامع اخلاق راوی صفحہ ۱۶۱ پر ہے تنقید کی سترہ شرطیں ہیں جو ناقد پر لازم

Marfat.com

ہیں (۱) ناقد عادل ہو (۲) حافظہ درست اور قوی ہو (۳) ضبط و نظم صحیح ہو (۴) ناقد امین ہو (۵) مسلمان ہو (۶) صحیح العقیدہ سنی ہو (۷) متقی ہو (۸) باریک بین ہو (۹) مہذب طریقے سے جرح کی جائے سخت الفاظ ترش لہجہ نہ ہو (۱۰) جرح میں عیوب راوی کی تفصیل ہونی چاہیے (۱۱) لیکن تعدیل میں اجمال ہو اچھائیوں کی تفصیل نہ ہونی چاہیے یعنی ضروری نہیں (۱۲) نقاد عالم عادل متقی سچا ہو، نہ خود مجروح ہو نہ مذہبی متعصب نہ ذاتی دشمن نہ مسلکاً مخالف (۱۳) نقاد و ناقد عدالت و تقوے میں مشہور ہو۔ اور جس راوی کی تحقیق کر رہا ہے وہ راوی اپنی اچھائی یا برائی میں مشہور ہو یا عادی ہو (۱۴) تعارض وٹکراؤ جرح و تعدیل کی صورت میں تعدیل معتبر و مقدم ہوتی ہے (۱۵) لیکن زمانوں کی وجہ سے ہو تو تعارض معتبر نہ ہو گا فیصلہ دلائل پر اور بعد کے حالات پر ہو گا (۱۶) راوی مجہول نہ ہو اس کا نام ولدیت وطن ظاہر و معلوم ہو جس سے کوئی ایک یا دو ثقہ راوی روایت لیں وہ مجہول نہیں ہوتا وہ عادل اس کی جرح نا منظور تعدیل منظور ہے (۱۷) وہ مستور الحال راوی جس کی کوئی ناقد جرح یا تعدیل نہ کر سکے محدثین کے نزدیک معتبر ہے (۱۸) کسی راوی کا ثقہ سے ہی روایت لینا یہ اس کی تعدیل ہے (۱۹) کسی عادل ثقہ راوی کا کسی مبہم نام سے یا بے نام سے روایت لینا بیان کرنا یہ اس کی جرح یعنی برائی ہے۔

جرح و تعدیل کے الفاظ

جامع الاحوال جلد دوم ۹۶ پر ہے کہ جرح میں اس قسم کے الفاظ کہنا جائز ہیں

(۱) هَذَا الرَّاوِیُ فِیُ غَفُلَةٍ

(۲) فِیُ کَثُرَتِ وَهُمٍ

(۳) فِیُ اِخُتِلَاطٍ

(۴) فِیُ عَدَمِ ضَبُطٍ

Marfat.com

(۵) مَشْهُوْرٌ فِیْ کِذْبٍ اَوْ فِسْقٍ

(۶) فَلَانٌ وَضَّاعٌ

(۷) اَوْ کَذَّابٌ

(۸) اَوْ یَفْتَرِی الْکِذْبَ عَلَی الصَّحَابَةِ

(۹) فَلَانٌ سُوْءُ الْعَقِیْدَةِ

(۱۰) فَلَانٌ ضَالٌّ مُّضِلٌّ

(۱۱) فَلَانٌ یُکْذِبُ الْحَدِیْثَ

(۱۲) اَوْ یَضَعُ الْحَدِیْثَ

تعدیل میں اس طرح کے الفاظ بولنے چاہیے

(۱) هٰذَا اَمِیْنٌ

(۲) صَادِقٌ

(۳) ذُو حِفْظٍ

(۴) ذُوْ ضَبْطٍ

(۵) عَادِلٌ

(۶) ثِقَةٌ

(۷) مُتَّقِیٌّ

(۸) ذُوْفَهْمٍ

(۹) یہ ثقہ سے ہی روایتیں لیتا ہے۔

(۱۰) مَقْبُوْلٌ مُعْتَبَرٌ۔

جھوٹی احادیث بنانے والے کافر اور واجب القتل ہیں

کتاب اختصار علوم الحدیث صفحہ ۱۱۳ پر ہے کہ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا

Marfat.com

فَلْيَتبوّا مَقْعَدَهٗ فِي النَّارِ۔ یہ حدیث مقدس متواتر ہے اس لئے۔ لِكُلِّ هٰذَا ذَهَبَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ اِلٰى تَكْفِيْرِ مُتَعَمِّدِ الْكِذْبِ فِي الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ حَتّٰى بَعْضُهُمْ اَوْجَبَ قَتْلَهٗ۔ ترجمہ: چونکہ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ والی حدیث متواتر ہے اسی لئے بعض بڑے علماء نے جھوٹی حدیث بنانے والے کو کافر کہا ہے۔ یہاں تک کہ بعض علما نے اس کو واجب القتل بھی فرمایا ہے۔

تعلیل حدیث کا بیان اور تعلیل کا لغوی و اصطلاحی معنی

لغت کی کتاب لسان العرب تیرھویں جلد۔ مادہ علل صفحہ ۴۹۸ پر ہے۔ العلة. ای مرض و ضعفه۔ یعنی علت کا اصلی معنی ہے بیماری اور بیماری کی کمزوری۔ علت کا اصطلاحی معنی ہے کسی حدیث پاک کی سند یا متن میں ثقہ راوی کی طرف سے کوئی بھول نسیان سے کمزوری یا غبار آ جانا۔ احادیث کی ان علتوں کمزوریوں کو معلوم کرنا بہت ہی اہم اور مشکل ادق علم ہے۔ چاندی سونے کی پرکھ و جانچ سے بھی زیادہ باریک بینی، اسی لئے محدثین اس علم تعلیل کو اشرف العلوم کہتے ہیں۔ حدیث میں علت ہونے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

پہلی یہ کہ سند میں غلطی ہو۔

دوم یہ کہ متن میں غلطی ہو۔

سوم یہ کہ دونوں میں غلطی ہو۔

سند میں غلطی ہو جانے کی مثال جیسے کہ ایک سند اس طرح بیان کی گئی۔ عَنْ يَّعْلَى بْنِ عُبَيْدِ اللهِ الطَّنَافِسِيِّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِاللهِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، حالانکہ حضرت سفیان کے شیوخ میں عمرو بن دینار کوئی نہیں بلکہ عبداللہ بن دینار تھے۔ یعلی سے یہاں سند میں یہ غلطی ہوئی کہ عبداللہ کے بجائے عمرو لکھ دیا اور یہی غلطی علت حدیث بن گئی۔

Marfat.com

متن میں علت کی مثال۔ قَالَ سَھْلٌ حَدَّثَنَا عَوْنُ ابْنُ عَبْدِاللّٰہِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ اِذَا کَانَ فِی الْمَجْلِسِ بَغْطٌ۔ فَیَقُوْلُ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ (الخ) ترجمہ، فرمایا حضرت سہل نے کہ حدیث بیان فرمائی ہم سے عون ابن عبداللہ نے وہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا جس مجلس میں بیہودہ باتیں کی گئی ہوں تو اٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔ سُبْحَانَکَ اَللّٰھُمَّ (آخرتک) تو اللہ تعالیٰ اس دعا واستغفار وتوبہ کی برکت سے اس مجلس کے گناہ بخش دے گا۔ اس حدیث میں سہل سے یہ غلطی ہوئی کہ اس دعا پڑھنے کے حکم کو نبی کریم ﷺ کا فرمان بتا دیا حالانکہ یہ عون بن عبداللہ صحابی کا اپنا فرمان ہے نہ کہ آقا ﷺ کا۔ اس غلطی کی وجہ سے اس حدیث میں علت پیدا ہوگئی۔ اور جس حدیث میں علت ہو اس کو معلول کہتے ہیں۔

احادیث متواتر پر عمل واجب ہے تارک عمل فاسق ہے حدیث متواتر کا منکر کافر ہے

علامہ امام ابن حزم کی کتاب الاحکام صفحہ ۹۳ پر ہے۔ اَلْحَدِیْثُ الْمُتَوَاتِرُ وَھُوَ مَارَوَاہُ جَمْعٌ تُحِیْلُ الْعَادَۃَ تَوَاطُؤُھُمْ عَلَی الْکِذْبِ عَنْ مِّثْلِھِمْ مِنْ اَوَّلِ السَّنَدِ اِلٰی مُنْتَھَا۔ عَلٰی اَنْ لَّا یَخْتَلَّ ھٰذَا الْجَمْعُ فِیْ اَیِّ طَبْقَۃٍ مِنْ طَبْقَاتِ السَّنَدِ۔ وَھٰذَا النَّوْعُ قَطْعِیُّ الثُّبُوْتِ وَھُوَ بِمَنْزِلَۃِ الْعِیَانِ یَجِبُ الْعَمَلُ بِہٖ وَیَکْفُرُ جَاحِدُہٗ وَالتَّوَاتِرُ اَعْلٰی مَرَاتِبُ النَّقْلِ وَیَنْقَسِمُ الْمُتَوَاتِرُ اِلٰی تَوَاتِرٍ نَفْظِیٍّ وَتَوَاتِرِ مَعْنَوِیٍّ۔ ترجمہ: متواتر حدیث وہ ہے جس کو اتنی بڑی جماعت روایت فرمائے کہ عادۃ عقلاً کسی کا قلب سلیم ان کو جھوٹا نہ کہہ سکے کہ اتنے بہت سے لوگ تو جھوٹ نہیں بول سکتے سند کے ابتدا سے انتہا تک راویوں کی کثرت مثلاً اس

Marfat.com

حدیث کی چالیس یا پچاس سندیں ہیں۔ اور پھر سندوں کے طبقوں میں سے کسی طبقے میں کوئی خلل نہ ہو یعنی غلط راوی نہ ہو۔ اس قسم کی احادیث قطعی الثبوت ہوتی ہیں۔ اور یہ احادیث ان چیزوں کے درجے میں ہیں جن پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور ان کا انکار کفر ہوتا ہے یعنی متواتر احادیث آیات قرانی کی مثل ہیں۔ اور تواتر منقولات و مرویات کا سب سے اعلیٰ مرتبہ ہے اور متواتر احادیث کی دو قسمیں ہیں (۱) تواتر لفظی جس میں ہر سند کا متن ایک جیسے لفظ ہوں زیر زبر حروف نہ بدلے ہوں (۲) تواتر معنوی جس میں ہم معنیٰ لفظوں کا کچھ تغیر ہو مگر معنیٰ مفہوم و منشا ایک ہی رہے۔

احادیث مشہورہ پر عمل واجب ہے تارک گناہگار فاسق ہے اور منکر گمراہ ہے مگر کافر نہیں

اصول التشریح الاسلامی صفحہ ۳۹ اور کتاب مدخال الی السند وعلومها صفحہ ۵۰ پر ہے۔ اَلْحدِیْثُ الْمَشْهُوْرُ دُوْنَ الْمَتَوَاتِرِ فَیَجِبُ الْعَمَلُ بِهٖ لٰکِنَّهٗ لَا یَکْفُرُ جَاحِدُهٗ۔ ترجمہ: حدیث مشہور باعتبار سندوں کی کثرت کے متواتر احادیث سے کم درجے پر ہے۔ اس پر عمل واجب ہے لیکن اس کا منکر کافر نہ ہوگا۔

خبر واحد کا مرتبہ اور حکم

اَلْخَبَرُ الْوَاحِدُ وَهُوَ مَارَوَاهُ الْوَاحِدُ اَوِ الْاِ ثْنَانِ وَهُوَ دُوْنَ الْمُتَوَاتِرِ وَالْمَشْهُوْرِ وَحُکْمُهٗ وُجُوْبُ الْعَمَلِ بِهٖ مَتٰی تَوَفَّرَتْ فِیْهِ شُرُوْطُ الْقُبُوْلِ وَاِلَّا یُتْرَکَ بِالْقِیَاسِ۔ ترجمہ: خبر واحد وہ حدیث ہے جس کو ایک یا دو راویوں نے ہی روایت کیا ہو اور وہ متواتر و مشہور حدیث سے کم مرتبے پر ہوتی ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ جب اس میں قبولیت کی محدثانہ شرطیں پوری ہوں تو اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر پوری نہ ہوں تو قیاس کے مقابل چھوڑ دی جاتی ہے۔ ایسے ہی اصول فقہ

Marfat.com

کی مشہور کتاب نورالانوار کے صفحہ ۱۷۸ پر بھی ایسا ہی ہے۔

صحیح حدیث کی پانچ شرطیں

کتاب تدریب الراوی جلد اول صفحہ ۲۲ پر ہے کہ جس حدیث میں پانچ چیزیں ہوں گی وہ حدیث صحیح کے مرتبے پر ہے

اولاً اس کی سند بالکل متصل و مکمل ہو کہیں کوئی راوی سے چھوٹ نہ گیا ہو۔

دوم اس کی سند کے تمام راوی باضابطہ اور ہوشیار ہوں۔

سوم تمام راوی عادل ہوں یعنی متقی صحیح العقیدہ سنی بااخلاق ہوں، بدعقیدہ یا فاسق معلن اور بداخلاق نہ ہوں۔

چہارم یہ کہ وہ متن روایت ثقہ روایتوں کے خلاف نہ ہو شاذ بھی نہ ہو۔

پنجم یہ کہ روایت کی سند یا متن میں کوئی علت نہ ہو۔

حدیث مرسل کی چار قسمیں

کتاب الکفایہ فی اصول الروایہ صفحہ ۴۰۴ پر ہے کہ چار قسم کے راویوں کی مرویات کو حدیث مرسل کہا جاتا ہے۔

پہلی قسم تابعی فرمائے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

دوسری قسم صغیر اور نابالغ سمجھدار تابعی یہ فرمائے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

قسم سوم تابعی فقیہ مشہور و معتبر متبحر عالم ہو وہ کہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

قسم چہارم صحابی نابالغ صغیر نے نبی کریم ﷺ سے خود نہ سنا، کسی صحابی سے نقل فرمائی۔

مدلس کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور اس کا حکم محدثین کے نزدیک

رسالہ امام شافعی صفحہ ۳۷۹ پر ہے لفظ تدلیس دلس سے بنا ہے دلس کا لغوی معنی ہے

Marfat.com

ظلمۃ اندھیرا ہونا۔ تدلیس تظلیم اندھیرا کرنا عیب چھپانا۔ کسی کو اندھیرے میں رکھنا مثلاً تدلیس التجارت، تجارتی مال کے عیب چھپانا، گاہک کو اندھیرے میں رکھنا ظاہر کچھ باطن کچھ محدثین کی اصطلاح میں تدلیس یہ ہے کہ راوی کسی وجہ سے اپنے شیخ کا نام نہ لے یا وہ شیخ غیر مشہور ہو یا چھوٹی عمر کا ہو اور اس کی جگہ دوسرے شیخ یا شیخ کے شیخ کا نام لے یہ طریقہ زنا سے بدتر گناہ کہا گیا ہے۔ تدلیس کرنے والے کی تمام روایتیں مردود شدید ہیں۔ تدلیس کی چار قسمیں

(۱) تدلیس السند یہ کہ جس کی ہم زمانہ شیخ سے ملاقات ہی نہ ہو اور کہے کہ میں نے اس سے حدیث سنی ہے۔ جس سے ملاقات ثابت ہو اس سے سماعت ثابت نہ ہو۔

(۲) تدلیس الشیخ یہ کہ راوی اپنے اصل شیخ کا نام نہ لکھے ضعیف یا صغیر ہونے کی وجہ سے بلکہ نام کی جگہ غیر معروف یا وصف لکھ دے۔ محدثین فرماتے ہیں کہ سند میں شیخ واستاد مثل والد کے ہے لہٰذا شیخ بدلنا مثل والد کا بدلنا ہے۔

(۳) تدلیس البلد۔ یہ کہ راوی کسی شہر کا نام لے کر اس سے مراد اس کی ہم نام یا ہم معنی مشابہ جگہ مراد لے مثلاً۔ ماوراء النہر شہر کہہ کر نہر دجلہ کا ماسوا مراد یا پاکستان پنجاب کا گجرات شہر کہہ کر انڈیا کا صوبہ مراد لے۔

(۴) تدلیس التسویۃ یہ ہے کہ راوی محض تحسین حدیث کے لئے اپنی غیر ثقہ روایت میں ایسی برابری ظاہر کرے کہ ثقہ راویوں سے متصل معلوم ہو۔ مثلاً کہے کہ شیخ نے اپنے اوپر کے ثقہ شیخ سے یہ سنی ہے حالانکہ ایسا نہ ہو۔

مضطرب کا لغوی و اصطلاحی معنی اس کا حکم اس کی پانچ قسمیں

تدریب الراوی جلد اول صفحہ ۲۷۱ پر ہے کہ اضطراب کا لغوی معنی ہے تضاد بیانی اور گڑ بڑ۔ محدثین کی اصطلاح میں مضطرب وہ روایت ہے جو چند سندوں سے مروی ہو اور

Marfat.com

سب ایک برابری درجے پر ہوں ایک دوسرے سے مخالف ہوں۔ محدثین کے نزدیک مضطرب روایت ضعیف ناقابل قبول ہے۔ اس کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) مضطرب فی السند

(۲) مضطرب فی المتن

(۳) مضطرب فی السند والمتن

(۴) مضطرب وحدت یعنی سند کی ایک جگہ اور متن کے ایک لفظ میں اضطراب ہو

(۵) مضطرب کثرت یعنی سند یا متن میں چند جگہ اضطراب ہو۔

حدیث مقلوب کی تعریف اور حکم اور قسمیں

تدریب الراوی جلد اول صفحہ ۱۹۱ پر ہے۔ مقلوب وہ ثقہ روایت ہے جس کو دو سندوں سے روایت کیا گیا ہو، لیکن راوی کا نام یا ولدیت آگے پیچھے ہو جائے یا متن کے الفاظ آگے پیچھے ہو جائیں اس کی دس قسمیں ہیں۔

(۱) مقلوب فی السند مثلاً ایک سند میں ہے عن مرہ بن کعب اور بعد والی سند میں ہے عن کعب بن مرہ۔

(۲) مقلوب المتن کی مثال۔ ایک متن میں ہے۔ حَتّٰی لَا تَعلَمَ شِمَالُہٗ مَایُنفِقُ یَمِینُہٗ۔ ترجمہ: صدقہ اس طرح دیا جائے کہ الٹا بایاں ہاتھ نہ جان سکے کہ سیدھے دائیں ہاتھ نے کیا خیرات کیا۔ مگر دوسرے بعد والے متن میں ہے حَتّٰی لَا تَعلَمَ یَمِینُہٗ مَا یُنفِقُ شِمَالُہٗ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ سند میں محدثانہ اور متن میں فقیہانہ تفتیش کے بعد جو صحیح نکلے وہ معتبر ہوگی۔ یہاں بیان کردہ مقلوب المتن میں لَا تَعلَمَ شِمَالُہٗ والی معتبر ہوگی کیونکہ یمین (دائیں ہاتھ) سے ہی صدقہ دینا سنت ہے۔

(۳) غلطی سے مقلوب فی السند۔

Marfat.com

(۴) غلطی سے مقلوب فی المتن۔

(۵) غفلت سے مقلوب فی السند۔

(۶) غفلت سے مقلوب فی المتن۔

(۷) عمداً شرارۃً مقلوب فی السند۔

(۸) عمداً شراۃً مقلوب فی المتن۔

(۹) امتحاناً مقلوب فی السند۔

(۱۰) امتحاناً مقلوب فی المتن۔

ضعیف احادیث کی اقسام

تدریب الراوی جلد اول صفحہ ۱۱۷ پر ہے کہ محدثین عظام بارہ قسم کی روایتوں کو ضعیف میں شمار فرماتے ہیں

(۱) حدیث مرسل

(۲) حدیث منقطع

(۳) حدیث معضل

(۴) حدث مدلس

(۵) حدیث معلّل

(۶) حدیث مضعف

(۷) حدیث مضطرب

(۸) حدیث مقلوب

(۹) حدیث شاذ

(۱۰) منکر

(۱۱) حدیث متروک

Marfat.com

(۱۲) حدیث مطروح

عالی ونازل کی تعریف وحکم اور پانچ پانچ قسمیں

لفظ عالی کا لغوی معنی اوپر جانے والا نازل کا لغوی معنی نیچے اترنے والا۔ محدثین کی اصطلاح میں عالی وہ حدیث ہے جس کی سند میں انتہا پر راوی کم ہوں جس حدیث کی سند میں رجال کم ہوں مگر نبی کریم ﷺ تک پہنچیں یعنی راوی حدیث کے اوپر تک اتصال ہو۔ جیسے مسند امام اعظم کی مرویات۔

نازل کا اصطلاحی معنی وہ حدیث جس کی سند میں ابتداء راوی کم ہوں نبی کریم ﷺ تک نہ پہنچیں اس کی سند میں رجال کم ہوں مگر نیچے محدث تک پہنچیں یعنی عمر کی سن اور ملاقات کے اعتبار سے سند میں راوی حدیث سے محدث تک اتصال ہو۔

حدیث عالی اور حدیث نازل کا فقہی حکم راویوں کے حال سے حدیث کا حکم ہوگا راوی ضعیف تو متن ضعیف وغیرہ یعنی راوی صحیح وضعیف ہونے سے حدیث صحیح وضعیف۔ کتاب کی قوت سے بھی عالی ونازل کا اعتماد بڑھتا ہے مثلاً بخاری ومسلم کی عالی ونازل دوسری کتب کی عالی ونازل سے زیادہ معتبر ہیں۔

عالی کی پانچ قسمیں

(۱) عالی مطلق ہر لحاظ سے بلا قید نہ نسبت نہ اضافت نہ قید تقدم نہ قید تاخر

(۲) عالی نسبتی کثیر ثقہ

(۳) عالی اضافت کسی چیز کی طرف مثلاً کثرت حفظ رجال

(۴) عالی تقدم وفات یعنی ایک متن کی دو سندیں ایک سند کے شیوخ کی پہلے وفات ہوئی دوسری سند کی شیوخ کی بعد میں وفات ہوئی پہلی سند کے رجال کثیر فقیہ ہوں دوسری کے کم

Marfat.com

(۵) عالی تقدم سماع رجال مشہور ہوں ضبط کثیر میں۔ یعنی ایک روایت کی دو سندیں ایک شیخ سے، ایک سند کے رجال نے اپنے اپنے شیخ سے پہلے حدیث سنی دوسری سند کے رجال نے بعد میں سنی پہلی سند کے رجال ضابطے میں مشہور ہوں۔

حدیث نازل کی بھی پانچ قسمیں

(۱) نازل مطلق قلیل سماعت ہوئی شیخ سے

(۲) نازل نسبت الی شئی، شیخ سے سماعت دیر میں ہوئی

(۳) نازل اضافت الی شئی اوراس کے رجال کم حافظے والے

(۴) نازل تقدم وفات اس کے رجال کم فقیہ یا غیرفقیہ

(۵) نازل تقدم سماع رجال غیرمشہور۔

وہ سات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو محدثین مکثرین تھے ان کی تعداد مرویات، ان کی ولادت ان کی وفات

(۱) حضرت عبدالرحمٰن ابن صخر الدوسی الیمانی یعنی ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی مرویات پانچ ہزار تین سو چوہتر ان کی ولادت ۱۹ قبل ہجرت اور وفات ۵۹ھ کل عمر ۷۹ سال۔ غزوہ خیبر میں اسلام لائے۔

(۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی مرویات دو ہزار چھ سو تیس ولادت ۱۰ قبل ہجرت وفات ۷۳ھ کل عمر تراسی سال۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مرویات دو ہزار دو سو چھیاسی ہیں آپ کی ولادت ۱۰ قبل ہجرت وفات ۹۳ ہجری کل عمر ایک سو تین سال۔

(۴) حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی مرویات دو ہزار دو سو دس آپ کی ولادت ۹ قبل ہجرت وفات ۵۸ھ کل عمر چھیاسٹھ سال۔

Marfat.com

(۵) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، آپ کی مرویات ایک ہزار چھ سو ساٹھ آپ کی ولادت ۳ قبل ہجرت وفات ۶۸ھ کل عمر اکہتر سال۔

(۶) حضرت جابر ابن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی مرویات ایک ہزار پانچ سو چالیس آپ کی ولادت ۶ قبل ہجرت آپ کی وفات ۷۸ھ کل عمر چوراسی سال۔

(۷) حضرت ابوسعید خدری سعد ابن مالک ابن سان الانصاری آپ کی مرویات ایک ہزار ایک سو ستر آپ کی ولادت ۱۲ قبل ہجرت آپ کی وفات ۷۴ھ کل عمر پچاسی سال (از اسماء الرواۃ صحابہ لابن حزم صفحہ ۲۷۵)

باعتبار ملاقات صحابہ تابعین کے پندرہ طبقے ہیں لیکن صرف پانچ مشہور و مذکور ہیں

(۱) بصرہ کے تابعین ملاقات صحابی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۲) کوفہ کے تابعین ان کی ملاقات صحابی حضرت عبداللہ ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۳) مدینہ منورہ کے تابعین ان کی ملاقات صحابی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۴) مصر کے تابعین ان کی ملاقات صحابی حضرت عبداللہ ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۵) ملک شام کے تابعین ان کی ملاقات صحابی حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اشرف التابعین اویس قرنی اور امام اعظم ابوحنیفہ۔

Marfat.com

مخضرم تابعی کون ہیں

وہ تابعی جس نے آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ پایا مسلمان ہوا مگر زیارت نبوی سے مشرف ہو کر صحابی نہ بن سکا اور صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا یہ مخضرم سینتالیس (۴۷) ہوئے کتاب معرفت علوم الحدیث صفحہ ۴۲ میں ایسا ہی لکھا ہے چار مخضرم تابعی مشہور ہوئے۔ پہلے نجاشی بادشاہ دوم اویس قرنی سوم ابو رجاء عطاردی چہارم حضرت سدید بن غفلہ۔ لفظ مخضرم کی جمع مخضرمون ہے۔

(از کتاب معارف علوم الحدیث صفحہ ۱۴)

سب سے زیادہ جھوٹی حدیثیں شیعوں نے بنائیں پھر ان کے مقابلے میں خارجیوں نے بنائیں

شرح نہج البلاغہ لابن حدید جلد سوم صفحہ ۲۶ پر معتبر شیعہ امام علامہ ابن حدید نے لکھا ہے کہ اِنَّ اَصلَ الْاَکَاذِیْبِ فِیْ اَحَادِیْثِ الْفَضَائِلِ کَانَ مِنْ جِھَۃِ الشِّیْعَۃِ فَاِنَّھُمْ فِیْ مَبْدَءِ الْاَمْرِ حَمَلَھُمْ عَلٰی وَضْعِھَا عَدَاوَۃُ خُصُوْمِھِمْ فَلَمَّا رَأَتِ الْبَکْرِیَّۃُ مَا صَنَعَتِ الشِّیْعَۃُ وَضَعَتْ لِصَاحِبِھَا اَحَادِیْثَ فِیْ مُقَابَلَۃِ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ۔ ترجمہ، بے شک اصلی اور ابتدائی کذاب جنہوں نے فضائل میں جھوٹی حدیثیں بنائیں وہ شیعوں کی جانب سے ہوئے کیونکہ ابتدائی مرحلے میں آمادہ کیا شیعوں رافضیوں کو اپنے دشمنوں کی عداوت نے جھوٹی حدیثیں بنانے پر پھر جب ان کے دشمنوں بکری فرقے والے خارجیوں نے دیکھا کہ شیعوں نے جھوٹی حدیثیں بنائی ہیں تو انہوں نے بھی اپنے بزرگوں کے لئے فضائل کی جھوٹی حدیثیں بنا لیں۔ شیعہ کذبیات کے مقابلے میں فتاوٰی رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۴۴ پر ہے کہ رافضی تبرائی شیعوں نے تین لاکھ جھوٹی حدیثیں بنائیں اس کے مقابلے کے لئے خارجیوں

Marfat.com

نے بھی بہت سی احادیث بناڈالیں لہٰذا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا والی حدیث متواتر کے فرمان نبوی سے دونوں فرقے جہنمی ہوئے۔

سند حدیث نسب رجال کی طرح اہم اور معتبر ہے

شرح نووی جلد اول صفحہ ۸۷ پر ہے۔ تَشَدَّدُ الصَّحَابَةُ وَالتَابِعُوْنَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ فِي طَلَبِ الْاِسْنَادِ يَنَ الرُّوَاةِ وَالْتَزَمُوْامِنْ رِوَايَةِ الْاَحَادِيْثِ لِاَنَّ السَّنَدَ لِلْخَبَرِ كَالنَّسَبِ لِلْمَرْءِ۔ ترجمہ: صحابہ کرام اور تابعین عظام اور ان کے بعد محدثین اکابر احادیث کی سند معلوم کرنے راویوں کے حالات جاننے میں بہت سختی فرماتے تھے اور احادیث کی روایت لینے کے لئے سند حدیث کا التزام فرمایا کرتے تھے یعنی سند کو لازم قرار دیتے اس لئے کہ سند حدیث مرد کے نسب کی مثل ہے۔ اگر مرد کا نسب گم ہو تو مرد زنیم ہوتا ہے اور اگر حدیث کی سند گم ہو تو روایت موضوع ہوتی ہے، فقہاء فرماتے ہیں کہ جس روایت کی ابتدا میں سند نہ ہو یا آخر میں کتاب کا حوالہ نہ ہو اس روایت کو جھوٹی بناوٹی روایت سمجھو۔ ہمارے عربی مفسرین کی تفاسیر میں اکثر اسی قسم کی جھوٹی روایتیں مرقوم ہیں خاص کر تفسیر روح المعانی اور تفسیر روح البیان یہ دونوں روحیں کمزور روایات کا پلندہ ہیں۔ عبداللہ ابن مبارک نے فرمایا۔ اَلْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ وَلَوْلَا الْاِ سْنَادُ لَقَالَ مَنْ شَآءَ مَاشَآءَ۔ ترجمہ: اسناد ضروریات دین میں سے ہے اور اگر اسناد نہ ہو تو جو چاہے جب چاہے جس طرح چاہے بولتا بکتا پھرے۔

سنداً موضوع روایت کے پہچاننے کے آٹھ طریقے ہیں

تدریب الراوی جلد اول صفحہ ۱۸۰ پر ہے کہ ہر وہ روایت جس میں آٹھ چیزیں پائی جائیں وہ روایت موضوع بناوٹی جھوٹی ہے۔

(۱) راوی خود اقرار کرے کہ میں نے یہ روایت فلاں مقصد کے لئے بنائی ہے

Marfat.com

(۲) کوئی ایسا قرینہ یعنی نشانی پائی جائے جس سے روایت کے جھوٹے ہونے کا پتہ لگے مثلاً سند یا حوالہ نہ ہو

(۳) ایسے شیخ سے روایت بیان کرے جس سے نہ ملاقات ثابت اور نہ ہی ملاقات ممکن ہو

(۴) کسی شیخ سے ایسے شہر میں ملاقات بیان کرے جس شہر میں کبھی جانا ثابت نہ ہو

(۵) راوی حدیث ایسے شیخ سے روایت لینے کا ذکر کرے جو اس کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہو

(۶) ایسے شیخ سے یہ روایت لینے کا بیان کرے جو اس کی نابالغی و بچپن میں فوت ہو گیا تھا

(۷) اس راوی کی کوئی بھی روایت کسی ثقہ راوی سے لینا ثابت نہ ہو

(۸) کوئی دوسرا شخص بتا دے کہ اس راوی نے یہ روایت میرے لئے یا فلاں شخص کے لئے بنائی تھی۔

متناً موضوع روایت کی پہچان کے سولہ طریقے ہیں

کتاب معارف الاحادیث والعلوم صفحہ ۲۳۰ پر ہے اور کتاب المنار لابن قیم جوزی تصریح حافظ ابن حزم صفحہ ۱۹ پر معرفت موضوعات متن کے سولہ مذکور طریقے لکھے ہیں۔

پہلا، متن میں شان نبی شان نبوت کے خلاف الفاظ ہوں مثلاً گھٹیا پن فحش جیسے ابوداؤد کی حدیث رضاعت شاب یا کہیں گالی گلوچ طعنے کو سنے جیسے مشکوٰۃ کی حدیث شتم یہود

دوم، حق ایمانی وعدل اس روایت کے فساد معنی کی وجہ سے روایت کی تکذیب کرے۔

سوم، متن میں تمسخرانہ الفاظ ہوں۔

چہارم، الفاظ متن سے مفاسد و شہوات کا حصول ہو۔

پنجم، روایت کی تکذیب پر شواہد موجود ہوں۔

Marfat.com

ششم ،الفاظ عقل سلیم کے خلاف ہوں۔
ہفتم ،الفاظ متن آیت قرآن کے خلاف ہوں مطابقت بھی نہ ہو سکے۔
ہشتم ،الفاظ متن حدیث متواتر کے خلاف ہوں مطابقت بھی نہ ہو سکے۔
نہم ،الفاظ متن اجماع صحابہ کے خلاف ہوں۔مطابقت بھی نہ ہو سکے۔
دسویں نشانی ،ہر وہ روایت جو صحابہ کرام کی دیانت کے خلاف ہو وہ جھوٹی ہے۔
گیارہویں پہچان ،ہر وہ روایت جو تاریخی حقائق کے خلاف ہو مطابقت بھی نہ ہو سکے۔
بارہویں پہچان ،ہر وہ روایت جو قرائن وعلامات کے خلاف ہو۔وہ بھی جھوٹی ہے۔
تیرہویں پہچان۔ راوی مذہبی تعصب میں مشہور ہو اور اس کی یہ خبر واحد اس کے مذہب کے مطابق ہو۔
چودھویں پہچان۔مشہور مجلس واجتماع کی روایت ہو مگر راوی فقط ایک ہو۔
پندرہویں معرفت ،روایت میں معمولی عمل پر بڑا ثواب بیان کیا گیا ہو اور بڑے عمل پر معمولی تھوڑا ثواب مذکور ہو۔
سولہویں معرفت ،چھوٹے گناہ پر بڑا عذاب یا وعید شدید اور بڑے گناہ پر تھوڑا عذاب مذکور ہو۔

احادیث کی پہچان کیلئے نو بڑے علوم پڑھنا سیکھنا ضروری ہیں

تدریب الراوی جلد اول ۱۰۲ پر ہے کہ معارف احادیث کے لئے نو بڑے علوم اشد ضروری ہیں

(۱) علم اسماء الرجال
(۲) علم احوال الرجال وتاریخ ولادت وطن رہائش تاریخ وفات
(۳) علم طبقات الرجال

Marfat.com

(۴) علم انساب رجال القاب۔کنیت ولدیت
(۵) علم جرح وتعدیل علم تنقید
(۶) علم تعلیل حدیث
(۷) علم موضوعات وکذبیات یعنی کذاب دجال وضاع اور ضعیف راویوں کا جاننا پہچاننا
(۸) علم ناسخ ومنسوخ۔
(۹) علم اسباب ورود حدیث کہ یہ حکم نبوی کیوں اور کب ہوا۔

چند غلط راویوں کے نام

امام علامہ قرطبی نے اپنی تفسیر قرطبی کے حاشیے پر تقریباً چارسو کذاب وضعیف راویوں کے نام لکھے ہیں۔جن میں سے چند یہ ہیں(۱) سعد بن ظریف رافضی کذاب وضاع (۲) عبد الحمید بن سلیمان ضعیف (۳) محمد عمر واقدی ضعیف (۴) ثعلبی کذاب (۵) کلبی شیعہ مفتری وضاع (۶) ابن محرز متروک (۷) حجاج بن مسلم ضعیف (۸) ابو یعلی متروک (۹) ابن لہیعہ مجھول (۱۰) ابو زید، ضعیف (۱۱) خالد بن اسمٰعیل مخزومی، متروک (۱۲) عمر بن اعمش، منکر (۱۳) عیسیٰ بن مھران شیعہ رافضی، کذاب وضاع۔جھوٹی روایتیں بنانے کی تجارت کرتا تھا اس نے ایک لاکھ حدیثیں بنائیں،ایک بناوٹ کے چالیس دینار لیتا تھا(۱۴) نوح بن ذکوان کاذب (۱۵) یحییٰ بن عثمان، کذاب (۱۶) یحییٰ بن معین رافضی تبرائی متروک (۱۷) صالح بن ابو الاخضر ضعیف (۱۸) ابراھیم ابن فضل مخزومی ضعیف (۱۹) رشد ابن سعد، ضعیف (۲۰) الفضاعی متروک (۲۱) خالد ابن عبید ضعیف (۲۲) ثویر،

Marfat.com

ضعیف (۲۳) مندل ابن علی ضعیف (۲۴) زنفل عرفی خارجی، ضعیف (۲۵) ابراهیم ابن البراء ضعیف(۲۶) ابن ابی یحییٰ خارجی، کذاب دجال (۲۷) الواقدی عمری کذاب (۲۸) مقاتل بن سلیمان خارجی، کذاب (۲۹) محمد بن سعید المصلوب کذاب (۳۰) عبد الرحمن بن زید، خارجی ضعیف (۳۱) ابو العطوف الجزری، ضعیف (۳۲) عبید الله بن زخره کذاب دجال (۳۳) علی بن یزید خارجی، کذاب (۳۴) قاسم بن عبدالرحمن کذاب (۳۵) سعید بن بشیر ضعیف (۳۶) داؤد ابن زبرقان الرقاشی رافضی، متروک (۳۷) دارج ابن السمح ضعیف (۳۸) اسحاق ابن عبدالله ابن خروه، ضعیف (۳۹) وهب بن منبه رافضی ضعیف (۴۰) عبد الحمید ابن الحسن هلالی، ضعیف (۴۱) گمراہ صوفیوں نے بہت احادیث بنالیں (۴۲) امام غزالی علیہ الرحمۃ نے ان کو بلا تحقیق قبول کیا ان کی کتب خاص کر کیمیائے سعادت میں جھوٹی حدیثوں کی بھرمار ہے نہ کوئی سند نہ کسی کتاب حدیث کا حوالہ۔

لفظ مخضرم کا لغوی اور اصطلاحی معنی

لغت کی کتاب، القاموس المحیط جلد چہارم مادہ خضرم، صفحہ ۱۰۸ پر ہے۔ خضرم کا لغوی معنی ہے، مجہول النسب، وہ شخص جس کے والد اور دادا کا پتہ نہ لگے۔ اسی سے مجہول اللحم کو بھی لحم مخضرم کہتے ہیں یعنی خنثیٰ مشکل جس کے لحم یعنی الہ تناسل کا پتہ نہ لگے اس کا مذکر یا مونث ہونا معلوم نہ ہو سکے۔ کان کٹی اونٹنی کو بھی ناقہ مخضرم کہتے جو بھاگتی پھرے پہچانی نہ جاسکے کہ کس کی ہے یا کس نسل کی اس کی نسل میں تردد ہو۔ محدثین کی اصطلاح میں وہ صحابی ہے جس کی آدھی عمر جاہلیت میں گزری اور آدھی عمر اسلام میں اور وہ تابعی بھی محدثین کے نزدیک مخضرم ہے جس نے نبی کریم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ حیات میں اسلام قبول کیا مگر زمانہ نبوی میں شرف صحابیت سے مشرف نہ ہوا جیسے نجاشی اور اویس قرنی۔ ان کی صحابیت و تابعیت میں تردد ہے۔ صحابہ کی زیارت کی وجہ سے تابعی ہیں۔ بحالت اسلام زمانہ نبوی پانے کی وجہ سے کچھ فقہا نے ان کو صحابہ ہی مانا ہے مگر فتویٰ یہ ہے یہ لوگ صرف تابعی ہیں۔ عبداللہ ابن حزام وہ صحابی ہیں جن کی عمر ایک سو بیس سال ہوئی ساٹھ برس جہالت میں گزارے پھر ساٹھ برس اسلام میں گزارے۔

راوی کے بارے میں ناقد کی جرح وتعدیل کیلئے سترہ شرطیں

(۱) ناقد میں امانت بھی ہونی چاہیئے نزاہت بھی۔ نزہت سے مراد یہ کہ ناقد اپنے راوی کی اچھائیاں، برائیاں بیان کرتے وقت تین چیزوں کا خیال رکھے کہ راوی حدیث کا عقیدہ کیا ہے۔ معاملات دنیوی کیسے ہیں اور ذہنی عقلی قلبی حالات کیسے ہیں۔

(۲) دقت فی البحث والحکم یعنی دقیق اور مکمل طریقے سے تفتیش حال کرنی چاہیے

(۳) التزام فی التنقید۔ یعنی ناقد پر لازم ہے کہ تنقید جرح میں مہذب الفاظ بولے اور لکھے۔ گستاخی بے ادبی کڑوے طعنے گالی نہ ہو

(۴) تعدیل میں اجمال واختصار ہونا چاہیے اچھائیوں کی گنتی وتفصیل بتانا ضروری نہیں نہ اسباب بتانے کی ضرورت

(۵) تفصیل فی الجرح یعنی جرح کی حالت برائیوں کی تفصیل واسباب بھی بتائے جائیں اور وجوہ بھی

(۶) ناقد کے اوصاف تنقید کرنے والا معدل ہو یا جارح اس میں چار وصف ہونے ضروری ہیں۔ نیک متقی ہو، عالم سمجھدار ہو، صحیح العقیدہ اہل سنت ہو۔ رافضی یا

Marfat.com

خارجی اور متعصب یا راوی کا ذاتی دشمن نہ ہو تنقید خدا خوفی سے کرے

(۷) ناقدین کو جرح و تعدیل کرنے کا طریقہ اور معرفت حاصل ہو

(۸) کسی چیز میں راوی کی شہرت ہونا یا عادلانہ گواہی مل جائے

(۹) جرح و تعدیل میں تعارض و تضاد بیانی نہ ہونی چاہیے۔ یعنی ایک روای پر چند نقاد تنقید و تفتیش کریں تو کچھ جرح کر دیں اور کچھ تعدیل ایسی گڑ بڑ نہ ہونی چاہیے

(۱۰) اگر تنقید القران ہو تو زمانوں پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ تعدیل کا قرن و زمانہ پہلے ہے یا جرح کا ترجیح جرح کی اولیت کو ہے یعنی پہلی جرح احتیاطاً مقبول معتبر ہے نہ کہ پہلی تعدیل۔ اسباب وجوہ بھی دیکھے جائیں گے

(۱۱) مجہول راوی کی مجہولیت ختم کرنا بھی ناقد کا لازمہ ہے اور جس مجہول راوی سے دو ثقہ راوی روایت لے لیں اور لینا ثابت ہو جائے اس کی مجہولیت ختم ہے

(۱۲) مستور الحال راوی کی تنقید نہ کریں، مستور الحال راوی وہ ہے جس کی جرح یا تعدیل کی توثیق ائمہ مجتہدین فی الحدیث نہ کریں

(۱۳) رِوَایَۃُ الثِّقَہ عَنْ غَیْرِہٖ۔ یعنی غیر ثقہ راوی کسی ثقہ شیخ سے روایت لے اور بیان کرے تو اس غیر ثقہ کی عدالت ثابت ہونے میں تین قول ہیں۔ (۱) مطلقاً ثات نہ ہوگی یہی حق ہے (۲) مطلقاً ثابت ہے (۳) کچھ شرائط سے ثابت ہے اگر وہ شرطیں راوی میں نہ پائی جائیں تو ثابت نہیں۔

(۱۴) مبہم روایت مَنْ لَمْ یُسَمَّ یعنی ثقہ راوی نے کسی شیخ کا نام لئے بغیر اس کی روایت بیان کی تو صرف ثقہ راوی کا بیان کرنا اس شیخ کی تعدیل نہ بنے گی مثلاً ثقہ نے کہا۔ قِیْلَ ھٰکَذَا۔ ایسا کہا گیا ہے یا کہا۔ قَالَ رَجُلٌ۔ کسی مرد

Marfat.com

نے کہا ہے لیکن اگر یہ ثقہ راوی کہتا ہے کہ وہ رجل ثقہ ہے تو اس میں دو قول ہیں اولا یہ کہ ثقہ کا کسی کو ثقہ کہہ دینا ہی کافی تعدیل ہے دوم یہ کہ یہ تعدیل نہیں ہے۔ پہلا صحیح ہے۔

(۱۵) روایت اہل ھویٰ۔ یعنی کوئی ثقہ راوی کسی فاسق سے روایت بیان کرے یا کسی تبرائی یا گستاخ نبی سے روایت لے اور بیان کرے تو اس روایت کے راوی فاسق و گستاخ پر جرح یا تعدیل کی جائے گی لیکن اس روایت کی قبولیت میں دو قول ہیں (۱) یہ روایت مردود ہے (۲) اگر یہ روایت کسی دیگر سے بھی سنی گئی ہو تو قبول ہے ورنہ نہیں۔

(۱۶) تنقید کی سولہویں شرط تائب عن الفسق یعنی مجروح راوی اپنے گناہوں سے تائب صادق ہو جائے تو اگر وہ کاذب فی الاحادیث تھا تو اس کی توبہ تا عمر معتبر نہیں ہے لیکن کاذب فی العادات تھا تو احادیث میں توبہ معتبر ہے۔ اور بعد توبہ عادل مانا جائے گا اس کی روایت معتبر

(۱۷) نقاد کے لئے مندرجہ ذیل تعدیل و جرح کے الفاظ۔ تعدیل کے لئے چھ الفاظ (۱) وہ ثقہ ہے (۲) عادل ہے (۳) متقی ہے (۴) صحت مند ہے (۵) حافظہ صحیح ہے (۶) صحیح العقیدہ ہے۔

جرح کے چھ الفاظ (۱) کاذب ہے (۲) کذاب و دجال ہے (۳) بدعقیدہ ہے (۴) اندھا اور بے عقل و غبی ہے (۵) فاسق (۶) انتہائی بوڑھا بڑھاپے سے حافظہ خراب ہے۔ نقادین محدثین نے علم جرح و تعدیل میں تقریباً چالیس کتابیں اپنے اپنے انداز میں تصنیف فرمائیں۔

طالب علم میں اہلیت حدیث کی تین شرطیں

(۱) صلاحیت سماع

Marfat.com

(۲) صلاحیت آداب قرئت

(۳) صلاحیت روایت حدیث و تبلیغ حدیث

اجازت حدیث کی تین نوعیں

۱۔ نوع اول قرئت یا سماع ہو تو طالب علم اپنے شیخ کا چہرہ بھی دیکھے آواز تائید و توثیق بھی سنے اور اگر شیخ عورت ہے تو صرف آواز تائیدی و توثیقی اور اجازت سنے،

۲۔ نوع ثانی اجازت دینے والا شیخ اس قابل ہو کہ قاری حدیث طالب علم کی تصحیح یا تغلیط کر سکے۔ ورنہ وہ شیخ اجازت دینے کے لائق نہیں ہے اور اس سے روایت لینا درست نہیں۔

۳۔ نوع ثالث۔ طالبعلم اپنے حفظ یا کتاب سے جس حدیث کی قرئت جس شیخ کے سامنے کر رہا ہے وہ شیخ اس حدیث یا کتاب حدیث سے پہلے سے متعارف ہو یا اس طرح کہ اس کی اپنی مرویات میں سے ہے یا شیخ کے شیخ کی مرویات سے ہے یا پہلے ہی کسی سے سنی ہے۔

علم اسماء الرجال

محدثین کرام کے نزدیک فہم حدیث کے لئے علم اسماء الرجال سب سے اہم ہے اس علم میں حدیث مقدس کو بیان کرنے والے راوی کے متعلق اکیس باتیں بتائی جاتی ہیں (۱) راوی کا نام (۲) ولدیت (۳) لقب و کنیت (۴) نسب (۵) قوم (۶) حسب یعنی دین (۷) وطن رہائش و جائے ولادت (۸) سن ولادت (۹) علمی لیاقت (۱۰) شخصی فضیلت (۱۱) امانت دیانت (۱۲) تقوی طہارت (۱۳) ذکاوت فراست (۱۴) صحت کی کیفیت (۱۵) بیماری مرض (۱۶) حافظے کی قوت (۱۷) کسی عادت

Marfat.com

میں شہرت (۱۸) کاروبار وتجارت (۱۹) عقیدت (۲۰) سن وفات (۲۱) جائے وفات ومقام قبر۔ اس علم کو جاننے پڑھنے کا حکم قرآن مجید میں بھی ہے۔ جیسا کہ سورۃ حجرات کی آیت ٦ سے پہلے ثابت کیا گیا ہے۔ یہ علم زمانہ تابعین سے شروع ہوا۔ اس علم کی باقاعدہ تدوین یعنی تصنیف وتبویب وترتیب کا معظم کام ۱۴۰ھ میں حضرت امام شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی پھر ان کے بعد تقریباً بائیس ائمہ مشہور محدثین نے علم اسماء الرجال کی تحقیق وتفتیش میں کتابیں تصنیف فرمائیں ان ائمہ حدیث کے اسماء مبارک علی الترتیب اس طرح ہیں (۱) امام یحیٰ بن سعید (۲) امام ابن سعید (۳) امام احمد بن حنبل (۴) امام یحیٰ بن معین (۵) امام محدث علی ابن مدینی (۶) امام بخاری (۷) امام مسلم (۸) علامہ ابن ابی حاتم (۹) علامہ ابن حبان (۱۰) محدث ابن شاہین (۱۱) علامہ ابن عدی (۱۲) محدث عقیلی (۱۳) امام نسائی (۱۴) امام ترمذی (۱۵) حافظ ابو نعیم (۱۶) محدث خطیب بغدادی (۱۷) علامہ ابن عساکر (۱۸) حافظ عبد الغنی مقدسی (۱۹) حاکم الحدیث حافظ جمال الدین (۲۰) علامہ ابوبکر ابن احمد (۲۱) علامہ ابن اثیر (۲۲) امام ابن ماجہ۔

علم جرح وتعدیل

ناقدین کے تنقیدی فیصلے کو جرح وتعدیل کہتے ہیں برائی کا فیصلہ جرح ہے اچھائی کا فیصلہ تعدیل ہے جرح وتعدیل کی پانچ صورتیں ہوتی ہیں۔

پہلی یہ کہ ہر ناقد اس راوی کی برائی کرے۔

دوم یہ کہ ہر ناقد اس راوی کی اچھائی ثابت کرے۔

سوم یہ کہ ایک ناقد اس راوی کی برائی ثابت کرے دوسرا ناقد اس راوی کی اچھائی ثابت کرے۔

چہارم یہ کہ کبھی جرح یعنی برائی درست ثابت ہوتی ہے اور کبھی تعدیل درست ظاہر

Marfat.com

ہوتی ہے

پنجم یہ کہ اگر تعدیل و جرح دونوں کے دلائل یکساں ہوں تو تعدیل معتبر ہو گی۔ جرح والے راوی کو مجروح کہتے ہیں ایسے راوی کی ہر روایت بھی مجروح و نا مقبول ہوتی ہے تعدیل والے راوی کو عادل ثقہ کہتے ہیں اس کی ہر روایت معتبر و مقبول ہوتی ہے۔ جس راوی کے حالات کسی ناقد کو معلوم نہ ہو سکیں وہ مجہول راوی کہلاتا ہے۔

مجہول راوی حدیث کی تین قسمیں ہیں

(۱) مجھول الباطن۔ وہ راوی جس کے ظاہری حالات درست ہوں باطنی حالات مستور و پوشیدہ ہوں۔ محدثین کے نزدیک ایسا راوی مقبول و معتبر ہے

(۲) مجھول الحال۔ وہ راوی جس کے ظاہری اور باطنی حالات کا پتہ نہ لگے محدثین اس کی مقبولیت میں اختلاف کرتے ہیں کچھ کہتے ہیں کہ ایسا راوی قطعاً کسی صورت میں معتبر نہیں ہے۔ اور کچھ کہتے ہیں کہ اگر کثیر محدثین نے اس سے روایت لی ہے تو معتبر ہے ورنہ نہیں

(۳) مجھول العین کلی۔ یہ وہ راوی جس سے صرف ایک ہی محدث نے روایت لی ہو اور مجہول الحال ہو۔ یہ راوی بھی مقبولیت میں مختلف فیہ ہے۔ کسی کے نزدیک معتبر ہے کسی کے نزدیک غیر معتبر ہے۔

خبر واحد کی مقبولیت میں آٹھ شرطیں چار سند میں چار متن میں

سند کے شرائط (۱) تمام راوی عادل ثقہ (۲) حافظہ درست ہو قوی ہو (۳) ذہین عقل مند ہو (۴) صحیح العقیدہ سنی ہو۔

متن کی شرطیں۔ (۱) آیت قرآنی کے خلاف نہ ہو۔ (۲) خبر واحد کسی مشہور یا متواتر

Marfat.com

حدیث کے خلاف نہ ہو (۳) کسی صحابی نے اس کو دلیل بنایا ہو (۴) کسی ایسے واقعے کے متعلق نہ ہو کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو بہت سے راوی ہوتے۔

حدیث متواتر کی چار قسمیں

(۱) متواتر النظر۔ وہ حدیث جس کو تقریباً سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے روایت فرمایا ہو۔ جیسے مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا والی حدیث مقدس

(۲) متواتر الجماعت۔ وہ حدیث پاک جس کو تقریباً پچاس صحابہ کرام نے روایت کیا ہو پھر پچاس تابعین نے پھر پچاس تبع تابعین نے ان سے روایت لی ہو۔ اتنی ہی کثرت رہے محدث تک۔ جیسے آیت قرآنی کی روایتیں یا رکعات نماز کی روایتیں۔

(۳) متواتر العمل، وہ حدیث مقدس جس پر زمانہ نبوی سے زمانہ محدث تک تمام مسلمانوں نے عمل کیا ہو۔ جیسے پنجوقتہ نماز، جمعہ وعیدین۔ ماہ رمضان کے روزوں کے بارے میں احادیث۔

(۴) چہارم، متواتر قدر مشترک وہ حدیث مقدس جس کے تقریباً پچاس راوی طریقہ نبوی میں مطابقت بیان فرمائیں مگر عمل کی چیز میں مخالفت پائی جائے۔ مثلاً پچاس راوی کہتے ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں موقعہ پر روٹی خیرات فرمائی تھی لیکن دوسرے پچاس فرمائیں کہ کھانا خیرات فرمایا تھا یعنی روٹی سالن اور تیسرے پچاس فرمائیں کہ گندم خیرات فرمائی تھی۔ کوئی جماعت فرمائے کہ درہم خیرات فرمائے تھے تو اس خبر متواتر میں وقت دن موقعہ اور عمل خیرات تو متفقاً قدر مشترک ہے مگر خیرات کردہ چیز میں اختلاف ہے۔

Marfat.com

احادیث بننے کے زمانے

پہلا زمانہ، حیات نبوی، دوسرا زمانہ، حیات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ تیسرا زمانہ، وجود تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

احادیث مبارکہ کی چھپن قسمیں

۱	حدیث صحیح	وہ حدیث جس کو تینوں زمانوں میں چار پانچ ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو اور سند نبی کریم ﷺ تک پہنچے۔
۲	صحیح لِذَاتِہٖ	وہ حدیث مقدس جو عدل ضبط حفظ یادداشت والی ہو سند متصل ہو بیچ میں کہیں ٹوٹی و چھوٹی نہ ہو نہ معلل ہو نہ شاذ ہو۔
۳	صحیح لِغَیْرِہٖ	وہ حدیث مقدس جس کے عدل ضبط میں کمی ہو مگر کسی دیگر وجہ سے صحیح ماننے پر مجبور ہوں۔ مثلاً فقہا نے قبول کیا ہو۔
۴	حَسَنْ	اس ثقہ راوی کی حدیث جس کا حافظہ و یادداشت کمزور ہو۔
۵	حَسَنْ لِذَاتِہٖ	وہ حدیث مقدس جس کے راوی کی حفظ و عدل و نظم و ضبط کمزور ہو مگر اتصال ہو۔ کسی دیگر وجہ سے بھی صحیح نہ ماننا پڑے
۶	حَسَنْ لِغَیْرِہٖ	وہ حدیث مقدس جس کے راوی کا عدل و حفظ نظم و ضبط اتصال کمزور ہو مگر کسی دیگر وجہ سے یا قرینے سے مقبولیت کو ترجیح ہو۔ مثلاً اس روایت کو دیگر سندوں

Marfat.com

سے بھی مروی کیا گیا ہو۔

۷	حدیث مُدرَجُ	وہ حدیث مقدس جس کے راوی نے متن میں کچھ اپنے وضاحتی الفاظ شامل کر لئے ہوں یہ بھی صحیح حدیث ہے۔
۸	مُدرَجُ السَّنَدُ	وہ صحیح حدیث۔ جس کی سند میں وضاحتی کلام شامل کیا گیا ہو اور سیاق سند میں تغیر ہو۔
۹	مُدرَجُ المَتَنُ	وہ صحیح حدیث جس کے متن میں ترغیب یا ترہیب کے لئے وضاحتی کلام شامل کیا گیا ہو اور کثیر سندوں کو ایک جگہ کر دیا گیا ہو۔
۱۰	حدیث مشہور	وہ حدیث مقدس جس کے تینوں زمانوں میں چار پانچ راوی ہوں علیحدہ سندوں سے۔
۱۱	خبر واحد	وہ حدیث پاک جس کو تینوں زمانوں میں ایک راوی نے روایت کیا ہو۔ محدث کو ملنے تک۔
۱۲	ضعیف روایت	وہ حدیث جس کے راوی میں تین عیب ہوں (۱) غافل (۲) وہمی ہونا (۳) نابینا ہو اور سخت بوڑھا بھی ہو مگر بد دیانت نہ ہو۔
۱۳	حدیث مَرفُوعُ	وہ صحیح حدیث کہ صحابی فرمائے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہُ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی سند متصل نہ ہو
۱۴	حدیث مَقطُوعُ	وہ حدیث جس کے راوی تابعی کے بعد معلوم نہ ہوں اور محدث سے تابعی تک سند منتہی یعنی ختم ہو جائے۔
۱۵	حدیث مَوقُوفُ	وہ حدیث مقدس کہ تابعی فرمائے کہ میں نے فلاں

Marfat.com

		صحابی سے سنا ہے۔
۱۶	حدیث مقبول	وہ خبر واحد جس کے راوی کی صداقت و دیانت مشہور ہو۔
۱۷	حدیث مَقلُوب	وہ معلل روایت جس کی سند میں تقدیم و تاخیر کی تبدیلی ہو جائے یا نام آگے پیچھے ہو جائے یا ولدیت یا ابنیت بدل جائے۔
۱۸	متواتر المتن لفظی	وہ حدیث جس کے الفاظ اتنے کثیر ثقہ راویوں نے ہر زمانے میں روایت کیا جن کو جھوٹا نہ کہا جا سکے ایسی احادیث بہت ہی کم ہیں۔
۱۹	متواتر المتن معنوی	وہ حدیث جس کے مفہوم و معنی کو اتنے کثیر ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو جن کو جھوٹا نہ کہا جا سکے مگر لفظوں میں تغیر و تبدل ہو۔
۲۰	حدیث مستور	وہ معنعن روایت جس کے راوی کا حال معلوم نہ ہو سکے یہ بھی احتمال ہو کہ کوئی راوی چھوڑ دیا گیا ہو۔
۲۱	حدیث موضوع	وہ مطعون روایت جس کا راوی جھوٹ بولنے میں مشہور رہو۔
۲۲	روایت مردود	وہ خبر واحد جس کے راوی کی صداقت و دیانت مشکوک و مشتبہ ہو۔
۲۳	روایت متروک	وہ مطعون روایت جس کا راوی جھوٹ بولنے میں مشہور تو نہ ہو مگر چند محدثین نے اس پر جھوٹ کی تہمت لگائی ہو۔

Marfat.com

۲۴	معروف روایت	وہ مطعون روایت جس کے راوی کی روایتیں قوی الذہن راوی کی روایتوں کے خلاف ہوں حافظے کے اعتبار سے۔
۲۵	محفوظ روایت	وہ شاذ حدیث جس کے ثقہ روایوں کو ترجیح دی گئی ہو۔
۲۶	حدیث مُستَفِیض	وہ مشہور حدیث ہے کہ صحابی فرمائے کہ میں نے نبی کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کام کرتے ہوئے خود دیکھا ہے۔
۲۷	حدیث مُعَلَّق	وہ ضعیف روایت جس کی سند میں کوئی راوی چھوڑ دیا گیا ہو۔
۲۸	حدیث مُرسَل	وہ ضعیف روایت جس کی سند میں صحابی کا نام چھوڑ دیا گیا ہو۔ ثقہ تابعی فرمائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔
۲۹	حدیث مُعضَل	وہ ضعیف روایت جس کی سند میں سے ایک ہی جگہ سے دو راوی چھوڑ دیئے گئے ہوں اور تبع تابعی نے تابعی کا نام چھوڑ دیا ہو اور فرمائے فلاں صحابی نے یہ فرمایا ہے۔
۳۰	حدیث مُنقَطع	وہ ضعیف روایت جس کی سند میں سے دو جگہ سے دو راوی چھوڑ دیئے گئے ہوں۔
۳۱	حدیث مُدَلَّس	وہ ضعیف روایت جس کی سند میں راوی نے اپنے استاد کا نام چھوڑ دیا ہو۔ اور استاد کے استاد کا نام لے حالانکہ اس سے یہ روایت نہ سنی ہو۔

Marfat.com

۳۲	حدیث مُعَلَّلُ	وہ مطعون روایت جو بظاہر تو عیوب سے پاک ہو۔ مگر اس کے سب راوی کسی نہ کسی عیب سے مطعون ہوں۔
۳۳	حدیث مُسْنَدُ	وہ صحیح حدیث جس کے سب راویوں کے نام سند میں مذکور ہوں۔
۳۴	حدیث مُعَنْعَنْ	وہ عام حدیث جس کا راوی حرف عن سے روایت کرے۔ مُعَنْعِنْ کی ملاقات مُعَنْعَنْ سے عند البخاری شرط ہے لیکن مسلم کے نزدیک ہم زمانہ ہونا کافی ہے اور یہ شرط ہے۔
۳۵	حدیث مُنْكَرْ	وہ مطعون روایت جس کا راوی غافل یا وہمی یا بہت غلطیاں کرنے والا ہو۔
۳۶	روایت مزید	وہ مقلوب روایت جس میں راوی نے سند میں تغیر تبدل کے ساتھ کسی نام کی زیادتی بھی کر دی ہو۔
۳۷	حدیث مُصَحَّفُ	وہ مقلوب روایت جس میں راوی نے نقطے یا زیر زبر کی سند میں تبدیلی کر دی ہو، جیسے ابن مراجم کو ابن مراحم لکھ دیا
۳۸	مُحَرَّفْ روایت	وہ مقلوب روایت جس کے متن میں راوی نے لفظی اور معنوی شکل بدل دی ہو۔ مثلاً اصلاً تھا ستًّا من شوال، شوال کی چھ مگر لکھ دیا شیئا من شوال۔
۳۹	حدیث مُخْتَلَطْ	وہ ضعیف روایت جس کا راوی اب حافظے میں کمزور ہو جائے، بڑھاپے یا نابینائی کی وجہ سے یا اس کی کتابیں ضائع یا گم ہو جانے کی وجہ سے۔

Marfat.com

۴۰ حدیث متابع — وہ منقولی روایت جس کو بعد والا راوی اپنے سے پہلے راوی کے بالکل مطابق روایت کرے۔

۴۱ حدیث مُتَّصِلُ — وہ حدیث مقدس جس کی سند میں کوئی راوی چھوڑا نہ گیا ہو اور صحابی فرمائے کہ میں نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فلاں بات اس طرح سنی ہے۔

۴۲ حدیث مُضْطَرِبُ — وہ ضعیف روایت جس کی سند میں تبدیلی یا ترتیب کی وجہ سے یا الفاظ متن میں تبدیلی کی وجہ سے راوی کی روایتوں یا نسبی تعلق میں محدثین کا اختلاف پایا جائے۔

۴۳ حدیث ماثور — وہ صحیح حدیث جس کی سند کا سلسلہ روات تبع تابعی تک مذکور ہو۔ اور تبع تابعی فرمائے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا یا کہے کہ فلاں صحابی نے یہ فرمایا۔

۴۴ حدیث عزیز — وہ حدیث مقدس جس کو تینوں زمانوں میں دو ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو۔

۴۵ حدیث غریب — وہ حدیث جس کے راوی پہلے زمانے میں صرف ایک بعد کے زمانوں میں دو راوی ہوں۔

۴۶ حدیث فرد — وہ حدیث جس کے راوی زمانہ نبوی میں دو ہوں۔ پھر بعد کے زمانہ صحابہ میں ایک راوی ہو۔ یعنی ایک تابعی دو صحابہ سے اس حدیث کو روایت کرے۔

۴۷ حدیث فرد مطلق — وہ مقبول حدیث جس کا راوی تابعی یا تبع تابعی ہو اور تقویٰ میں مشہور ہو۔

Marfat.com

۴۸	حدیث فرد نسبی	وہ مقبول حدیث جس کا راوی ایک ہی تابعی یا تبع تابعی ہو ثقہ ہو اور نسل در نسل ولدیت وطن میں مشہور ہو۔
۴۹	حدیث شاذ	وہ حدیث جس کے ثقہ راوی دوسرے ثقہ راویوں کے خلاف کوئی روایت بیان کریں مگر ان کو ترجیح نہ دی گئی ہو فقہا نے ترجیح پہلی روایت کو دی ہو۔
۵۰	مطعون روایت	وہ روایت جس کا راوی جھوٹا ہو یا جھوٹ میں مشہور ہو یا غافل یا بہت وہمی یا بہت غلطیاں کرتا ہو اور اس کی اکثر روایتیں ثقہ روایتوں کے خلاف ہوں۔
۵۱	متابع نحوہٗ حدیث	وہ منقولہ روایت جو لفظاً، معناً، سنداً، متناً پہلے راوی کے مطابق ہو۔
۵۲	حدیث متابع المشاہد	وہ منقولہ روایت جس کی سند میں پہلی سند سے صرف صحابی کا نام بدل گیا ہو۔
۵۳	حدیث متابع الکامل	وہ منقول روایت جس میں دوسرا راوی پہلے راوی کے شیخ سے روایت بیان کرے کہ پہلا راوی شیخ ہو۔
۵۴	حدیث متابع الناقص	وہ منقول روایت جس میں دوسرا راوی پہلے راوی کے شیخ کے نام سے سند شروع نہ کرے بلکہ پہلے کسی اور کا نام ہو پھر پہلے راوی کے شیخ کا نام ہو۔
۵۵	حدیث المسلسل	وہ حدیث مقدس جس کی چند سندیں اور ہر ایک متن میں الفاظ بالکل ایک جیسے ہوں مثلاً اگر ایک متن میں صَافَحَنِیْ ہو تو ہر متن میں ہو۔ یعنی مجھ سے مصافحہ کیا۔

Marfat.com

۵۶	حدیث المطرد	وہ خبر واحد جو فقہاء کرام کے نزدیک قابل قبول و نافذ العمل ہو۔

فرمودات نبوی کے اصطلاحی اسماء مبارک

۱	حدیث	نبی کریم آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول یا فعل یا تقریر، صحابی یا تابعی کا قول فعل یا تقریر۔
۲	روایت	حدیث مقدس کو صحیح سند کے ساتھ بیان کر دینا۔
۳	سنت	آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم اور طریقۂ ادا یا صحابہ کرام کا حکم و طریقہ ادا۔
۴	اثر	راویوں کا ترتیب وار سلسلہ بیان کرنا جو درمیان سے ٹوٹا چھوٹا نہ ہو۔
۵	خبر	وہ قول یا فعل یا تقریر نبوی جو تاریخ و شان نزول سے جانی جائے۔

حدیث و خبر میں فرق اور نسبت تعلق

ہر خبر حدیث ہے لیکن ہر حدیث خبر نہیں ہے یہ نسبت عام خاص مطلق ہے۔ نسبت کی چار قسمیں ہوتی ہیں (۱) نسبت تساوی (۲) نسبت تباین (۳) نسبت عام خاص مطلق (۴) نسبت عام و خاص من وجہ۔

محدثین کے اصطلاحی الفاظ

۱	شیخ	وہ استاد جس سے حدیث لی جائے اور اپنے شاگردوں کو روایت حدیث کی اجازت دے۔
۲	طالب	وہ شاگرد جو کسی شیخ سے احادیث پڑھے اور اجازت لے۔

Marfat.com

۳	محدث	وہ عالم جو حدیث پاک کی چار چیزیں جانتا ہو (۱) اسناد حدیث (۲) رجال حدیث (۳) متن حدیث (۴) منشاء حدیث اور وجہ حدیث۔
۴	اسناد	حدیث پاک کو بیان کرنے والے راوی حضرات کے ناموں کی ترتیب۔
۵	سند	راویان حدیث کو ناموں کی ترتیب سے لکھنا یہ ہر حدیث کے اول میں ہوتا ہے۔
۶	متن	حدیث پاک کے وہ الفاظ جو آخری راوی صحابی یا تابعی کی زبان سے ادا ہوں۔
۷	موضوع حدیث	الفاظ متن کا مقصد و منشا یعنی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات یا اقوال وافعال کا منشا اور وجہ۔
۸	حَدَّثَنَا	سند روایت کے بیچ حدثنا کا لفظ آتا ہے اس کا معنی ہے کہ شیخ نے حدیث پڑھی اور شاگردوں نے سنی۔
۹	حَدَّثَنِیْ	اس کا معنی ہے شاگرد راوی بتا رہا ہے کہ استاد نے حدیث پڑھی تھی صرف میں نے سنی تھی۔
۱۰	اَخْبَرَنَا	شاگرد بتا رہے ہیں کہ استاد کے سامنے ہم میں سے ایک شاگرد نے حدیث پڑھی تھی استاد نے اور باقی شاگردوں نے سنی تھی۔
۱۱	اَخْبَرَنِیْ	شاگرد بتا رہا ہے کہ میں اکیلا موجود تھا میں نے حدیث پڑھی شیخ نے سنی۔
۱۲	اَنْبَانَا	شیخ حدیث کی عبارت پڑھے اور شاگردوں کو اجازت بھی

Marfat.com

سب شاگرد سنیں اور اجازت لیں۔

۱۳ اَنْبَانِیْ — شیخ حدیث پڑھے اور ایک ہی شاگرد کو آگے بیان کرنے کی اجازت دے۔ دوسرا کوئی شاگرد موجود ہی نہ ہو۔ یا صرف سنے اور صرف سننے والے چند ہوں یا ایک ہی ہو۔

۱۴ قَرَئْتُ قَرَئْنَا — راوی کہے میں نے اپنے شیخ کے سامنے یہ حدیث پڑھی ہے، اگر شاگرد چند ہوں تو ایک کا پڑھنا بھی قرانا ہے۔

۱۵ سَمِعْتُ سَمِعْنَا — راوی کہے میں نے یہ حدیث اپنے فلاں شیخ سے سنی ہے اگر سننے والے چند ہوں تو سَمِعْنَا جمع متکلم کہے گا۔

۱۶ تحویل — یہ ہے کہ ایک حدیث کی دو سندیں ہوں۔ راوی کو دونوں یاد ہوں تو ایک سند کو پورا یا ادھورا سنا کر دوسری سند سنانا شروع کر دینا۔

۱۷ تفہیم — یہ ہے کہ جب راوی کی ولدیت میں والد یا والدہ کا غبہ پڑتا ہو تو کسی معروف لفظ کو بیچ میں لکھ دینا۔

۱۸ توضیح — یہ ہے کہ جب کوئی راوی ولدیت کی بجائے جدیت یا متبنیت کی طرف منسوب ہو تو ولدیت کا شبہ دور کرنے کے لئے بیچ میں واو یات ب لکھ دیتے ہیں جس سے پتہ لگ جاتا ہے کہ بن فلاں اس کا والد نہیں ہے۔

۱۹ ادب آداب — احادیث سننے سنانے کے احترام و تعظیم کے طریق شیخ و طالب دونوں کیلئے بیان کرنا اسی کو باب الادب کہتے ہیں۔

۲۰ مناولہ — یہ ہے کہ شیخ اپنے کسی شاگرد کے لئے حدیث مع اجازت نامہ خود لکھے یا اپنے سامنے کسی سے لکھوائے۔

Marfat.com

۲۱	معرفت	یہ پہچان کرنا کہ کس کی حدیث مروی قبول ہے کس کی نا مقبول، معرفۃ کی دو قسمیں (۱) معرفت فقیہانہ (۲) معرفت محدثانہ۔
۲۲	عدالت	ناقد کی تنقید کے بعد فیصلہ جرح یا تعدیل کا جو بھی ہو۔
۲۳	علت	جس سند میں ظاہراً سلامتی ہو مگر باطن میں کچھ طعن وقدح کی کمزوری ہو ایسی روایت میں تردد یا توقف اور عدم صحت وضعف ہوتا ہے۔
۲۴	جرح	راوی کی شخصیت سند ومتن کی تنقیدی تحقیق۔ ثقہ ناقد کی جرح معتبر ہوتی ہے، چھ چیزیں دیکھی جاتی ہیں۔
۲۵	سماع	طالب کا شیخ سے یا شیخ کا طالب سے یا طالب کا طالب سے کسی روایت کی سند اور متن سننا۔
۲۶	تحمل	متن حدیث کا سننا اور بیان کرنا اس کی پانچ صورتیں ہو سکتی ہیں (۱) بحالت کفر روایت سنی اور بیان کی (۲) بحالت کفر سنی تھی اسلام لا کر بیان کی (۳) بحالت اسلام ہی سنی اور بیان کی (۴) نابالغی میں سننا اور بیان کرنا (۵) نابالغی میں سنی تھی بلوغت میں بیان کی۔
۲۷	املا	حدیث کی سند اور متن کو لکھنا اپنے لئے یا کسی کے لئے یا لکھوانا اپنے سامنے اپنے لئے یا کسی کیلئے یا اسی کیلئے۔
۲۸	حفظ	حدیث کو سند اور متن کے ساتھ مکمل یاد کرنا یا یاد رکھنا۔
۲۹	اجازت	شیخ اپنے شاگرد طالب کو سند ومتن سنا کر یا اس سے سن کر یہ کہے کہ میں اسے اجازت دیتا ہوں۔ اجازت دینے

Marfat.com

		والے شیخ کو مجیز کہتے ہیں اور لینے والے کو مجاز کہتے ہیں۔
۳۰	مجہول	وہ راوی جس کا عادل ہونا ظاہراً باطناً معلوم نہ ہو یا ظاہراً مستور ہو باطناً مخفی علماء حدیث ایسی روایت کو نا مقبول کرتے ہیں کیونکہ لم یعرفہ اس کی پہچان نہیں ہوسکتی۔
۳۱	معروف	وہ راوی محدثین کو جس کی نو حالتیں ظاہراً باطناً معلوم ہوں (۱) اس کی عدالت (۲) نام (۳) ولدیت (۴) وطنیت (۵) حفظ (۶) تقویٰ (۷) عمر (۸) قومیت (۹) عقیدہ۔
۳۲	معدوم	متن یا سند میں قال رجل یاقالت امرئۃ لکھا گیا ہو اصل نام نہ شارحین بتاسکیں نہ اسماء الرجال میں معروف و مذکور ہو۔
۳۳	مجاز	کسی شیخ نے اپنے کسی شاگرد کو تحمل اور بیان حدیث کی اجازت دے کر اس طالب شاگرد کو اہل بنایا۔
۳۴	مکاتبت	شیخ اپنے شاگرد طالب کو حدیث لکھنے کی اجازت دے اس کے تین آداب ہیں (۱) باوضو ہو (۲) پہلے حمد وصلوٰۃ لکھے اور منہ سے پڑھے (۳) عام مشہور رسم الخط میں لکھے صاف و صحیح لکھے۔
۳۵	وصیت	شیخ اپنی وفات یا سفر پر کہیں جاتے وقت کسی سے فرمائے کہ یہ حدیث فلاں شاگرد کو لکھ کر بھیج دینا آج ہی یا پھر کبھی۔
۳۶	اعلام	کوئی شیخ اپنے کسی شاگرد کو بتائے کہ میں نے فلاں شاگرد کے لئے فلاں کی طرف سے یہ کتاب حدیث روایت کر

Marfat.com

		دی ہے۔ اگر خود شیخ کو اس کی اجازت اپنے شیخ کی طرف سے تھی تو معتبر ہے ورنہ نہیں۔
۳۷	قرئت	شاگرد کا استاد کے سامنے متن حدیث پڑھنا اور بیان حدیث کی اجازت لینا شیخ کا اجازت دینا۔
۳۸	تسامُح	شاگرد حدیث لکھتے وقت سند یا متن میں بھول کر جائے ترک کی یا مزید کی دیگر طلبا کی املا سے پتہ لگے۔
۳۹	تسامح کلاھما	شیخ اور طالب متن اور سند دونوں میں بھول کر جائے۔ شیخ کے شیخ کی املا سے اس بھول کا پتہ لگے۔
۴۰	نسخہ	سند و متن کی کتابت سے کتابت کرنا اس کی تین وجہ ہوتی ہیں (۱) اپنے لئے ہی تجدید کتابت کرنا یا کرانا (۲) دوسرے شاگردوں کا نقل کرنا (۳) ایک متن کی چند سندیں یا ایک سند سے چند متن کو علیحدہ علیحدہ لکھنا۔
۴۱	ترجمہ	راوی حدیث کے تعارف میں اس کی چھ چیزیں بیان کرنا (۱) حالات (۲) عادات (۳) کیفیات (۴) ولدیت (۵) قومیت (۶) وطنیت۔
۴۲	موافقت	دو مصنفین میں سے ایک کے شیخ تک سند حدیث کا پہنچنا اور دوسرے مصنف نے اپنے شیخ کے نام کو سند میں شامل کر کے پہلی سند کے برابر رجال کے ناموں میں مطابقت کی۔ اس طرح دونوں مصنفوں کی سندیں موافق ہو گئیں۔
۴۳	ابدال	جس سند میں راوی تو برابر ہوں مگر شیخ کے نام کی بجائے سند میں شیخ کے شیخ کا نام ہو۔

Marfat.com

۴۴	مساوات	ایک حدیث کی دو سندیں متصل ہوں مگر دونوں کے رجال ناموں میں مختلف تعداد میں برابر ہوں۔
۴۵	مصافحت	جس حدیث کی سند کے تمام راویوں کی اپنے اپنے شیخ سے ملاقات اور مصافحہ کرنا ثابت ہو۔
۴۶	العالی	جس سند میں رجال کم ہوں لیکن اوپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اتصال ہو۔
۴۷	النازِل	جس سند میں رجال کم ہوں مگر نیچے محدث تک اتصال ہو، عمر اور ملاقات کے اعتبار سے۔
۴۸	اَقران	ایک سند کے دو راویوں کے زمانہ ولادت بھی قریب ہوں اور ایک دوسرے کے شیخ سے ملاقات بھی ثابت ہو یا ان میں ایک بات ثابت ہو یا ملاقات یا زمانۂ ولادت کا قرب
۴۹	اَلمُدَبَّج	ایک حدیث کی دو سندوں کے راویوں کے نہ زمانے قریب ہوں نہ ایک دوسرے کے شیخ سے ملاقات ثابت ہو
۵۰	المختلف	وہ حدیث جس کی سند کے راویوں کی ولدیت یا کنیت یا شہریت ایک جیسی لکھی گئی ہو لیکن زبانی سناتے وقت مختلف اور صحیح سنائی گئی ہو۔
۵۱	المتفق	وہ حدیث جس کی سند کے دو یا زیادہ راویوں کی اسمیت یا ولدیت یا کنیت یا شہری نسبت اس طرح ایک جیسی لکھی گئی ہو کہ دو آدمیوں کو ایک سمجھا جائے۔
۵۲	المفترق	وہ حدیث جس کی سند کے سب راوی اسماً، ولدیتاً کنیتاً، نسبتاً علیحدہ افراد ہوں مگر غلطی سے متفقاً لکھ دیئے ہوں۔

Marfat.com

۵۳	طعنہ	محدث کا راوی میں پانچ عیب بیان کرنا (۱) دینی غفلت (۲) سننے میں (۳) یا سنانے میں غفلت کرنا (۴) وہم و نسیان ہونا (۵) متن و سند میں ثقہ کی مخالفت کرنا۔
۵۴	طعن کثیر	یہ ہوتا ہے کہ ناقد محدث، راوی کو کذاب یا دجال یا اکذب الناس یا وضاع لکھے یا کہے۔
۵۵	طعن قلیل	یہ ہے کہ ناقد محدث، راوی کو لین یا سوء حفظ یا مسامح یعنی چشم پوشی کرنے والا کہے یا لکھے۔
۵۶	اَسْمَآءُ الرِّجَالُ	راویان احادیث کا نام اور خاندانی حالات ولادت و تعارفی نسبت بیان کرنا۔
۵۷	تدوین حدیث	احادیث کا وہ باب جس میں چار چیزیں بیان کی جائیں۔ (۱) احادیث کی فضیلت (۲) ضرورت (۳) حجیت (۴) تحقیق و آداب کے طریقے بیان کیے جائیں۔
۵۸	حَوَّلْنَا	کثیر راوی سند میں تحویل کر کے کہیں۔ حَوَّلنا، یعنی ہم نے فلاں حدیث کی سند میں تحویل کی ہے یا ہم کو تحویل سے ہی فلاں سند سنائی گئی تھی۔
۵۹	حَوَّلَنِیْ	ایک طالب کہے کہ فلاں حدیث مجھ کو میرے شیخ نے سند میں تحویل کر کے سنائی یا لکھوائی تھی۔
۶۰	اَخوَتْ و اَخوَاتْ	کسی سند میں ایک قبیلے کے چند راوی جمع ہوں۔ اس طرح کی صرف پانچ حدیثیں موجود ہیں نہ کم نہ زیادہ مثلاً (۱) تین (۲) چار (۳) پانچ (۴) چھ (۵) سات رجال ایک ہی قبیلے کے۔

Marfat.com

۶۱	ردّ و تردید	یہ ہے کہ ایک راوی کسی شیخ سے روایت کرے لیکن شیخ نے کہا کہ کَذَبَ عَلَیَّ اس نے مجھ پر جھوٹ بولا یا کہے مَارَوَیْتُ لَهُ هٰذَا
۶۲	اداء حدیث	حدیث پاک کو بیان کرنے کے تیرہ طریقے (۱) سَمِعْتُ (۲) قَرَئْتُ (۳) قُرِءَ عَلَیْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ (۴) حَدَّثَنِیْ (۵) اَخْبَرَنِیْ (۶) اَنْبَانِیْ (۷) شَافَهَنِیْ (۸) کُتِبَ اِلَیَّ (۹) عَنْ فَلَانٍ (۱۰) قَالَ فَلَانٌ (۱۱) ذَکَرَ فَلَانٌ (۱۲) رَوٰی فَلَانٌ (۱۳) نَاوَلَنِیْ۔ یعنی فلاں حدیث مجھ کو مناولت سے پہنچی۔
۶۳	عنعنہ	راوی عن فلاں کہہ کر روایت کرے اس میں شرط ہے کہ راوی اور شیخ کی ملاقات ثابت ہو۔
۶۴	وجادہ	کسی شیخ نے کسی شاگرد کے لئے اس کی غیر موجودگی میں حدیث لکھی یا لکھوائی طالب نے ملنے پر تحریر پہچان لی کہ میرے شیخ کی تحریر ہے یا فلاں کی ہے۔
۶۵	تسلسل	یہ ہے کہ ایک حدیث کی سند یا متن میں ایک فعل مذکور ہو تو ہر سند کے راوی اس فعل کا ذکر کریں۔
۶۶	ناسخ	وہ حدیث مقدس جو زبان نبوی سے کسی پہلی حدیث یا آیت قرآنی کا کوئی حکم شرعی تا قیامت کے لئے ختم فرما دے۔
۶۷	منسوخ	وہ پہلی حدیث جس کا حکم ختم کیا گیا ہو۔ ناسخ صرف زبان نبوی کی حدیث ہی ہو سکتی ہے نہ صحابی کی نہ تابعی کی۔
۶۸	مسند	اسماء الرجال کے بیان و کتابت کا وہ طریقہ و ترتیب جو

Marfat.com

		حروف تہجی (اب ت ث) یا حروف ابجد کی ترتیب سے ہو۔
۶۹	مُؤتَلَف	وہ سند یا متن جس میں لفظوں کی اس طرح تبدیلی کی گئی ہو کہ معنی نہ بدلیں مثلاً لفظ نبی کی جگہ رسول یا نام کی جگہ لقب لکھ دیا۔
۷۰	متشابہ	وہ سند جس میں دو یا زیادہ راویوں کے نام و شباہت ایک جیسی ہو مگر ولدیت مختلف ہو۔ اس کی دو قسمیں (۱) مشابہت اسمی (۲) مشابہت لقبی یا کنیتی۔
۷۱	مبہمات	وہ سند جس میں کسی شخص کو قَالَ رَجُلٌ یا قَالَتْ اِمْرَءَۃٌ کہہ کر بغیر نام لئے بیان کیا ہو بعد میں شارحین نے نام بتایا۔
۷۲	اختلاط	اس راوی کی روایتیں جو پہلی عمر میں ہر طرح تندرست ہو پھر نابینا، یا سخت بوڑھا یا بہرہ یا کمزور حافظے والا ہو جائے تو اس کی پہلی روایتیں مقبول ہیں کمزوری والی روایتیں نا مقبول ہوتی ہیں۔
۷۳	ادب الشیخ	شیخ سے حدیث لینے کے آداب احترام شیخ کے قواعد۔
۷۴	اصیل	متن کے وہ الفاظ جو بعینہٖ زبان نبوی سے ادا ہوئے۔ اس کو روایت لفظی بھی کہتے ہیں۔
۷۵	دخیل	متن میں وہ الفاظ جو آخری راوی صحابی یا تابعی نے وضاحت کے لئے اپنے سے داخل کر دیئے۔
۷۶	روایت معنوی	وہ متن جس کے کچھ لفظ بدل گئے ہوں مگر معنی نہ بدلیں وہی رہیں مثلاً وجھہ کی جگہ ذاتہ ہو جائے اس کو روایت

Marfat.com

معنوی کہتے ہیں۔ فقہا و محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔

۷۷ تصحیح وہ سند یا متن ناقد نے یا شیخ نے جس پر صح کا لفظ لکھ دیا ہو یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔

۷۸ تمریض وہ سند اور متن جس پر ناقد نے، ف، ض، یا تمریض یا تشکیک کا لفظ لکھا ہو۔ یعنی یہ حدیث کمزور ہے صحت میں۔

۷۹ تضبیب وہ متن و سند جس پر ناقد نے ض یا ضب یا موضوع لکھا ہو یعنی یہ حدیث بناوٹی جھوٹی ہے۔

۸۰ کشط وہ متن یا سند جس کے کسی لفظ کو ناقد نے چھری سے کھرچ دیا ہو یا کسی مکرر لفظ کو مٹایا ہو۔ یعنی تمام سند و متن صحیح ہے صرف یہاں ایک لفظ غلط یا مکرر تھا۔

۸۱ محو سند یا متن کے کسی غلط یا مکرر لفظ کو ناقد کا قلم سے کاٹنا مٹانا۔

۸۲ ضرب سند یا متن کے کسی غلط لفظ کے اوپر اسے مٹائے بغیر صحیح لفظ لکھ دینا۔

۸۳ شاھد ایک ہی روایت کو دو راویوں نے دو صحابہ سے روایت کیا اور متن میں لفظی معنوی مشابہت ہو۔ تو دوسرا راوی پہلے راوی کا شاہد کہلاتا ہے۔

احادیث کی کتابوں کے نام مبارک

۱ مسند امام اعظم	۴ مسلم
۲ موطا امام محمد	۵ ابوداؤد
۳ بخاری	۶ ترمذی

Marfat.com

۷ نسائی
۸ ابن ماجہ
۹ موطا امام مالک
۱۰ مسند امام شافعی
۱۱ مسند احمد حنبل
۱۲ مسند امام محمد
۱۳ مسند ابویعلی
۱۴ مسند فردوس دیلمی
۱۵ مسند خطیب بغدادی
۱۶ مسند ابن منصور
۱۷ مسند امام عقیلی
۱۸ سنن بیہقی
۱۹ سنن دارقطنی
۲۰ حلیہ ابن نعیم
۲۱ شعب الایمان بیہقی
۲۲ کنز العمال
۲۳ طبرانی کبیر
۲۴ طبرانی اوسط
۲۵ طبرانی صغیر
۲۶ مستدرک حاکم
۲۷ جامع کبیر
۲۸ جامع صغیر
۲۹ جامع ابن شیبہ
۳۰ جامع عبدالرزاق
۳۱ المصابیح
۳۲ مشکوٰۃ المصابیح
۳۳ عدی کامل لامام ابن عدی

القابات کتب احادیث

۱ سنن
۲ جامع
۳ موطا
۴ مسند
۵ مستدرک
۶ مستخرج
۷ الصحیح
۸ جز
۹ مفرد
۱۰ مراسیل
۱۱ امالی
۱۲ اربعین
۱۱ اطراف
۱۴ عنعنہ
۱۵ شعب
۱۶ کامل

Marfat.com

رموز محدثین یعنی مخفف الفاظ

۱ نا سے مراد حدثنا

۲ نی سے مراد حدثنی

۳ انا سے مراد اخبرنا

۴ ب انا سے مراد انبانا

۵ ب نی سے مراد انبانی

۶ ح سے مراد حولنا

۷ حا سے مراد حولنی

۸ صح سے مراد حدیث صحیح

۹ ح ن سے مراد حدیث حسن

۱۰ ض ع سے مراد حدیث ضعیف

۱۱ ض سے مراد حدیث موضوع

۱۲ خ سے مراد بخاری

۱۳ م سے مراد مسلم

۱۴ د سے مراد ابوداؤد

۱۵ ت سے مراد ترمذی

۱۶ ن سے مراد نسائی

۱۷ ہ سے مراد ابن ماجہ

۱۸ ک سے مراد مستدرک حاکم

۱۹ ق سے مراد متفق علیہ (بخاری و مسلم)

۲۰ حم سے مراد مسند حنبل

۲۱ ۴ سے ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ مراد ہے

۲۲ ۳ سے مراد ابوداؤد، ترمذی، نسائی

۲۳ خد سے مراد بخاری فی الادب

۲۴ تخ سے مراد بخاری فی التاریخ

۲۵ حب سے مراد مسند ابن حبان

۲۶ طب سے مراد طبرانی کبیر

۲۷ طس سے مراد طبرانی اوسط

۲۸ ط ص سے مراد طبرانی صغیر

۲۹ ص سے مراد مسند ابن منصور

۳۰ عب سے مراد جامع عبدالرزاق

۳۱ مص سے مراد کتاب المصابیح

۳۲ مش سے مراد مشکوٰۃ المصابیح

۳۳ ع سے مراد مسند ابویعلی

۳۴ قط سے مراد دارقطنی

۳۵ فر سے مراد مسند فردوس دیلمی

۳۶ حل سے مراد حلیہ ابونعیم

۳۷ هب سے مراد بیہقی شعب الایمان

۳۸ هق سے مراد سنن بیہقی

Marfat.com

۳۹ **عد** سے مراد امام عدی ابن کامل ۴۲ **عم** سے مراد امام حنبل فی الزوائد
۴۰ **خط** سے مراد محدث خطیب بغدادی ۴۳ **عق** سے مراد احادیث عقیلی فی الصعفا
۴۱ ح غ سے مراد ہے حدیث غریب ۴۴ **ک ز** یا کز سے مراد کَنزُ العُمَّال

ضعیف روایت کوقوی کرنے والے پندرہ اصول اور ضابطے

۱ ضعیف روایت اپنی دوسری ثقہ سند سے قوی ہو جائے گی یعنی کسی روایت کی دو سندیں ہوں ایک میں ضعیف دوم میں سب ثقہ ہوں۔

۲ ضعیف روایت بنفسہ ضعیف راوی کی وجہ سے مگر کسی دوسری وجہ سے حسن لغیرہ ہو جائے تو قوی ہو جائے گی۔

۳ ضعیف روایت ایک روایت کی بہت سندیں ہوں سب ہی ضعیف ہوں تو کثرت اسناد کی وجہ سے قوی ہو جائیں گی۔

۴ ضعیف روایت وہ روایت جس کو بہت صحابہ سے لیا گیا ہو وہ سنداً ضعیف بھی ہو تو بھی قوی ہو جائے گی۔

۵ ضعیف روایت جس روایت کا متن تجربتاً صحیح ثابت ہو جائے تو سنداً ضعیف بھی قوی ہو جائے گی۔

۶ ضعیف روایت متن روایت کسی تاریخ سے صحیح ثابت ہو جائے تو سنداً ضعیف بھی قوی ہو جائے گی۔

۷ ضعیف روایت متن روایت کسی مشہور حدیث کے مطابق ہو تو بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔

۸ ضعیف روایت متن روایت کو متقدمین فقہاء عظام نے قبول کر کے دلیل بنایا ہو تو بھی ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔

Marfat.com

۹	ضعیف روایت	متن روایت آیت قرآنی کے مطابق ہو تب بھی ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۰	ضعیف روایت	متن روایت کسی مشہور واقعے کے متعلق ہو تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۱	ضعیف روایت	متن روایت درایت اور عقل فہم کے مطابق ہو تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۲	ضعیف روایت	متن روایت پر عمل نبوی ثابت ہو جائے۔ تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۳	ضعیف روایت	متن روایت پر عمل صحابہ کرام سے ثابت ہو جائے۔ تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۴	ضعیف روایت	متن روایت پر کوئی مشہور فقہی مسئلہ موجود ہو یا تاریخی واقعہ تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔
۱۵	ضعیف روایت	متن روایت پر آئمہ اربعہ فقہا میں سے کسی کا عمل ثابت ہو جائے تب بھی سنداً ضعیف روایت قوی ہو جائے گی۔

درایت میں روایت کی گیارہ چیزیں معلوم کی جاتی ہیں

(۱) روایت کی اہلیت حقیقت (۲) روایت کی شرطیں (۳) روایت کی تیس نوعیں معلوم کرنا (۴) روایت کے احکام (۵) راوی کے حالات (۶) راوی کی شرطیں (۷) مرویات کی صنفیں (۸) روایت کا مضمون و موضوع (۹) سند کے حالات (۱۰) متن کے حالات (۱۱) قواعد و قوانین کی معرفت

Marfat.com

متن روایت کے موضوع بناوٹی جھوٹی ہونے کی اٹھارہ نشانیاں

(۱) فقہا اور محدثین کے متفقہ مسلک میں صرف وہی روایت حدیث ہے جو آیت قرآنی اور مشہور و متواتر احادیث کے مخالف نہ ہو تاریخی واقع کے بھی مخالف نہ ہو جو روایت نص صریحی یا حدیث متواتر مشہور کے خلاف ہو اور فقہاء مجتہدین مطابقت پیدا نہ کرسکیں تو روایت کو موضوع بناوٹی کہا جائے گا جیسے ابوداؤد کی رضاعت کبیر والی روایت۔

(۲) جو روایت کسی مشہور تاریخی واقعے کے خلاف ہو اس کو حدیث نہ کہا جائے گا۔

(۳) جو روایت علماء کی عقل سلیم کے خلاف ہو مطابقت نہ ہو سکے وہ جھوٹی ہے۔

(۴) جو روایت صحابہ کرام اور عقلاء اسلام کے مشاہدے کے خلاف ہو وہ حدیث نہیں جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۵) جو روایت اجماع صحابہ اجماع تابعین تبع تابعین اور ائمہ اربعہ کے متفقہ مسائل کے خلاف ہو وہ حدیث نہیں، بناوٹ ہے۔

(۶) جو روایت فطرت انسانی کے خلاف اور مشکل العمل ہو وہ جھوٹی بناوٹ ہے جیسے ترک دنیا کا حکم حدیث نہیں ہوسکتی۔

(۷) جو روایت کسی بدعقیدگی کی تائید کرے وہ حدیث نبوی نہیں ہوسکتی کسی کی جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۸) جو روایت سند کے بغیر ہو جیسے اکثر مفسرین کی بے سند بے حوالہ روایتیں وہ جھوٹی بناوٹیں ہیں۔

(۹) وہ روایت جس کا راوی خود اقرار کرے [illegible] متصد کے

لئے بنائی ہے وہ جھوٹی ہے حدیث کہنا گناہ ہے۔

(۱۰) جو روایت احساسات کے خلاف ہو مشاہدے کے مخالف ہو وہ حدیث نہیں جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۱۱) جو روایت گھٹیا الفاظ فصاحت و بلاغت کے خلاف غیر اخلاقی لفظوں والی ہو وہ حدیث نہیں ہے جھوٹ ہے۔

(۱۲) جو روایت معناً گھٹیا ہو وقار نبوی کے خلاف ہو۔ مثلاً کوئی کہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زور سے ہنسے یا کسی کو آپ نے گالی دی۔ وہ جھوٹی بناوٹی ہے۔

(۱۳) جو روایت ایسا واقعہ بیان کرے کہ اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو راوی بہت ہوتے مگر ایک ہی راوی ہو تو وہ جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۱۴) جو روایت سنداً و متناً مضطرب ہو کہ سندیں چند مگر سب لفظاً معناً مختلف اور گڑ بڑ وہ حدیث نہیں جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۱۵) جو روایت بزرگ شخصیات کی توہین ثابت کرے مثلاً معمولی نیکی کا بہت ثواب اور معمولی گناہ کا بڑا عذاب وہ جھوٹی روایات ہے۔

(۱۶) جو روایت شیعہ روافض کی کتب میں مولیٰ علی یا اہل بیت کی شان میں خلاف احادیث ہو وہ جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۱۷) جو روایت کوئی خارجی شخص بیان کرے خلاف اہل بیت وہ بھی حدیث نہیں جھوٹی بناوٹ ہے۔

(۱۸) وہ روایت جس کا راوی خود کہے یا اس کے بارے میں کوئی بتائے کہ یہ روایتیں کسی کے خوف یا خوشامد یا لالچ میں بنائی گئی ہیں۔ وہ حدیث نہیں ہوتی اس کو حدیث کہنا یا سمجھنا گناہ ہے۔ جیسے کہ غیاث بن مامون مہدی خوشامد کے لئے روایت بنایا کرتا تھا اور نوح بن عصمہ قرآن خوانی کا شوق ڈالنے کے

Marfat.com

لئے جھوٹی روایتیں بنایا کرتا تھا، بے دین زندیقی فرقے کا قاضی وہب بن وہب اور سلیمان بن عمرو نخعی اور ابن بختر نے خوشامد اور لالچ میں اپنے قومی اکابر کے لئے قومیت کی ثنا میں تقریباً چودہ ہزار جھوٹی روایتیں بنالیں (از کتاب درج الدرر صفحہ ۲۰ و ۳۷ مولف علامہ حافظ علی احمد) سب سے پہلے جھوٹی روایتیں لینے کا رواج امام غزالی صاحب نے شروع کیا تحقیق نہ فرماتے تھے ان کو خراب کیا گمراہ صوفیوں نے پھر مستدرک حاکم میں جھوٹی روایتیں کثیر جمع کی گئیں مگر نقادین نے بہت محنتوں سے آج سب کی نشاندہی کر کے جھوٹ سچ نکھار دیا آج ہم کو بھی معلوم ہے کہ حدیث کون ہے جھوٹی روایت کون۔

حدیث صحیح اور حسن کی قسمیں

دونوں کی دو قسمیں ہیں (۱) صَحِیح لِذَاتِہٖ (۲) صَحِیح لِغَیْرِہٖ (۱) حَسَنُ لِذَاتِہٖ (۲) حَسَنُ لِغَیْرِہٖ۔ حدیث صحیح اور حدیث حسن مخالف نوعیتوں سے ایک روایت میں جمع ہو سکتی ہیں مگر مطابق نوعیتوں سے جمع نہیں ہو سکتیں۔ مثلاً اگر کوئی محدث کسی ایک روایت کو فرمائے۔ ھٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ حَسَنٌ تو اس کا معنی یہ ہے کہ صَحِیْحٌ لِذَاتِہٖ حَسَنٌ لِغَیْرِہٖ اور اگر فرمائے۔ حسن صحیح، تو معنی یہ ہے کہ حَسَنٌ لِذَاتِہٖ صَحِیْحٌ لِغَیْرِہٖ یا یہ جمع جرح و تعدیل کے تنقیدی فیصلے کے بعد فیصلے کے نتیجے کی وجہ سے ہوگا۔ یعنی ایک ناقد نے تنقید و تفتیش کر کے اس کو صحیح ثابت کیا اور دوسرے نے اس کو حسن ثابت کیا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مطابقت میں جمع ہو جائیں کہ ایک ہی روایت صَحِیح لِذَاتِہٖ وَ حَسَنُ لِذَاتِہٖ ہو یا صَحِیح لِغَیْرِہٖ وَ حَسَن لِغَیْرِہٖ ہو۔

Marfat.com

زمانہ نبوی کے راویان کرام کی قسمیں اور درجات

آقاء کائنات حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مقدس میں تین قسم کے راوی کا ذکر پایا جاتا ہے۔

اولاً شہری صحابی ذی علم فہم دوم دیہاتی اعرابی صحابی، سوم منافقین لوگ۔ (۱) شہری صحابی ہر وقت آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ قرب میں رہنے والے صحابہ کرام جنہوں نے زبان چشمہ حکمت سے الفاظ حدیث سنے ارشادات کے معنی و منشاء کلام سمجھا مقصد جانا اشارات نبوی کو دیکھا اور بعینہٖ ان ہی لفظوں و انداز بیانی روایت آگے بیان کردی ایسی روایت کا درجہ مقبولیت کے اعلیٰ مقام پر ہے۔

دوم گاؤں دیہات میں رہنے والے اعرابی صحابہ کرام کبھی کبھی بارگاہ اقدس میں قریب بیٹھ کر کبھی دور بیٹھ کر ارشادات نبوی کو سنتے کچھ سمجھتے کچھ نہ سمجھتے تو اپنے مفہوم میں کچھ قدرے تغیر لفظی سے روایت آگے بیان فرما دیتے ایسی تمام روایتوں کا درجہ مقبولیت ثانوی حیثیت کا ہے۔

سوم وہ لوگ جو عوام مسلمانوں کی نظروں میں مخلص مومن بنے رہتے تھے۔ مگر در پردہ دشمن منافق کافر تھے۔ انہوں نے زبان مبارک سے ارشادات نبوی سنے مگر جان بوجھ کر منافقانہ خباثت سے الفاظ و معانی بدل کر روایت بیان کردی مخلصین عوام صحابہ نے اس منافق کو بھی مخلص مومن سمجھا اس وجہ روایت مشہور ہوگئی بعد میں جرح و تعدیل کی تنقید سے منافقت ثابت ہوئی تب وہ روایت مجروح ہو کر مردود ہوگئی۔

Marfat.com

حدیث وسنت کا فرق

محدثین وفقہا کے متفقہ مسلک میں ہر ارشاد نبوی حدیث ہے۔ اطلاع ہو یا حکم۔ خبر ہو یا ذاتی عمل یا خصوصی صفت کا بیان۔ عادۃً ہو یا عبادۃً تمام حالات نبوی سیرت نبوی کا نام حدیث ہے اور عملی حکم وعطائی حکم وتعلیم وتبلیغ کا نام سنت ہے۔ سنت کی چھ قسمیں ہیں (۱) سنت عادت (۲) سنت عبادت (۳) سنت مؤکدہ (۴) سنت غیر موکدہ (۵) سنت فعلی (۶) سنت قولی۔ ہر مسلمان پر ان تمام سنتوں کا عمل لازم ہے کیونکہ یہ سنتیں اسوہ حسنہ ہیں اور مسلمانوں کے لئے نمونہ حیات۔ ان ہی سنتوں کے تارک پر لعنت کی وعید ہے۔

طبقہ اور طبقات کا لغوی معنی واصطلاحی تعریف

لفظ طبقہ کا لغوی معنی ہے مجموعہ اس کی جمع ہے طبقات، علماء حدیث کے نزدیک طبقات کی چھ قسمیں ہیں (۱) طبقات صحابہ (۲) طبقات راویان صحابہ (۳) طبقات تابعین (۴) طبقات کتب حدیث (۵) طبقات دیگر راویان احادیث (۶) طبقات علماء حدیث،

کل صحابہ کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار تعداد انبیاء کے برابر، بدری صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ رسل انبیاء کے برابر۔ خلفاء راشدین کی تعداد چار ہے مرسلین انبیاء صاحب کتاب کی تعداد کے برابر۔ دس صحابہ کرام عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ یہ فقہی تقسیم ہے۔

محدثین کے نزدیک طبقات صحابہ بارہ ہیں

پہلا طبقہ فاروق اعظم سے پہلے مسلمان ہونے والے۔

دوسرا طبقہ، فاروق اعظم کے بعد مسلمان ہونے والے،

Marfat.com

تیسرا طبقہ، ہجرت اول جانب حبشہ کرنے والے یہ گیارہ مرد چار عورتیں تھیں کل پندرہ حضرات۔

چوتھا طبقہ۔ عقبہ اولی میں بیعت کرنے والے مدنی انصار یہ بارہ افراد تھے۔

پانچواں طبقہ، عقبہ ثانیہ میں بیعت اسلام کرنے والے انصار مدینہ یہ ستر افراد تھے۔

چھٹا طبقہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت کے بعد فوراً ہجرت کرنے والے ابھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علاقہ قبا میں ہی تھے۔

ساتواں طبقہ، اہل بدر صحابہ۔

آٹھواں طبقہ، جنگ بدر کے بعد ہجرت کرنے والے صحابہ کرام۔

نہم طبقہ، بیعت رضوان کرنے والے صحابہ کرام۔

دسواں طبقہ، صلح حدیبیہ کے بعد ہجرت کرنے والے صحابہ کرام۔

گیارہواں طبقہ، جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے یہ تقریباً بارہ سو افراد تھے۔

بارہواں طبقہ، بچپن عمر کے صحابہ کرام جیسے امام حسن امام حسین اور عبداللہ بن زبیر وغیرہم

راویان صحابہ چار طبقے ہیں

پہلا طبقہ، رُوَاۃِ مُکثِرِین۔ وہ صحابہ جن کی روایتیں ہزار سے زیادہ ہوں۔ یہ سات افراد تھے۔

دوسرا طبقہ، متوسطین کا۔ وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو سے کچھ زیادہ ہیں۔

تیسرا طبقہ مقلین: وہ صحابہ جن کی روایتیں پانچ سو سے کم ہیں۔ متوسطین راوی چار صحابہ ہیں اور مقلین صحابہ ساٹھ افراد ہیں۔

طبقہ چہارم، قلیلن راوی۔ وہ صحابہ جن کی روایتیں صرف تیس یا چالیس ہیں۔ یہ چالیس صحابہ ہیں اس حساب سے روات صحابہ کل ایک سو گیارہ عدد ہوئے۔ صحابہ کرام

Marfat.com

کی وہ روایتیں جو تابعین فقہا تابعین محدثین نے لیں سات ہزار پانچ سو چون ہیں۔

باعتبار محفل نبوی صحابہ کرام کی دو جماعتیں تھیں

ایک جماعت سامعین کی، انہوں نے اقوال نبوی روایت فرمائے، دوم جماعت زائرین، انہوں نے اعمال نبوی روایت فرمائے۔

(از کتاب استعیاب لعلامہ ابن عبدالبر صفحہ ۱۲۱)

طبقات طالبین

اصطلاح محدثین میں طالبین حدیث ان شاگردوں کی جماعت ہے جن کی عمریں تقریباً یکساں ہوں اور اپنے شیوخ استادوں سے روایت لینے اور استفادہ کرنے کا طریقہ ایک جیسا ہو۔

طبقات کتب احادیث کے نام اور تعریف

۱	الصحیح	وہ کتب جن میں حتی الامکان صحیح احادیث لکھی گئی ہیں اور غلط کی نشاندہی کردی گئی ہو مثلاً بخاری و مسلم۔
۲	جامع	وہ کتب جن میں حروف تہجی یا حروف ابجد کی ترتیب سے راویوں کی احادیث لکھی گئی ہوں۔
۳	سنن	وہ کتب جن میں فضائل کی ترتیب سے راویوں کی احادیث لکھی گئی ہوں مثلاً صحابہ پھر تابعی۔
۴	مستخرجات	وہ کتب جن میں کسی دوسری کتاب کی احادیث نئی اسناد سے مروی ہوں اور آگے جاکر اصل کتاب کے شیخ یا شیخ کے شیخ سے مل جائیں۔

Marfat.com

۵	مستدرک	وہ کتب جو صحاح ستہ میں سے کسی کتاب کی شرائط پر احادیث لکھیں مگر صحاح ستہ کی ان کتب میں وہ احادیث نہ ہوں جیسے مستدرک حاکم، بخاری و مسلم کی شرائط پر۔
۶	موطا	وہ کتب جن میں ابواب فقہ کی ترتیب سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے موطا امام محمد و امام مالک۔
۷	جز یا جزء متفرقہ	وہ کتب جن میں صرف ایک مسئلے کی کم از کم سو احادیث جمع کی گئی ہوں۔ جیسے کاظمی صاحب کی جزء متفرقہ۔
۸	مفرد	وہ کتب جن میں صرف ایک شخص کی مرویات جمع کی گئی ہوں۔
۹	مراسیل	وہ کتب جن میں صرف مرسل احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے مراسیل ابوداؤد۔
۱۰	امان:	وہ کتب جن میں شیخ وہ احادیث جمع کر دے اور ان کے وہ نکات بھی لکھ دے جو اپنے شاگردوں کو سنائیں اور لکھوائیں اور اجازت دی۔
۱۱	اربعین متصلہ	وہ کتب جن میں ایک مسئلے کی چالیس احادیث جمع کی گئیں ہوں جیسے اربعین نعیمیہ۔
۱۲	اربعین متفرقہ	وہ کتب جن میں چند مسائل کی چالیس احادیث جمع کی گئی ہوں۔
۱۳	اطراف	وہ کتب جن میں کسی ایک کتاب کی احادیث بطریقہ مطرفہ جمع کی گئی ہوں یعنی متن پہلے سند بعد میں۔
۱۴	شعب	وہ کتب جن میں عقائد کی احادیث جمع کی گئی ہوں۔

Marfat.com

۱۵	کامل	وہ کتب جن میں تاریخی واقعات کے اعتبار سے احادیث جمع کی گئی ہوں۔
۱۶	عنعنہ	وہ کتب جن میں مختلف ومتعدد کتب احادیث کی مرویات عن سے لکھی گئی ہوں، جیسے مصابیح ومشکوٰۃ
۱۷	معجم	وہ کتب جن میں حروف تہجی کی ترتیب سے شیوخ کے شہروں قبیلوں کے اعتبار وتعلق پر احادیث لکھی ہوں۔
۱۸	مسند	وہ کتب جن میں صحابہ کے اسماؤ نسب و خدمت دینی کی ترتیب سے ابواب فقہ کی طرز پر ابواب احادیث مرتب کر کے حدیثیں لکھی ہوں۔

طبقہ راویان حدیث

ان کی تعداد بارہ ہے۔

اول راویان صحابہ جن کا ذکر طبقہ دوم میں گزرا۔

دوم طبقہ کبار تابعین۔

سوم متوسط تابعین۔

چھارم صغار تابعین۔

پنجم قریب بلوغ تابعین کم عمر۔

ششم تابعین متصلہ وہ جو نوعمر تابعین سے روایت لیں۔

ھفتم کبار تبع تابعین۔

ھشتم متوسط تبع تابعین۔

نھم صغار تبع تابعین۔

دھم راویان متصلہ۔ وہ لوگ جنہوں تبع تابعین سے ملاقات کر کے روایتیں

Marfat.com

لیں۔

گیارہ روایان منقطعہ کبار، وہ لوگ جنہوں نے تبع تابعین سے بھی خود ملاقات نہ کی بلکہ ان کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور حدیث سنیں اور لکھیں۔

بارھواں راویان منقطع صغار۔ وہ کم عمر راوی جنہوں نے شیوخ اساتذہ متصلہ سے روایات لیں۔ جیسے صحاح ستہ کے مصنفین امام ترمذی امام نسائی یا ان کے دیگر کچھ اساتذہ۔

طبقات علماء حدیث

ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔

پھلا طبقہ طالبین، وہ شاگرد جو لکھ کر، پڑھ کر یا سن کر علم حدیث حاصل کریں۔ تا قیامت۔

دوم حافظ الحدیث وہ عالم حدیث جس کو ایک لاکھ احادیث متناً سنداً یاد ہوں۔

سوم شیخ الحدیث وہ استاد جو طالبین کو علم حدیث اصول کے ساتھ پڑھائے۔ تا قیامت یہ جاری ہے۔

چھارم حجۃ الحدیث، وہ عالم حدیث جس کو تقریباً تین لاکھ احادیث کا علم آتا ہو سند و متن کے ساتھ۔

پنجم حاکم الحدیث وہ عالم حدیث جس کو سند و متن و حالات راویات کے ساتھ دو لاکھ حدیثوں کا علم ہو۔

ششم امام الحدیث وہ عالم حدیث جو احادیث کے فقہی مسائل وعلوم دینیہ کا ماہر ہو۔

ھفتم محدث الحدیث و عالم حدیث جو کسی کتاب حدیث کا مصنف یا مولف یا

Marfat.com

لیں۔

گیارہ روایان منقطعہ کبار، وہ لوگ جنہوں نے تبع تابعین سے بھی خود ملاقات نہ کی بلکہ ان کی زیارت کرنے والوں کی زیارت کی اور حدیث سنیں اور لکھیں۔

بارھواں راویان منقطع صغار۔ وہ کم عمر راوی جنہوں نے شیوخ اساتذہ متصلہ سے روایات لیں۔ جیسے صحاح ستہ کے مصنفین امام ترمذی امام نسائی یا ان کے دیگر کچھ اساتذہ۔

Marfat.com

(۱۴) علم تنقیدات یعنی فلاں روایت کے راوی پر ناقدین کی جرح ہے یا تعدیل اور یہ روای مجروح ہے یا مقبول۔ تعلیم حدیث کے لئے طالبین احادیث کو یہ چودہ علم ضروری ہیں۔

قرون احادیث

متن و سند کے ابتدائی زمانے چار ہیں۔ پہلا زمانہ صحابیت کا یہ بعثت نبوی کے پہلے سال سے ایک سو دس برس تک ہے یعنی ا ھ سے ۱۱۰ ھ تک۔ دوسرا زمانہ تابعین کا یہ زمانہ ۱۱۱ ھ سے ۱۷۰ ھ تک تیسرا زمانہ تبع تابعین کا یہ ۱۷۱ ھ سے ۲۲۰ ھ تک ہے۔ چوتھا زمانہ محدثین کا اس کی ابتدا کتب احادیث کی تصنیفات و تالیفات و تدوین روایات سے شروع ہوا۔ یعنی ۲۲۱ ھ سے۔

اختلافات روایات کا بیان اور ترجیح کی قسمیں

جب دو حدیثوں کے متن میں اختلاف واقع ہو تو ناقدین کے فیصلے سے جو روایت مقبول ہو اس فیصلے کا نام ترجیح ہے۔ ترجیح کی چار وجوہ ہوتی ہیں۔

(۱) سند کی وجہ سے ترجیح پانا

(۲) متن کی وجہ سے ترجیح پانا یعنی ایک روایت کی سند عمدہ دوسری کی کمزور یا ایک کا متن درایت کے مطابق دوسری روایت کا متن درایت کے خلاف

(۳) سنداً و متناً ترجیح پانا۔ یعنی ایک روایت کی سند عمدہ متن مطابق درایت ہونا لیکن دوسری روایت سنداً کمزور متن خلاف درایت

(۴) سنداً و متناً ایک روایت حدیث مشہورہ کے مطابق ہو۔ لیکن دوسری روایت مضطرب ہو۔ ان چاروں اقسام میں حدیث مقبول کو راجح کہتے ہیں اور متروک روایت کو مرجوح کہتے ہیں۔ اختلاف روایت کا معنی یہ ہے کہ ایک

Marfat.com

کا معنی منشا شان نزول مقصد و

ور پڑھائے

ق و معنی

دہوا

بہ قولی ہے یا عملی یا تقریری،

Marfat.com

روایت میں فلاں کام کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے مگر دوسری روایت میں اسی کام سے منع کیا جا رہا ہے حالانکہ زمانہ فرمان وسبب فرمان وافراد مخاطبین ایک ہوں۔

دلالت احادیث اور ان کی قوت وترجیح

دلالت کی دس قسمیں ہیں (۱) محکم (۲) مفسر (۳) نص (۴) ظاہر (۵) جلی (۶) خفی (۷) مفصل (۸) مجمل (۹) متشابہ (۱۰) مشکل۔ ان میں سے ہر پہلی روایت کو ترجیح ہوگی دوسری مرجوح ہوگی مثلاً ایک روایت محکم ہے دوسری مفسر تو محکم متن کو ترجیح اور قبولیت ہوگی نہ کہ مفسر کو اسی طرح تمام مذکورہ دس دلالتوں کا حکم ہے۔

احادیث کی ترجیحی قوتوں کا بیان

یہ چار قسم کی ہیں۔

پہلی قوت دلالت اس کا بیان ابھی اوپر گزرا۔

دوم قوت اہمیت یہ کہ ایک روایت میں حکم اہم ہے دوسری روایت کا حکم غیر اہم ہے تو پہلی روایت مقبول دوسری متروک۔

سوم قوت اغلبیت یہ کہ ایک روایت کا متن قیاس واستحسان کے مطابق ہو دوسری روایت کا متن قیاس یا استحسان کے خلاف ہو تو ترجیح اس روایت کو ہوگی جو قیاس یا استحسان کے مطابق ہے۔ قیاس اور استحسان میں فرق یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کی ظاہری کے صفت ورواج کے مطابق کرنا ہے اور ایک چیز کو دوسری چیز کی باطنی صنعت کے مطابق کرنا استحسان ہے مثلاً گندم کے مطابق چاول کو سمجھنا ناپ تول میں یہ قیاس ہے اور گندم کے مطابق چاول کو سمجھنا غذائیت میں یہ استحسان ہے۔

Marfat.com

(۱۴) علم تنقیدات یعنی فلاں روایت کے راوی پر ناقدین کی جرح ہے یا تعدیل اور یہ روای مجروح ہے یا مقبول۔ تعلیم حدیث کے لئے طالبین احادیث کو یہ چودہ علم ضروری ہیں۔

قرون احادیث

متن وسند کے ابتدائی زمانے چار ہیں۔ پہلا زمانہ صحابیت کا یہ بعثت نبوی کے پہلے سال سے ایک سو دس برس تک ہے یعنی ۱ھ سے ۱۱۰ھ تک۔ دوسرا زمانہ تابعین کا یہ زمانہ ۱۱۱ھ سے ۱۷۰ھ تک تیسرا زمانہ تبع تابعین کا یہ ۱۷۱ھ سے ۲۲۰ھ تک ہے۔ چوتھا زمانہ محدثین کا اس کی ابتدا کتب احادیث کی تصنیفات وتالیفات وتدوین روایات سے شروع ہوا۔ یعنی ۲۲۱ھ سے۔

اختلافات روایات کا بیان اور ترجیح کی قسمیں

جب دو حدیثوں کے متن میں اختلاف واقع ہو تو ناقدین کے فیصلے سے جو روایت مقبول ہو اس فیصلے کا نام ترجیح ہے۔ ترجیح کی چار وجوہ ہوتی ہیں۔

(۱) سند کی وجہ سے ترجیح پانا

(۲) متن کی وجہ سے ترجیح پانا یعنی ایک روایت کی سند عمدہ دوسری کی کمزور یا ایک کا متن درایت کے مطابق دوسری روایت کا متن درایت کے خلاف

(۳) سنداً و متناً ترجیح پانا۔ یعنی ایک روایت کی سند عمدہ متن مطابق درایت ہونا لیکن دوسری روایت سنداً کمزور متن خلاف درایت

(۴) سنداً و متناً ایک روایت حدیث مشہورہ کے مطابق ہو۔ لیکن دوسری روایت مضطرب ہو۔ ان چاروں اقسام میں حدیث مقبول کو راجح کہتے ہیں اور متروک روایت کو مرجوح کہتے ہیں۔ اختلاف روایت کا معنی یہ ہے کہ ایک

Marfat.com

چہارم قوت تعامل یہ ہے کہ ایک روایت پر خلفاء راشدین کا عمل ثابت ہو۔ دوسری روایت پر عمل ثابت نہ ہو۔ تو پہلی روایت کو ترجیح ہوگی لہٰذا وہ پہلی راجح و مقبول ہوگی اور دوسری مرجوح و متروک ہوگی۔ یہ مندرجہ بالا چار قسمیں دو روایتوں کے اختلاف متن کی ہیں۔

اختلاف سند کی قسمیں

جب دو روایتوں کی سند میں اختلاف ہو اور متن یکساں ہو۔ تو اس کی سات صورتیں ہیں

(۱) ایک روایت کی سند کا راوی ثقہ ہو، دوسری روایت کا غیر ثقہ تو ترجیح پہلی کو ہوگی

(۲) ایک روایت کی پوری سند اعلیٰ و عمدہ مضبوط ہو، دوسری کی ہر طرح کمزور ہو تو ترجیح پہلی کو ہوگی

(۳) ایک روایت کا راوی کثیر الروایات ہو دوسری کا قلیل الروایات ہو تو ترجیح پہلی کو ہوگی

(۴) ایک روایت کا راوی عالم لغت ماہر فقہ ہو، دوسری روایت کا راوی کم علم ہو، تو ترجیح پہلی کو ہوگی

(۵) ایک روایت کا راوی قوی حافظہ، دوم کا راوی کمزور حافظہ ہو تو بھی ترجیح پہلی روایت کو ہوگی

(۶) ایک روایت کا راوی اکابر صحابہ سے روایت کر رہا ہو۔ دوسری روایت کا راوی اصاغر صحابہ سے روایت کر رہا ہو۔ ترجیح پہلی روایت کو ہوگی

(۷) ایک روایت کے راوی نے مذکورہ روایت کو بحالت اسلام بعمر بالغی سنا، دوسری روایت کے راوی نے اپنی روایت کو بحالت کفر سنا یا نابالغی میں سنا ترجیح پہلی روایت کو ہوگی۔ ان تمام صورتوں میں دوسری روایت متروک ہوگی۔

Marfat.com

روایت میں فلاں کام کرنے کا حکم دیا جارہا ہے مگر دوسری روایت میں اسی کام سے منع کیا جارہا ہے حالانکہ زمانہ فرمان وسبب فرمان وافراد مخاطبین ایک ہوں۔

دلالت احادیث اوران کی قوت وترجیح

...ت کی دس قسمیں ہیں (۱) محکم (۲) مفسر (۳) نص (۴) ظاہر (۵) جلی (۶) خفی ...) مفصل (۸) مجمل (۹) متشابہ (۱۰) مشکل۔ ان میں سے ہر پہلی روایت کو ترجیح ... دوسری مرجوح ہوگی مثلاً ایک روایت محکم ہے دوسری مفسر تو محکم متن کو ترجیح اور ...بت ہوگی نہ کہ مفسر کو اسی طرح تمام مذکورہ دس دلالتوں کا حکم ہے۔

احادیث کی ترجیحی قوتوں کا بیان

... قسم کی ہیں۔

...لی قوت دلالت اس کا بیان ابھی اوپر گزرا۔

...وم قوت اہمیت یہ کہ ایک روایت میں حکم اہم ہے دوسری روایت کا حکم غیر اہم ہے تو پہلی روایت مقبول دوسری متروک۔

...سوم قوت اغلبیت یہ کہ ایک روایت کا متن قیاس و استحسان کے مطابق ہو دوسری روایت کا متن قیاس یا استحسان کے خلاف ہو تو ترجیح اس روایت کو ہوگی جو قیاس یا استحسان کے مطابق ہے۔ قیاس اور استحسان میں فرق یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کی ظاہری کے صفت ورواج کے مطابق کرنا ہے اور ایک چیز کو دوسری چیز کی باطنی صفت کے مطابق کرنا استحسان ہے مثلاً گندم کے مطابق چاول کو سمجھنا ناپ تول میں یہ قیاس ہے اور گندم کے مطابق چاول کو سمجھنا غذائیت میں یہ استحسان ہے۔

Marfat.com

کتب احادیث کا طریقہ تصانیف

محدثین کرام نے کتب احادیث لکھنے کے سات طریقے اختیار فرمائے۔

۱ طریقہ ابواب فقہ — ہر باب میں اسی ایک ہی مسئلے کی تمام حدیثیں لکھی گئی ہیں اگرچہ راوی مختلف ہیں۔

۲ طریقۂ سلسلہ — ہر باب میں ایک ہی راوی کی تمام حدیثیں لکھی گئی ہیں اگرچہ مسائل مختلف ہوں۔

۳ طریقۂ مسانید — ہر سند کے آخری راوی کے نام سے احادیث لکھنا اگرچہ سندوں کی تعداد کثیر ہو۔

۴ طریقۂ تقاسیم — احادیث کی قسموں کے اعتبار سے ابواب کی ترتیب دینا۔ مثلاً باب الصحیح، باب الحسن، باب الغریب۔

۵ طریقۂ تعلیل — ہر حدیث پاک کا متن پہلے لکھے جائیں سند بعد میں لکھی گئی ہوں۔

۶ طریقہ مسائل — ہر مسئلے کی وجہ شان نزول اور اس موقع کی تمام احادیث جمع کردی گئی ہیں۔

۷ طریقۂ علل — ہر حدیث کی علت بتائی گئی ہے۔

علت میں سات چیزیں بتائی جاتی ہیں

(۱) راوی کا نام، ولدیت اور لقب (۲) راوی کا سن ولادت (۳) راوی کا وطن ولادت (۴) راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات ہونا یا نہ ہونا (۵) راوی کے اپنے الفاظ متن (۶) راوی کی سن وفات (۷) راوی کی تمام روایتوں کی کل تعداد۔

Marfat.com

عالم حدیث کے لئے اشد لازم چیزیں

علت بیان کرنے والے عالم حدیث کے لئے چار چیزیں بہت ضروری ہے (۱) تقویٰ ، امانت ، دیانت (۲) لفظوں اور معنی کی فہم سمجھ (۳) راوی کی پہچان اور حالات کی معرفت (۴) قوت حافظہ وذہنی سکون و پاکیزگی ۔ ذکراللہ کی کثرت عقیدہ کی صحت ۔

فقہی طریقہ پر تقسیم احادیث

قانون فقہ میں تمام احادیث کی سات قسمیں کی گئی ہیں ۔

(۱) احادیث احکامی وہ حدیثیں جن میں قرآنی مسائل کی وضاحت کی گئی ہو ۔ ایسی خبر واحد بھی معتبر ہے تعلق آیت کی وجہ سے خبر واحد محکم و مضبوط ہو جاتی ہے ۔

(۲) احادیث تشریعی وہ حدیثیں جن میں قرآنی استعارے کنائے ، تشبیہات ، تعریض ، ایجاز وغیرہ کی تشریح کی گئی ہو ۔

(۳) احادیث تعلیمی ، وہ احادیث جن میں احکام شریعت کی تعلیم نبوی ہو ۔

(۴) احادیث بشارت ، وہ حدیثیں جن میں اہل ایمان کو کامیابیوں قبولیتوں کی خوشخبری دی گئی ہو ۔

(۵) احادیث نذارت ، وہ حدیثیں جن میں کفار کو اور فساق کو قبر ، حشر ، آخرت کا خوف دلایا گیا ہو ۔

(۶) احادیث تاریخی ، وہ حدیثیں جن میں گزشتہ و آئندہ کے تاریخی واقعات و حادثات بیان فرمائے گئے ہوں ۔

(۷) احادث شمائل ، وہ حدیثیں جن میں اسوۂ حسنہ ، سیرت طیبہ ، خصائص وخصائل مبارکہ بیان کیے گئے ہوں ، خواہ زبان نبوی سے یا عمل نبوی سے یا زبان صحابہ سے ۔

Marfat.com

قواعد اصولیہ

احادیث مبارکہ کی معرفت اور مدارج روایات کے گیارہ قواعد و قانون

قاعدہ ۱۔ حدیث صحیح لِذَاتِہٖ وَ لِغَیرِہٖ۔ حَسَنٌ لِذَاتِہٖ وَ لِغَیرِہٖ ہر طرح معتبر و مقبول ہے فقہی مسائل احکام، فضائل وظائف، تاریخی واقعات، کنایہ کی تصریحات و تشریحات میں۔

قاعدہ ۲۔ ضعیف روایت احکام شرعی و مسائل فقہ میں معتبر نہیں ہے لیکن فضائل اور وظائف اور آیت قرانی کی تشریح میں معتبر ہے۔ تعلق آیت کی وجہ سے۔

قاعدہ ۳۔ جب ضعیف روایت کی چند سندیں ہوں تو وہ ضعیف حسن لغیرہ بن جاتی ہے، اگرچہ سب سندیں ضعیف ہوں اور ضعیف روایت حسن بن کر احکام شریعت و مسائل فقہ میں معتبر ہو جاتی ہے۔

قاعدہ ۴۔ کشف و الہام کے مشاہدے اور القا کے تجربے سے ضعیف روایت کی فرمودہ بات درست ثابت ہو تو ضعیف روایت حسن لغیرہ بن کر معتبر ہوتی ہے۔

قاعدہ ۵۔ ایک روایت کی چند سندیں ہوں مختلف درجوں کی تو متن کا درجہ بھی مختلف ہوگا۔ مثلاً ایک حسن ہو۔ دوسری صحیح تیسری غریب تو وہ روایت هذا حديث حسن صحیح غریب ہوگی۔

قاعدہ ۶۔ بعد کا ضعف پہلے مجتہد امام اور محدث کو مضر نہیں یعنی پہلی سند میں وہ روایت صحیح ہو بعد والی سند میں کوئی ضعیف راوی مل گیا جس سے وہ ضعیف ہوگئی تو پہلی سند سے معتبر ہوگی۔

قاعدہ ۷۔ مبہم جرح فقہا اور محدثین کے نزدیک غیر معتبر ہے وہی جرح معتبر ہے جو مفصل ہو۔

قاعدہ ۸۔ اگر کسی روایت کی ایک ناقد نے جرح کی دوسرے ناقد نے تعدیل تو

Marfat.com

تعدیل معتبر ہوگی۔

قاعدہ ۹۔ روایت کا صحیح نہ ہونا ضعیف ہونے کی دلیل نہیں ہے جو صحیح نہ ہو وہ حسن بھی ہوسکتی ہے یعنی کسی روایت کو ناقد نے کہا یہ صحیح نہیں تو وہ ضعیف نہ بنے گی۔

قاعدہ ۱۰۔ صحاح ستہ کتب کو صحیح کہنا اکثریت کی وجہ سے ہے نہ کہ کلیت کی وجہ سے۔ کیونکہ صحاح میں بھی ضعیف روایتیں ہیں مگر بہت تھوڑی۔

قاعدہ ۱۱۔ جس روایت کو مجتہد فقیہ یا مشائخ فقیہ اپنی دلیل بنالیں وہ صحیح یا حسن مانی جائے گی اگرچہ محدث نے اس روایت کو ضعیف کہا ہو۔

Marfat.com

تصانیف صاحبزادہ مفتی اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

خلف الرشید حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر نعیمی پارہ ۱۲ تا ۱۹	تفسیر القرآن
العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ	فقہ حنفی کا مدلل ترین فتاویٰ (۵ جلد)
خطبات نعیمیہ	جمعہ وعیدین و دیگر خطبات مع ضروری مسائل
الدرایہ فی تحقیق الروایہ	اصول حدیث پر اردو زبان میں انتہائی سہل اور جامع کتاب مع منکرین حدیث کے اعتراضات و جوابات۔ طلباء حدیث کیلئے خاص تحفہ
اربعین نعیمیہ	درود شریف کے متعلق ۴۰ (چالیس) حدیثیں
سیاہ خضاب حرام ہے	مولانا شفیع اوکاڑوی صاحب کی کتاب سیاہ خضاب کا مکمل رد
درودِ تاج پر اعتراضات و جوابات	درودِ تاج پر نجدیوں کے اعتراضات کا مسکت جواب
راہ جنت بجواب راہ سنت	سرفراز خاں گکھڑوی کی کتاب "راہ سنت" منہ توڑ جواب
از بلا (اردو، انگریزی)	رد عیسائیت میں لاجواب کتاب (بطرز ناول)
المصادر العربیہ	۴۰۰۰ عربی مصادر کا خزانہ مع مشتقات و نحوی اصولوں کی وضاحت
تنقیدات اعلیٰ مطبوعات	مشہور اور مُستند کتابوں میں چند غلطیوں کی نشاندہی کی گئی ہے
نظریات اقبال	علامہ اقبال پر تنقید اور انکی فکری غلطیوں کی نشاندہی

Marfat.com

تصانیف حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی قادری بدایونی

تفسیر نور العرفان	حاشیہ قرآن مجید مع ترجمہ اعلیٰ حضرت کنزالایمان شریف
تفسیر نعیمی	تفسیر القرآن اول تا گیارہ
جاء الحق	اختلافی مسائل پر لاجواب کتاب (رَد وہابیت)
شان حبیب الرحمٰن	آیات قرآن مجید سے شان مصطفےٰ ﷺ کا بیان
علم القرآن	ترجمہ قرآن مجید کے قواعدِ اصولیہ۔ جس سے غلط یا صحیح ترجمہ کی پہچان ہو سکتی ہے
مراۃ شرح مشکوٰۃ	مشکوٰۃ شریف کی بے مثال شرح حکیم الامت کے شاہکار قلم سے نکلی ہوئی سادہ اور سلیس (۸ جلد)
رسائل نعیمیہ	حکیم الامت کے آٹھ رسائل، دیوان سالک، رسالہ نور، سلطنت مصطفےٰ، الکلام المقبول، ایک اسلام، اسلام کی چار اصولی اصطلاحیں، اسرار الاحکام، درس القرآن کا مجموعہ
مواعظ نعیمیہ	حکیم الامت کے چند معرکۃ الآراء وعظوں کا مجموعہ
اسلامی زندگی	موجودہ معاشرے کی غلط رسومات کی نشاندہی اور صحیح اسلامی طرز زندگی کا بیان
رحمت خدا بوسیلہ اولیاء	وسیلہ اولیاء کے متعلق قرآن وحدیث وسلف صالحین سے ناقابل تردید دلائل
حضرت امیر معاویہ	حضرت امیر معاویہ کے مناقب وحالات کی تحقیق اور اُن کے بارے میں پائی جانے والی غلط فہمی کا ازالہ
علم المیراث	میراث کی شرعی تقسیم اور اس کے قوانین کا اردو زبان میں آسان اور عام فہم بیان
معلم تقریر	علم تقریر پر خطباء اور طلباء کی رہنمائی فرمائی گئی ہے
سلطنت مصطفےٰ	کائنات میں نبی پاک ﷺ کے اختیارات کا بیان اور مخالفین کے اعتراضات کا دندان شکن جواب
فتاویٰ نعیمیہ	حکیم الامت کے مختصر فتاویٰ جات کا مجموعہ جو کہ آپ نے مختلف موقعوں پر جاری فرمائے (ایک جلد)
سفر نامے	پاکستان سے حجاز مقدس تک بذریعہ بس سفر کے حالات و بیت المقدس وغیرہ کی زیارات وحالات
حالات زندگی	حکیم الامت کی سوانح حیات پر میسور یونیورسٹی ہندوستان میں کی گئی پی ایچ ڈی کا مقالہ

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

من یرد اللہ بہ خیرا یفقہہ فی الدین

مجموعہ

العطایا الاحمدیہ فی فتاویٰ نعیمیہ

سنہ ۱۳۹۶ھ و سنہ ۱۹۷۶ء

جلد اول

مصنفہ

مفتی دار العلوم غوثیہ نعیمیہ و شیخ الحدیث

صاحبزادہ اقتدار احمد خان نعیمی قادری بدایونی

ملنے کا پتہ نعیمی کتب خانہ گجرات

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

حالاتِ زندگی

حکیم الامت

مفتی احمد یار خان نعیمی بدایونی رحمتہ اللہ علیہ

از

محقق شیخ بلال احمد صدیقی

پی ایچ ڈی مقالہ

میسور یونیورسٹی ہندوستان

ناشر نعیمی کتب خانہ مفتی احمد یار خان روڈ گجرات

نعیمی کتب خانہ

۵ الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ ۴۰ اردو بازار لاہور

Marfat.com

Marfat.com

نعیمی کتب خانہ

6039

Marfat.com